جہاد

الجہاد

مصنفہ:

قیہہ ملت ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی
سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥

ہر طبقہ کے افراد ملت و ملک کو اعتقاد و عمل کی خوبی دکھانے والی مومن مسلمان کو سچا مجاہد اسلام بنانے والی

پہلی مستند و موثر کتاب

الجہاد

مجاہد کا نکلنا کس قدر اللہ کو پیارا ہے
فرشتے بھیج دیتا ہے کہ اپنا چاند تارا ہے

جہاد

ملقب بہ

تحفہ مجاہدین

اور

جہادی ترانے

۱۳۸۵ھ
۱۹۶۵ء
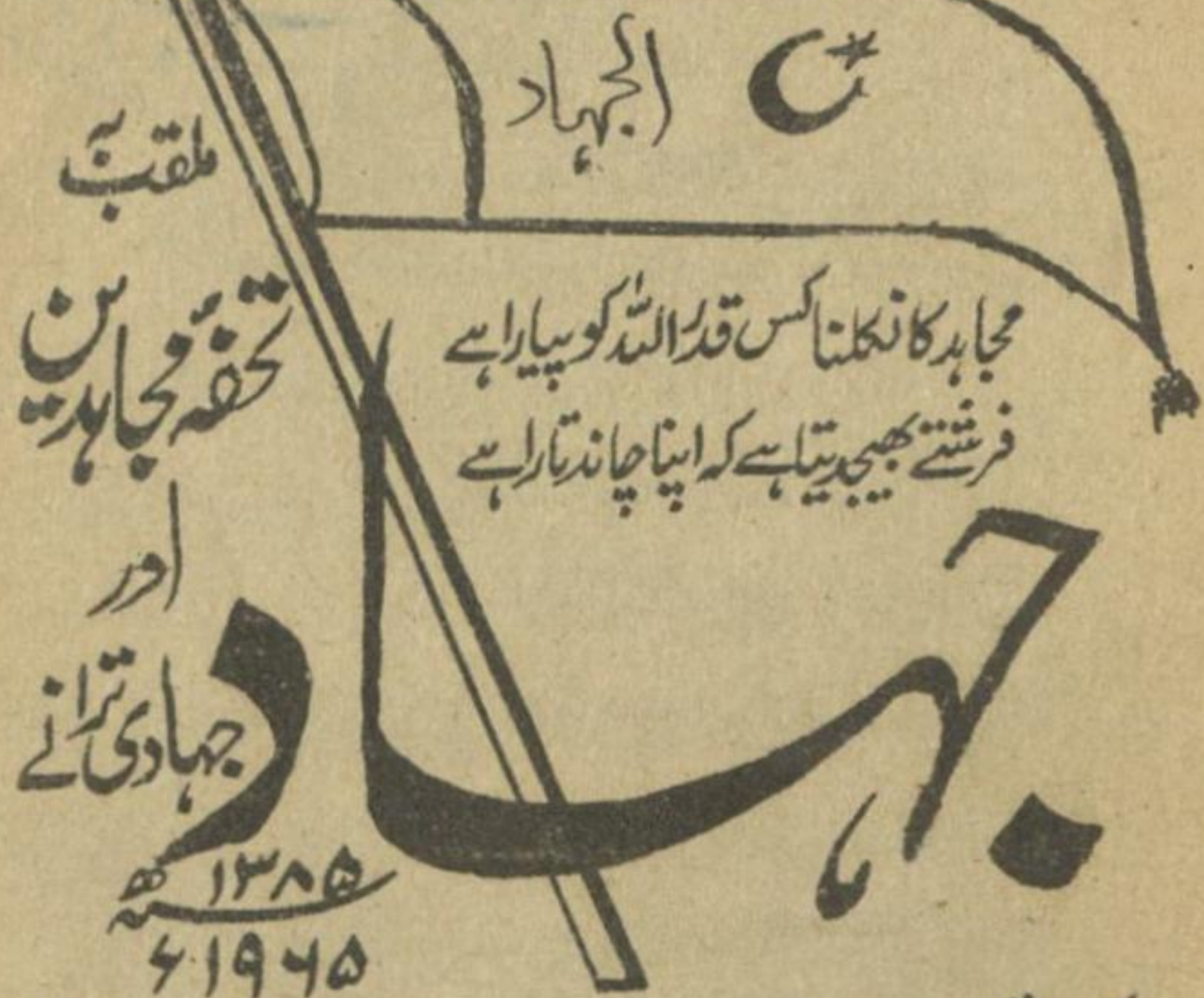
جارحیت کے فتنہ و ظلم کو دبانے اور باطل کو مٹانے کے سلسلے میں فرضیت جہاد کے بنیادی دلائل و مسائل اور ہدایات و فضائل کا سرمایہ از افادات فقیہہ ملت ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف، حویلیاں ضلع ہزارہ

(باہتمام سعید تمنائی سلسلہ)

جہاد

ملقب بہ تحفۂ مجاہدین اور جہادی ترانے ١٣٨٥ھ / ١٩٦٥ء

باہتمام

عقیدتمندانِ سلسلہ خانقاہ محبوب آباد شریف

حویلیاں ضلع ہزارہ

ملٹری پریس نزد سیٹھ صوبہ والا پل گوالمنڈی راولپنڈی

اشاعت پذیر ہوئی

بار اول ——— ٢,٠٠٠

بار دوم ——— ٢,٠٠٠

کتبہ تمنّا اختر

افرادِ ملّت و قوم کے

دین و ایمان کی تقویت و ترقی اور اصلاحِ اعتقاد، اور دعوتِ عمل کیلئے

فقیہہِ ملّت ابو مسعود خواجہ سیّد محمود شاہ صاحب

محدث ہزاروی خویلیاں کی

۱۶۲ مبارک تصانیف میں سے فراہم ہو سکنے والی مطبوعات کی فہرست

۱۔ جہاد ہر فردِ ملت و قوم میں حقیقتِ ایمان، جذبۂ جہاد کا غیر فانی طوفان پیدا کرنے والی بے مثال بصیرت افروز کتاب، جو ہر فرزندِ اسلام کے پاس ہونا لازمی ہے۔

۲۔ تحقیق خیر اسلامی معمولات کے متعلق اعتراضات و شکوک کے مدلل جواب اور ملت و قوم کی ذہنی اعتقادی و عملی اصلاح میں بہت مفید کتاب ہے۔

۳۔ الدّولۃ القادریۃ فی حل ذبائح الاسلامیۃ ہ

اہل اسلام کے منتِ نذر کے ذبیحہ پر بصیرت افروز علمی ایمانی تحقیق و معلومات کا خزانہ ہے

۴۔ حفظِ دین و ایمان ملقب بہ "دین ایمان کی راکھی" یہ مقدس کتاب افرادِ ملت کی وحدت و تنظیم میں ہدایت والے اور دوسرے گروہ کی نشاندہی پر بے لاگ تبصرہ ہے۔

۵۔ **جامع الخیرات**۔ شریعت و طریقت کی بنیادی ہدایات و مسائل، نکاح سیدہ، شجرہ کی فلاسفی، مجرب و کار آمد دعائیں، تعویذات اور نسخہ جات پر قابل قدر ذخیرہ ۹۳۶ صفحات۔

۶۔ **زادِ محمود** ۔ دیارِ محبوب جلد اول و دوم۔ دین و ایمان۔ ادب و عشقِ حق پر دلائل و ترغیب میں مقالات کا بیش بہا ذخیرہ ہے یا اللہ اور رسول کی محبت و ادب کا معلم۔

۷۔ **صحیفہ تحقیقات** یعنی زادِ محمود کی جلد سوم۔ افرادِ ملت و قوم میں جہادی قوت کی بنیاد و اصل ادب و عشقِ حق کا سرمایہ، تاریخی معلومات کا خزانہ ہے۔

۸۔ **ذکرِ جمیل** ۔ زادِ محمود کی جلد چہارم۔ ادب و عشقِ حق کی ترغیب، ہدایت کا پاکیزہ سامان۔ اہلِ محبت کیلئے محبوب تحفہ ہے۔

۹۔ **محفلِ محبوب** ۔ ادب و عشق کی ہدایت و تقویت میں اپنے اور دوسروں کیلئے بہترین ذخیرہ ہے۔ محدث ہزاروی کے پنجابی منظوم و منثور کلام کا مجموعہ ہے۔

۱۰۔ **المرقامع الشنیہ**۔ مسئلہ کفائتہ سید اور غیر کفو سے عقد کی غیر مشروعیت پر علمی، ادبی تحفۂ نایاب ہے۔ اور مسئلہ کی سیر حاصل بحث و تحقیقات کا دریا ہے۔

۱۱۔ **شجرہ ایمان**۔ شعوب و ضروریاتِ ایمانیہ کو ایک چارٹ کی صورت میں طبع کرایا گیا جو ملک و بیرونِ ملک بیحد مقبول و مفید رہا۔

۱۲۔ **اربعین نبویہ** ۔ چالیس حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ جو اصلاحِ اعتقاد و عمل کا موجب ہے۔

۱۳۔ **نظامِ مقصود**۔ شرح سلامِ محمود۔ یہ دین و ایمان کی بنیاد اور اتحاد و تنظیم

ملت وقوم کا ملی پیارا سرمایہ ہے۔

۱۴۔ نعتِ محمود۔ کتاب، سنت و آثار کی روشنی میں نعتِ رسول ہے۔

۱۵۔ کتابُ الذکر۔ یہ ذکرِ الٰہی و عبادت کے احکام، مسائل اور فوائد پر بے مثال کتاب ہے۔ ہر مسلمان کے گھر ہونا چاہیئے۔

۱۶۔ السیف المسلول۔ مسلم نما دشمنانِ اسلام، خوارج کے رد میں۔ اہلبیت، اولادِ رسول اور صحابہ کرام کے شرعی حقوق و آداب پر یہ کتاب حجت و دلیل محکم ہے۔

۱۷۔ اربعین خواتین۔ یہ مقدس کتاب چالیس حدیثوں کا مجموعہ ہے۔ اسلامی خواتین کے اعتقاد و عمل و اخلاق کی اصلاح میں نادر روزگار ہے۔

ملنے کا پتہ :

۱۔ سیکرٹری دارالعلوم حنفیہ۔ خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ضلع ہزارہ۔

۲۔ حافظ حکیم محمد حیات صاحب۔ اکبری دواخانہ بازار کلاں۔ کوہاٹ۔

۳۔ حاجی عبدالعزیز صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ۔ سنی، حنفی، نقشبندی، جماعتی محلہ نیازی۔ کوہاٹ۔

۴۔ حاجی دین محمد صاحب قادری، محمودی، ٹمبر مرچنٹ، حسین بھائی بندوق والا روڈ نزد پرانا حاجی کیمپ۔ کراچی ۱

۵۔ حضرت مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب نیر۔ ہزاروی، خطیب جامع مسجد غوثیہ باغ بیرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور۔

جہادؑ

نمبر شمار	فہرست مضامین		صفحہ
۱	وقت کا ترانہ ـ نوائے محمود		۱۲ - ۱۳
۲	مظہر حق (ترانہ)		۱۴
۳	تاریخِ اسلام کا مجاہدِ اسلام سے خطاب	(ترانہ)	۱۵
۴	جہاد ۱۹۶۵ء کیلئے نیک فال ـ	(ایک خط)	۱۷
۵	توحید اور اخوتِ اسلامی		۱۹
۶	کافر و مومن کا فرق اور جہاد کا مقصد		۲۰
۷	دشمنوں کی قسمیں اور ان کی سزا		۲۲
۸	منافق اور جاسوس کا مقام		۲۳
۹	اہل ایمان کے لئے تین بنیادی حکم		۲۴
۱۰	جہاد کی اہمیت اور مومن کا امتحان		۲۵
۱۱	جہاد کی اصلیت، اجر اور مجاہدین کی خاص علامات		۲۶
۱۲	جہاد کا مقصد و مدعا		۲۸
۱۳	جہاد کی مثال، اس کی بنیادی قوت اور دو جہانی فوائد		۲۹

تمت بالخیر

وقت کا ترانہ

غیرت جہاں بھر کو دکھانے کا وقت ہے
کشتی بھنور سے پار لگانے کا وقت ہے

اے جانشینِ خالدؓ و کرارؓ اب تو جاگ ؏ خوابیدہ قوم کو بھی جگانے کا وقت ہے
اے ابنِ قاسم! آ یہاں ناموس لُٹ چکے ؏ آج اپنی بگڑی آپ بنانے کا وقت ہے
ہو جائیں آج ایک جہاں بھر کے کلمہ گو ؏ باطل کو حق کے ہاتھ چکھانے کا وقت ہے
انسانیت کا ننگ یہ کفارِ ہند ہیں! ؏ مٹ جائیں خود یا انکو مٹانے کا وقت ہے
کیا کیا ہوا بیان ہی یہ کس زباں سے ہو ؏ معمورۂ ستم کو مٹانے کا وقت ہے
حمیّت نہیں کمینہ ستمگر کو چھوڑنا! ؏ باطل پہ حق کا سکّہ بٹھانے کا وقت ہے
پھٹ جائیں اب تو قوم کے آتش فشاں پہاڑ ؏ کفارِ ہند پھونک جلانے کا وقت ہے

مجاہد جہاں میں نعرۂ تکبیر سے نکل
محمودؔ آج ایسے ترانے کا وقت ہے

نوائے محمودؔ

سِکاں پل پل کویں دیدار پاواں یا رسولؐ اللہ!
دِچھوڑے وے پئی صدمے اُٹھاواں یا رسولؐ اللہ

نہ سجدی دُور در توں آپ دی پاندی حبیبؐ اللہ
تے کُو کُو کُوکدی شہراں گراواں یا رسولؐ اللہ

ملاں پیراں فقیراں نوں تکاں لیکھاں لکیراں نوں
وسیلہ لبھدی بگڑی بناواں یا رسول اللہ!

ملے خاکِ شِفا شالا کدی سجناں دے پیراں دی
میں چُم چُم سُرمہ اکھیاں دا بناواں یا رسول اللہ

لگا کے نین کی کیتا پیالہ شوق دا پیتا
برابر عشق وِچ دُھپاں تے چھاواں یا رسول اللہ

پتہ مولا دے ملنے دا دوارا کملی والے دا
ملے مومن نوں بخشیوں خطاواں یا رسول اللہ

سعادت مند سالو سال ویندے دیس سجناں دے
سبانوں واسطے اُٹھ اُٹھ کے پاواں یا رسول اللہ

تری خاص جہاں صدقے ترے جہاں تے جہاں صدقے
وِہاون تکدیاں دن رات راہواں یا رسول اللہ

راتی ہجر دُکھڑے سہہ سہہ کے گلی میں آیوس کہہ کہہ کے
ملو تے دُکھ عمر بھر دے سناواں یا رسول اللہ

ہزاراں سال اِک اِک پل تے من وِچ اُٹھ مدینے چل
نزع وِچ کیویں من دی گل مناواں یا رسول اللہ

تساڈا عشق اے سجناں اساڈا دین تے ایماں
ترے راہ وِچ کتے گلی میں پاواں یا رسول اللہ

نہ دل قابو نہ منہ قابل عجب محمود حیرانی
کیویں محبوبِ رب ماہی مناواں یا رسول اللہ

مظہرِ حق صلی اللہ علیہ و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

عیاں وَالْعَصْر سے نامِ خدا عظمت محمدؐ کی
ازل نعرہ محمدؐ کا ابد ہیبت محمدؐ کی

جمالِ حق ہے اُن کا رحمۃٌ لّلعالمین ہونا
جلالِ کبریا ہے شدت و صولت محمدؐ کی

اُنہیں کے پائے اقدس پر جہاں کا حشر ہے آخر
قیامت اہلِ باطل پر ہے قدّ و قامت محمدؐ کی

نہاں ہو کر عیاں ہوتی رہی ہے بزمِ ہستی میں
کہیں صورت محمدؐ کی کہیں سیرت محمدؐ کی

تماشا لا شریک کا ہے شانِ بے نظیری میں
ہے نور اوّل، نبی آخر عجب ہے نوبت محمدؐ کی

عقیدت کا بیاں ہے نعرۂ تکبیر و رسالت کا
وہ ہے دعوا محمدؐ کا یہ ہے دعوت محمدؐ کی

زہے عزت تہہ و بالا قلم و کملی والے کی
صحابہ ہیں ستارے، ناؤ ہے عترت محمدؐ کی

کھلی قدسی سے حکمت انعقادِ محفلِ محشر
دکھائی جائے گی شانِ خدا شوکت محمدؐ کی

ہی آئینہ یکتا شرع آئین یکتائی
سند توحید کی محمودؔ ہے وحدت محمدؐ کی

تاریخِ اسلام کا مجاہدِ اسلام سے خطاب

محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

ہر اک مدعی ہے کہ میں ہوں خدا کا ؎ خدا کا وہی ہے جو ہے مصطفےٰؐ کا

مطیعِ محمدؐ مطیع ہے خدا کا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

تو اُن کا ہے تو خشک و تر تیرے خادم ؎ تو اُن کا ہے شیر ببر تیرے خادم

جو اُن کا ہے تو غم نہیں دوسرا کا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

انہی کی یادِ یادِ الٰہی تو ہے —! ؎ انہی کا قرب قربِ الٰہی تو ہے

یہی ہے ٹھکانہ تیرے مدعا کا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

شفیع الورٰی اور وہی ہیں وسیلہ ؎ وہی ہیں خدا تک رسائی کا حیلہ

بنامِ خدا ہیں وہی نامِ مولا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

وہی حق کے پانے کا ہے اک ٹھکانہ ؎ درِ مصطفےٰؐ اپنانا ہے زمانہ

یہی رحمتِ حق کا ہوگا بہانہ ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

اُنہی کا ادب روحِ ملت ہے، دیں ہے ؎ نہیں عشق ان کا تو ایماں نہیں ہے

اب عشق رکھ مصطفےٰؐ اور خدا کا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

شرک سے اور گناہوں سے پرہیز کر ؎ ایک کے ایک کا ہو، نہ ہو در بدر

سب میں ہے ایک کا ایک ہی مصطفےٰؐ ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

ذکر سے ذکر ان کو خدا نے کیا ؎ چرچا قرآں میں رفعتِ ذکر کا
نہ منکر کی شورش کو خطرے میں لا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

جہاں پر تو غالب ہیں طوفان تیرے ؎ کمک کو مہیا ہیں قدرت کے بیڑے
رُکے گا نہ باطل سے سیلاب تیرا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

دیکھ تاریخِ اسلام اے جانِ من! ؎ نامِ حق ہے وہی نام اے جانِ من!
نام لے کام بگڑے سنوارے چلا جا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

ان کی کشتی سے ترتاروں پہ رکھ نظر ؎ آل و اصحاب ہیں رہبرِ بحر و بر
بے شبہ مامنِ کُل ہے دَر آپ کا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

مظہرِ حق ہیں اور نائبِ کبریا ؎ جانِ عالم ہیں اور وجہِ کون و بقا
شاہدِ عالمیں عبدہٗ مصطفیٰ ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

نام لیوا سدا فتح پاتے رہے ؎ حُجّتِ حق جہاں کو دکھاتے رہے
خالدؓ و مرتضیٰؓ کا وظیفہ رہا ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

وسیلہ ہے ذاتِ محمدؐ سند ہے ؎ نہ ہو یہ وسیلہ تو توحید رد ہے
کھُلا قُل سے یہ ہے خدا کا پتہ ؎ محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

شریک اُس کا ہوگا نہ کوئی ہوا ہے ؎ خدائے محمدؐ ہی سچّا خدا ہے
یہی حرزِ جاں تو ہے محمود شاہ کا
محمدؐ محمدؐ پکارے چلا جا

کفارِ ہند کے ساتھ اس خالص جہاد میں فتح اسلام کی مبارک فال

فقیر مصنف کتاب "جہاد" غفرلہ المولی تعالےٰ نے پچھلے ماہ اپنے سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ پیر بھائی حضرت الحاج بخشی مصطفےٰ علی خانصاحب مہاجر مدنی مدظلہ کو مظلوم اہالیانِ کشمیر کو حقِ خود ارادی دلانے میں پاکستان کی جائز امداد کے سلسلہ میں ننگِ انسانیت کفارِ ہند کے ساتھ جہاد میں فتح اور کامیابی کی دعا کیلئے لکھا اور اس خالص اسلامی جہاد پر اپنی تصنیف "جہاد" کی تکمیل و موثر ہونے کی خاطر بھی لکھا۔ فقیر اپنے ہر سہ سفر مبارک حج و زیارت مدینہ طیبہ ۱۳۷۵ھ، ۱۳۸۲ھ، ۱۳۸۴ھ میں ان ہی حضرت کے پاس مقیم رہا اور یہ بزرگ مستجاب الدعوات پائے گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں "جماعت منزل" نام رباط شریف آپ ہی نے تیار کیا ہے۔ تقریباً سوئی کے آپکی عمر شریف ہے۔ آپ نے فقیر کے ہر دو خطوط کے جواب ۱۷ رجب و ۲۳ رجب ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء کو تحریر فرمائے جس کا خلاصہ یہ کہ حرم نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) میں "کتاب جہاد" کی قبولیت کی دعا کی گئی۔ مبارکباد۔ پاکستان کے حق میں آپ کے لکھے کے مطابق فتح و نصرت کی دعا کرتا ہوں۔ بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہر دو حرم شریف میں بعد نماز پنجگانہ پاکستان، کشمیر کی فتح کیلئے دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ پرجوش جلسے ہو رہے ہیں اور ہر طبقے کے لوگ نہایت گرمجوشی سے دفاعی فنڈ میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور یہ **خالص اسلامی جہاد ہے**۔

فقیر (بخشی صاحب) نے اپنی جانب سے بھی "جہاد فنڈ پاکستان" کے لئے رقم پیش کی ہے۔ اور

اپنے پیر و مرشد امیر ملت اعلیٰحضرت محدث علی پوریؒ کی جانب سے ایک سو (۱۰۰) ریال،

حضرت امام جعفر صادق رضؓ کی فاتحہ شریف کے اُن کی طرف سے ۸۵ ریال اور حضرات اصحاب بدر رضؓ کی فاتحہ شریف کے ان کی جانب سے ایک سو ریال (۱۰۰) دفاعی فنڈ میں پاکستان کے لئے دے کر ان حضرات کے نام کی رسیدیں وصول کی ھیں۔

پس یہ فال مبارک ہے۔ اس امر کی کہ

اللہ تعالےٰ اہلِ اسلام مجاہدین کو فتح عطا فرمائیں گے اور یہ خالص اسلامی جہاد ہے۔ جس میں فرشتوں کے علاوہ مذکورہ بالا اصحاب بدر رضؓ وغیرھم حضرات کی امداد شامل ہے۔"

ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ
محدث ہزاروی
سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف
حویلیاں۔ ہزارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

ہمارے دین و ایمان کی بنیاد اور اصل ہے جس کا مطلب مختصر یہ ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری پیغمبر ہیں۔

دینِ اسلام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق ہمارا خدا معبود برحق بھی ایک اور دائرہ و سلسلۂ نبوت و رسالت کے اوّل و آخر محمد رسول اللہ بھی ایک، اور ہماری بنیادی ہدایت کی کتاب بھی اپنی بے لاگ تشریح سنتِ رسولؐ کے ساتھ ایک ہے، ہمارا قبلہ بھی ایک اور ہمارا ہمیشہ قائم رہنے والا ناقابلِ ترمیم دینِ اسلام بھی ایک اور تمام دنیائے اسلام کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھنے والے مسلمان بھی دین و ایمان میں ایک ہیں اور یہی دین و ایمان لور اتحاد ہماری ملی بنیادی قوت و طاقت ہے۔

تمام جہاں کے کمالِ علم و حکمت والے خالق و مالک نے جہان کے تغیر و انقلاب سے اس کا حادث فانی ہونا ظاہر فرمایا اور جہان کی چیزوں کی قیمت و پہچان ان کے مقابلہ اور ٹکر سے ظاہر ہوتی ہے مخلوق میں بنی آدم (انسان) سب سے اعلیٰ و اشرف ہے۔ اُسی مالک کا ارشاد ہے:۔ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ۔ اے بنی آدم! اللہ نے تم کو پیدا فرمایا تو تم میں اُسی نے کافر اور مومن بنائے۔" اور کافر، مومن بھی ایک دوسرے کی

ضد ہیں۔ کافر میں شیطان کی خاص صفت کفر بطور میراث پائی جاتی ہے اور مومن میں کفر کی ضد ایمان ہے۔ شیطان ابلیس کی مرضی اور کوشش تمام تر یہی ہے کہ اپنی طرح انسان کو بھی کافر، بے ایمان، نافرمان، عہد شکن، ادب، امن کا دشمن بنا کر اپنے ساتھ جہنم و دوزخ میں پہنچا دے اور یہ اللہ کو ہرگز پسند نہیں۔ اُس نے اپنے بندوں کو آخری اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اسلام و ایمان کی تعلیم اور ہدایت مکمل فرمائی جس میں سب کی ظاہری باطنی، سلامتی اور بھلائی ہے۔ حتیٰ کہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ " امن ایمان سے، سلامتی اسلام سے ہے "۔ یہی سبب ہے کہ کفر کے ہاتھوں تمدن مخدوش ہی رہا۔ آئے دن انسانیت کا امن فتنہ فساد کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے کفر باطل ہے، اسلام حق ہے، ان میں بنیادی اور قدیمی اختلاف اور ضد و مقابلہ رہا ہے۔ اور دونوں کی ہمیشہ یہی منشا رہتی ہے کہ جہان میں وہ اپنا سکہ جما لیں۔ لہٰذا کفر اپنے پھیلاؤ اور ترقی و اقتدار کیلئے جو سعی و ہمت کرے وہ اصولی اور واقعاتی طور پر فتنہ و فساد اور جنگ کہلاتا ہے اور اسلام اپنے پھیلاؤ اور ترقی و اقتدار کے سلسلے میں جو سعی و اقدام کرے وہ بنیادی اصولی اور واقعاتی طور پر جہاد، اصلاح اور تبلیغ کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ انسانیت کی تخریب کی بناء پر لڑائی ہے تو جنگ ہے اور تعمیرِ آدمیت" اصلاح کی خاطر باطل کا مقابلہ ہے تو جہاد ہے۔ اسے خوب یاد رکھو۔

جہاد بہت ہی اعلیٰ عبادت اور انسانیت کا عظیم بامقصد کارنامہ ہے کہ کہ اس سے شیطانی توڑ پھوڑ اور منصوبے کچل کر ایمانی طاقتوں اور منصوبوں کو بروئے کار

لانا مقصود ہوتا ہے۔ جہاد خدا و مصطفےٰ ص کے حکم و ہدایت پر ہوتا ہے اور تمام جہان
کی خیر خواہی و عالمی امن کا موجب ہے۔ جہاد کا منصوبہ نہ ہوتا تو جہان فساد اور بدامنی
سے تباہ ہو جاتا۔ چنانچہ رب العالمین نے اپنے اس بے نظیر محبوب آخری پیغمبر کو جسے
رحمتہ اللعالمین (تمام جہانوں کیلئے رحمت) بنا کر بھیجا۔ اُسے جہاد کیلئے مامور فرمایا۔
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط
اے نبی! (لعطا الٰہی غیب بیان کرنے والے) جہاد کر (حق کے) کھلے اور چھپے دشمنوں
سے اور اُن پر شدت کر۔ یہ کفار منافقین کے ساتھ جہاد کا عام حکم رحمتِ عالمین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرمایا گیا۔ جو صاحبِ خلقِ عظیم ہیں معلوم ہوا کہ اہل کفر و فساد
پر جہاد فرض ہے اور یہ اللہ کو اس قدر محبوب ہے کہ اُس کے خلق عظیم والے محبوبؐ
رحمتہ اللعالمین کے خلقِ عظیم میں داخل ہے۔ ؎

زورِ باطل را بزورِ حق شکن ٭ جَاھِدِ الْکُفَّارَ حکمِ ذوالمنن

بے تعصب تحقیق سے ثابت ہے کہ دنیا بھر کے تمام دینوں اور مذہبوں میں سچا اور سب سے
اعلیٰ مذہب اسلام ہی چنانچہ سچے معبود اللہ کا فرمان ہے:۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ
اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ بے شک نزدِ حق سچا دین اسلام ہے۔ اسلام ہی اپنے اندر عالمی
امن اور سارے جہان کی بھلائی کا قطعی منصوبہ رکھتا ہے اور کسی قسم کے ظلم، جارحیت اور
فساد کو روا نہیں رکھتا اور ہر بدامنی کا موثر اور بامقصد دفاع پیش کرتا ہے۔ دینِ اسلام
میں اہل باطل کی جارحیت، بدامنی اور فساد کی سرکوبی کیلئے اہل حق کو ہمیشہ طاقتور

اور مسلح ہو کر تیار رہنے کا ارشاد ہے :- انفال ۸ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ٥ (ترجمہ) اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت وطاقت تم سے ہو سکے (ہر قسم ہتھیار، سامان، جہادی ضروریات وطریقے) اور جہاد میں کار آمد گھوڑوں کے رباط مہیا رکھنے سے (یعنی بری، بحری اور فضائی قسم کے بیڑے) تیار رکھو اس سے ان کے دلوں پر دھاک بٹھاؤ، جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں (تمام کفار) اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں پر، جنہیں تم نہیں جانتے (منافق، کفار کا ففتھ کالم) اور اللہ کی راہ (جہاد) میں جو کچھ تم خرچ کرو گے (جان، مال، علم، عقل) تمہیں (اس کا اجر ثواب، بدلہ) پورا دیا جائے گا اور تم کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔"

اس میں ہر مومن مجاہد کو بتایا گیا ہے کہ ایمان اور تقویٰ کے ساتھ اولین فرض ہے کہ دین وایمان کے دشمنوں کے مقابلے اور روک تھام کیلئے اور ان میں تبلیغ دین ایمان کی خاطر ہر لحاظ سے موثر اور مکمل طاقت مہیا رہے جس سے کھلے چھپے دشمنوں پر ایسا دباؤ پڑے کہ سر نہ اٹھا سکیں پھر بتلایا کہ دشمن کی تین قسمیں ہیں :-

اول :- وہ کہ اللہ ورسول کے ادب وعشق کے کھلے مخالف ومنکر ہیں یعنی کفار۔

دوسرے :- وہ کہ دین وایمان والے (مجاہدین اسلام) کے امن وسلامتی اور طاقت و

قوت کی تباہی کا موجب ہیں یعنی اسلام کی ملی سیاست کے دشمن۔

تیسرے :۔ وہ کہ جنہیں عام لوگ نہیں جانتے، مگر اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے، وہ منافق ہیں، جو بظاہر مسلمان کہلا کر دشمنِ اسلام قوتوں اور طاقتوں کے جاسوس اور حمایت کرنے والے ہیں۔ یہ تینوں قسم کے دشمنوں میں بدترین دشمن ہیں اور سب سے زیادہ نقصان اور ضرر پہنچانے والے یہی ہیں۔ اس لئے ان منافقین کا ٹھکانہ جہنم میں کافروں سے بھی بدتر اور گہرا ہے۔ کہ ارشاد ہوا :۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ بے شک منافق دوزخ میں سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اللہ و رسول ؐ کا بے ادب و منکر، مخالف و گستاخ ہو اور دین و ایمان والوں کی مخالفت و بدخواہی کرے اور ان کو نقصان پہنچانے کو کفار کو راز بتلائے، کفار کا ساتھ دے۔ وہ ہرگز مسلمان مومن نہیں۔ بلکہ وہ کھلے کفار سے بھی بدتر اور زیادہ نقصان پہنچانے والا کافر ہے۔ خصوصاً کفر اسلام کی ٹکر اور مقابلہ میں ایسا کرنے والا کسی بھی رعایت، معافی اور حمایت کا حقدار نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کی جاسوسی کر کے کفار کو مدد دینے والا خدا و رسول ؐ اور اسلام اور مسلمانوں کا ایسا دشمن ہے، جو گھر کا بھیدی ہے۔ اسے دنیا میں مجاہدین اسلام کی دستبرد سے اور آخرت میں اللہ کے بے پناہ قہر و غضب سے بچانے والا کوئی نہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے جہاد میں خرچ کرنے کی بابت خوشخبری اور ترغیب

دی کہ اس کا بھرپور اجر تمہیں ملے گا اور اس طرح خرچ کرنیوالوں کا حق نہ مارا جائے گا۔

اہلِ ایمان کو تین بنیادی حکم

(مائدہ ع ۶) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۰

اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ رکھو۔ یعنی اُس کی منشا و اصول کی مخالفت سے پرہیز کرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ تاکہ تم فلاح (دنیا و آخرت کی کامیابی) پاؤ۔" ایمان والوں کو اس آیت میں فلاح و ظفر اور مکمل کامیابی کیلئے تین اقدام کی بنیادی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ کامیابی، فلاح تین جزو کا مرکب جسم ہے اور ایمان اس کی روح اور جان ہے اگر یہی نہ ہو۔ تو کامیابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا اس عظیم مقصد کیلئے خطاب ہی ان لوگوں سے ہوتا ہے۔ جو ایمان کی دولت رکھتے ہیں؛

پہلا قدم ایمان کے ساتھ تقوے پر قائم رہنا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کا ظاہر و باطن ہر حال اللہ و رسولؐ کی منشا و اصول کے مطابق ہونا ہے اور یہ اللہ کے سچے اور قرب و رضا والے بندوں کی معیت اور موافقت سے میسر آتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ؛ لہذا جھوٹے، بزدل، لالچی اور بے ایمان کو تقویٰ کی

نعمت کبھی نصیب نہیں ہوتی جو مومن کی قوت وطاقت اور اس کا لباس اور زینت ہے
جس کی بناء پر وہ ملت و قوم سے غداری کر ہی نہیں سکتا ؛
دوسرا قدم اللہ کی طرف کارآمد وسیلہ کو تلاش کر کے اختیار کرنا ہے اور اُس
بارگاہ میں مقبول وسیلہ صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اور ایمان
کے ساتھ آپ کی سنہری ہدایات پر ادب و عشق سے عمل کرنا ہے اور یہی دین کی دائمی
اصل اور حقیقت ہے ۔ ؎ اس سے کچھ مطلب نہیں کیا عشق کا انجام ہے
ان پہ صدقے ہو کے رہ جانا ہمارا کام ہے
تیسرا قدم فلاح کی طرف آخری ، کامیاب ، نتیجہ خیز اور با مقصد جہاد
ہے ، جو اللہ کی راہ میں یعنی اس کی مرضی اور ہدایت کے مطابق اہل باطل کفار کی وہ
تمام طاقتیں اور امکانات ختم کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دینا ہے جو ناحق عالمی امن
کی تباہی کا موجب اور دنیا میں بدامنی ، فساد و ظلم اور بلا وجہ حق کی مخالفت میں سرگرم
ہوں اور جارحیت پر عمل پیرا ہوں پس جہادِ اسلامی اہل عالم کیلئے یقیناً رحمت و امن ہے ۔

جہاد کی اہمیت و ضرورت

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (توبہ ۱۲ /۱)

(ترجمہ) نکلو (جہاد کیلئے) ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو۔

معلوم ہوا کہ جہاد مسلم قوم کی تطہیر و تہذیب کا قطعی و حتمی مکتب ہے جس سے اللہ و رسولؐ کے مستثنےٰ کرنے بغیر کوئی مستثنےٰ نہیں۔ کیونکہ لائق نالائق قابل ناقابل کا فیصلہ تو مدرسہ کے امتحان ہی میں ہوتا ہے اور آزمائش میں ہی اپنے بیگانے، کھرے کھوٹے، دیانتدار بددیانت، مخلص اور لالچی، بہادر اور بزدل، مومن اور منافق کا پتہ چلتا ہے۔ لہذا جہاد سے بددلی یا جی چرانا یا اُسے خلاف مصلحت تصور کرنا اسلامی، ایمانی ذہنیت و تخیّل نہیں بلکہ یہ کسی سرلستہ راز خرابی کی علامت ہے۔ پس افرادِ ملت میں ایسی خرابیاں یقیناً تباہ کن اور انتہائی خطرناک ہیں۔ ایسے افراد کی میل کچیل کو جہاد کی بھٹی ہی دُور کر سکتی ہے۔ پس جہاد تمام جہان کیلئے عموماً اور ملت اسلامیہ کیلئے خصوصاً ایک عظیم نعمت ہے۔ جسکے فوائد دینا اور آخرت ظاہر و باطن کو محیط ہیں۔

جہاد کی اصلیت و اجر اور مجاہدین کی علامات

(توبہ ۱۱۱) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ
وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ
بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ
الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(ترجمہ) بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جان مال خرید لئے اس بدلے پر کہ
ان کیلئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمۂ کرم پر سچا
وعدہ توریت، انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کرنے والا
کون ہے، تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا اور یہی بڑی کامیابی
ہے۔ توبہ والے، عبادت والے، حمد والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے،
بھلائی بتلانے والے، برائی سے روکنے والے، اللہ کی حدوں کی نگہداشت رکھنے والے
(یعنی حدوں سے تجاوز نہ کریں نہ کرنے دیں) اور اے محبوب! ایمان والوں کو خوشی سناؤ۔

اللہ نے مومنوں کی جان مال کے بدلے جنت ان کو دے دی۔ ایمان کے ساتھ
ان کا سب سے اعلیٰ کارنامہ یہ ہے کہ راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں چاہے قتل کریں یا قتل ہوں۔

غازیوں کو حیات ہے رہتے ہیں پاک جوں کے توں
کام انہیں جہاد سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں!

راہِ حق میں لڑنا، گناہوں سے توبہ کرنا، عبادت پر استقامت، اللہ کی حمد کرنا رونے دھاری، طاعتِ حق میں جھکے ہوئے، سجدۂ شکر و نیاز مندی میں پڑے ہوئے، نیکیوں کی نشر و اشاعت کرنے والے، بدیوں کے سلسلے بند کرنے والے، اللہ کی حدوں کی محافظت کرنے والے یہ دس جلیل القدر علامات مجاہدین اسلام کی ہیں جو ہر مجاہد و غازی میں لازمی ہیں۔ جو بڑی کامیابی ہے

جہاد کا مقصد و مدعا

(انفال ۹/۱۹) وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ج فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (ترجمہ) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ رُوگردانی کریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا والی مددگار ہے تو کیا خوب والی اور کیا اچھا مددگار ہے۔

اس میں مومن مجاہدین کو جہاد کا مقصد بتا کر جہاد جاری رکھنے کی حد بھی بتا دی کہ دنیا میں جب تک فتنہ کفر و ضلال ہے جہاد جاری رہے تاآنکہ

فتنہ و کفر ختم ہو کر سب اللہ کا دین اسلام ہی رہ جائے کہ عالمی امن اور سلامتی کی ضمانت اسی میں ہے اور عارضی امن کی صورت بھی اس قدر ہے کہ اہل باطل بدامنی" فتنہ و فساد سے ہاتھ روک رکھیں اور کہیں دست درازی نہ کریں تاہم چوکس رہو، اللہ ان کے کام خوب دیکھ رہا ہے اور اگر وہ ایمان لانے سے منہ پھیریں اور ایمانداروں کا خلاف کھلم کھلا کرنے لگیں تو بدستور جہاد کرتے بڑھے چلو، اللہ والی و مددگار سب سے بہتر ہے"

جہاد کی مثال اور اس کی بنیادی قوت

اور اس کے ۲ دو جہانی فوائد

(صف ۲۸ ۱۰) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو! کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے

ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں؛ یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوبؐ! مسلمانوں کو بشارت دو۔"

اہلِ اسلام نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو کونسا عمل بہت پسند ہے۔ تو ہم وہی کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا جس طرح تجارت مالی منافع کی امید پر کی جاتی ہے۔ جہاد کا عمل اہل ایمان کی وہ تجارت ہے جس سے عالمی اور دو جہانی مفاد متعلق ہے پس یہ جہاد کی نفیس ترغیب اور فضیلت ہے؛

مجاہدین کے ساتھ

اللہ کی محبت اور اُن کی بہادری و شجاعت

(صف ۲۸/۹) اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (ترجمہ) بے شک اللہ دوست رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ کو مجاہد راہِ خدا میں لڑنے والے بڑے پیارے ہیں کہ کلام الٰہی میں

اس کا اعلان ہوا۔ پھر ان کی شجاعت اور مہارت کا بیان فرمایا گیا کہ باطل طاقتوں کا مقابلہ کرنے میں فولادی دیوار بن کر ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہ جہاد کی اور جہاد میں ثابت قدمی و بلند ہمتی کی تعریف و ترغیب ہے۔ نیز عام ارشاد سے صاف معلوم ہوا کہ جہاد کبھی بند نہیں ہوا، نہ موقوف ہونے والا ہے۔ جب تک دنیا میں اہلِ باطل ہیں، اہلِ حق کو جہاد کرنا فرض ہے۔ حسبِ ہدایت کتاب و سنت ؎

جہاد پر ترغیب کا فرمانِ خداوندی

(انفال ۸/۱۰) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ○ (ترجمہ) اے بعطاء الٰہی غیب بیان محبوب! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تمہارے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا اپنے سے دس گنا کفار کا مقابلہ کریں اُن کے مقابلہ سے جی نہ چرائیں۔ پھر اس سے اگلی آیت نازل ہوئی کہ "اب اللہ نے تم پر تخفیف فرمادی اور اسے معلوم ہے تم میں ضعف ہے تو اگر

تم میں سو صبر والے ہوئے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوئے۔ تو دو ہزار پر غالب آئینگے، اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔"

تب یہ اپنے سے دس گنا کا مقابلہ کرنے کی فرضیت منسوخ ہو کر دوگنا کا مقابلہ کرنا فرض رہا۔ سبحان اللہ! یہ دین وایمان کی برکت کہ ایک مسلمان، مومن مجاہد کو اللہ تعالیٰ نے دس گنا اور دوگنا کفار پر غالب بنا کر جہاد کا حکم فرمایا ہے؛

جہاد خصوصًا فرض ہے جب کفار حملہ آور ہوں

(حج ۱۷/۱۳) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ (ترجمہ) جہاد کرنے کا اذن (حکم) دیا گیا اُن لوگوں کے لیے، جن سے کفار لڑتے ہیں اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور پوری قدرت والا ہے۔"

اہلِ اسلام پر کفار مکہ ظلم و تشدد کرتے تھے۔ صحابہ حضور ہادی عالم سے عرض کرتے تو ارشاد ہوتا، صبر کرو، ابھی جہاد کا حکم نہیں ملا۔ ہجرت کے بعد یہ پہلی آیت ہے جس کے ذریعہ کفار کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا۔

پاکستان و ہند کی تقسیم سے قبل انگریز کی عملداری میں اور تقسیم کے وقت انگریز اور ہندو قوم نے مسلمانوں پر قسم قسم کے ظلم و ستم روا رکھے اور پھر

تو کفارِ ہند کے مظالم کا سیلاب ہی آگیا۔ لاکھوں مسلمان آج تک انتہائی سفاکی سے بے گناہ شہید کیئے گئے، لاکھوں کی آبرو لوٹی گئی۔ ان کے تمام مال وجائیداد مکانات اور زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ لاکھوں ملک سے مار کر بدر کر دیئے گئے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ جونا گڑھ، دکن اور کشمیر پر ناحق تسلط جما رکھا ہے اور وہاں سے مسلم اکثریت کو ختم کرنے کے منصوبہ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ کشمیر کے متعلق رائے شماری کے وعدے کر کے آج تک رائے شماری نہ ہونے دی اور مسلم آبادی پر بے پناہ ظلم روا رکھے ہوئے ہیں قتل وغارت کا بازار گرم ہے۔ بھاری تعداد ظلم وستم کر کے ہلاک کر دی اور لاتعداد ملک سے دھکیل باہر کیئے اور اب دن رات جو مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کے سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے، بازو باندھ کر پیٹ چاک کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے آنکھیں نکال کر اور ٹانگیں کاٹ کر زبانیں کاٹ کر کشمیر سے نکل جانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور جو ہاتھ لگیں ان کو گاؤں میں گھیر کر مکانات میں بند کر کے مکانوں کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ جو بھاگتا نظر آئے اُسے گولیوں سے مارا جاتا ہے۔ لہذا تنگ آکر کشمیر کے پچاس لاکھ مسلمانوں نے ایسے ظالم سفاک حکام سے آزادی کی تحریک شروع کر دی ہے۔ پس یہ دیکھ کر کسی اسلامی ملک کا خاموش رہنا کسی طرح روا نہیں۔ لہذا پاکستان نے ان مظلوموں کی ایسے ننگِ انسانیت ظالموں سے نجات دلانے میں مدد کی اور اُن کی ہر ممکن حمایت کیلئے کمر بستہ ہو گیا۔ اور اُسے مذہباً، اخلاقاً ہر لحاظ سے ایسا کرنا ہی لازم تھا۔ مگر جمہوریت کے باطل ڈھنڈورچی

ستم شعار ہندوستان کے کفار نے نمرودی، فرعونی اور تاتاری اور چنگیزی ظلم و ستم کو بھی شرما دیا اور بہار میں بے گناہ پُرامن مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دیں جونا گڑھ، بھوپال، حیدرآباد دکن اور کشمیر پر ناحق قبضہ جما کر مسلمانوں کے نام و نشان مٹا رہے ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے پانچ کروڑ مسلمانوں پر جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور ہو چکا ہے اس کے بیان سے قلم کی زبان اور انسانیت کا کلیجہ شق ہے۔ نامی گرامی مقتدر مسلمانوں کی یادگارِ زمانہ اور شہرۂ آفاق املاک و جائدادوں کے نقشے تو کیا ریکارڈ ہی گم کر دیئے گئے۔ جن کے نام کا ڈنکا ملک میں تھا۔ ان کی انسانیت پروری اور بیکس نوازی کے خوان سے کروڑوں غیر مسلم پلتے اور زمانہ ان کی مردمیت سے گونجتا تھا۔ آج ان کا کھوج نہیں ملتا۔ گویا ؎

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی ؎ شہر اُن کے مٹ گئے آبادیاں بن ہو گئیں

یہ کچھ کر چکنے کے بعد مظلوم و مجبور کشمیر کو حق خود ارادیت دلانے کے حامی پاکستان پر بھی کفار ہند نے بغیر اعلان جنگ کئے یلغار کر دی۔ ملکی حدود میں ڈاکو، ظالم، قتل و غارت اور ہر درندگی و بربریت، انسانیت سوزی کا سیلاب بنکر گھس آئے اور بری، بحری، فضائی طاقتوں سے پرامن شہریوں پر گولہ باری شروع کر دی اور ۲۴ گھنٹے میں مسلمانوں کے محبوب ملک پاکستان پر قبضہ کے زعم سے شراب نوشی و بدمعاشی کا اعلان کر دیا۔

ان حالات میں ہر مسلمان اپنے ایمان اور دین سے فتویٰ لے۔ کیا ہر فرزندِ اسلام پر جہاد فرض ہو گیا ہے یا نہیں؟۔ کفار پر جہاد کرنے کا اس سے زیادہ اہم موقع کونسا

ہو گا ؟ ۔ کفار ہندوستان کے ایسے ایسے ظلم و ستم کرنے پر یقیناً بلا شک و شبہ جہاد کرنا فرض ہے اور اس جہاد میں جان و مال کی قربانی فرض ہے

آج یقیناً اسلام و کفر کا مقابلہ ہے۔ آج قطعاً حق و باطل کی ٹکر ہے۔ آج بلا شبہ مظلوم و ظالم کی رزم ہے۔ آج حقیقتاً اولاد آدم اور اولاد ابلیس کا معرکہ ہے۔ آج پھر حسینیوں اور یزیدیوں کی ٹھن گئی ہے۔ آج پھر آدمیت اور ابلیسیت کا اکھاڑہ ہے۔ آج پھر انصاف و ظلم میں کشاکش ہے۔ آج پھر انسان اور انسان نما حیوان میں زور آزمائی ہے۔ آج پھر وفا و جفا کا دنگل ہے۔ آج انصاف پسندی و ستم شعاری کا میدان ہے۔ آج سچائی اور جھوٹ کا میدانِ کارزار ہے۔ آج رحم و بے رحمی کے پنجہ کرنے کی ساعت ہے۔ آج شاہد اور چور کی دست و گریبانی کا عالم ہے کتاب و سنت اور انسانی اخلاق و دستور و آئین کی رُو سے کفارِ ہند کے خلاف جہاد فرض ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ کہ شاید ہی اسلامی جہاد خلافتِ راشدہ کے بعد اس قدر اہمیت و وضاحت کے ساتھ فرض ہوا ہو۔

اربابِ بصیرت پر مخفی نہیں کہ کفارِ ہند پر جہاد کرنا اب اتنا واضح فرض ہے کہ دین، ایمان، علم، عقل، انصاف کے ساتھ ان حالات میں جہاد کے فرض ہونے میں تردد کی بھی گنجائش نہیں۔ بلاشک و تردد ان ظالم اور سفاک کفار کے خلاف جہاد فرضِ قطعی ہے۔!

جہاد کا حکم اور اجرِ عظیم کا وعدہ

(النساء ۵/۷) فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (ترجمہ) پس انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیئے جو دنیا کی زندگی بیچ کر آخرت لیتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔

یہ جہاد کا حکم ہے اور مجاہدینِ اسلام کی تعریف ہے کہ وہ دنیا کی زندگی دے کر آخرت لیتے ہیں وہ راہِ خدا میں مارے جائیں یا غالب آئیں بہرحال ان کیلئے اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

مغلوب و مظلوم مسلمانوں کی

امداد کیلئے جہاد فرض ہو جاتا ہے:

(النساء ۵/۷) وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○

(ترجمہ) اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار عطا فرما دے۔"

معلوم ہوا کہ جہاں اسلام اور مسلمانوں پر کفار کی دست درازی ہو جائے اور ملت و قوم پر ظلم و تعدی ہو رہی ہو تو دوسرے مسلمانوں پر ان کی امداد اور نجات و آزادی کیلئے جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ آج کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی حالت بعینہٖ یہی ہے اور اس کی آزادی و نجات دلانے میں بدعہد ننگِ انسانیت ستم شعار ہندوستان کے کفار کا مقابلہ کر کے پاکستان نے اسلامی اخوت اور وفاداری کا حق ادا کیا ہے اور اللہ نے اُسے ہر محاذ پر حیران کن کامیابی اور فتح دی اور تمام دنیا میں عزت اور نیک نامی دی اور پھر جب ہندوستانی کفار نے پاکستان پر ناحق اور خلافِ انسانیت بین الاقوامی قانون بغیر اعلان ظالمانہ حملے شروع کر دیئے تو ہر جگہ رسوائے عالم ہو کر ناکام ہوا تو تمام اسلامی ممالک نے پاکستان کے موقف کی زبردست حمایت کی اور کشمیر کے عوام کو حقِ خود ارادی کا مستحق قرار دیا اور زبردست اعانت بلکہ یکجان و تن ہونے کا ثبوت دیا۔ مگر انڈونیشیا نے تو سب سے آگے رہنے کی ہمت کی اور نمونہ دیا۔ اسی طرح ایران اور ترکی، شرق اردن اور دیگر عرب اسلامی ممالک نے بھی ہندوستان کے کفار کی بربریت،

عہد شکنی، دروغ بافی، قانون سوزی و ستم ظریفی کی بے لاگ مخالفت کی مگر حسینی اس میں سب سے آگے اور بلند و بالا رہا۔

ملک کے ہر مرد و زن، بچے، بوڑھے، شہری و دیہاتی نے جان و مال کی قربانی میں وہ عزم و استقلال دکھایا کہ یقیناً مسلمانوں کی یہ تاریخ تمام دنیا کیلئے ایک نئی تاریخ ہو گی۔ لاہور اور سیالکوٹ میں خاص طور پر اپنے سے پانچ گنا سے بھی زائد فوج اور غلغلہ انداز بری اور ہوائی اسلحہ سے مجاہدین اسلام نے بذاتِ خود جس طرح ٹکرا کر اُسے مفلوج کر ڈالا۔ گویا یہ بھی سورۂ فیل کی ایک زندۂ جاوید اور تازہ تفسیر ہے کہ سینوں سے بم باندھ کر آہنی، فولادی ٹینکوں کی یلغار کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ ڈو بٹالین نے ساٹھ ہزار فوج اور چھ سو ٹینکوں کا نہ صرف رُخ پھیر دیا بلکہ رہتی دنیا تک اُن کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ فضائیہ کی جوانمردانہ تاخت و تاراج نے باطل کے ہر ٹھکانے کو بے ٹھکانہ بنا دیا۔ بحریہ نے بھی دادِ شجاعت پائی۔ کفارِ ہند کی ظالمانہ گولہ باری کی زد میں آنے والے عوام نے جس حوصلہ اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ ملت و قوم پر بے مثال جذبے سے جان دے جانے والوں نے اور ان کے ماں باپ، بیوی بچوں نے جس دریا دلی اور رضا پسندی کا اظہار کیا ہے وہ اس دور کی مثالی تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں اور جہادِ اسلامی کے فرض ہونے کے یہ کھلے نشان ہیں اور ان کے علاوہ یہ کہ یکایک فسق و فجور اور بدیوں کے دروازے اپنے آپ بند ہو گئے مسجدیں آباد ہو گئیں سینما اور دیگر لہو و لعب غیر مشروع جو نفس و ذہنِ

انسانی میں برائیوں اور غفلتوں کے بیج بونے والے مشاغل ہیں خود بخود ختم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ذکر و طاعت حق سے ہر طبقہ لذت آشنا ہو گیا۔ کفر و اسلام کے اہم ترین معرکوں میں غیبی امدادیں اور سبز لباس سفید جھنڈوں والے خدائی لشکروں کا خویش و بیگانوں کو دکھائی دینا امداد کرنا وغیرہا امور جہاد کی فرضیت و ضرورت کو اور بھی واضح و قطعی بنا دیتے ہیں۔

کفر و اسلام کی جنگ میں

ایمان والوں کی فتح کا اعلان

(آلِ عمران ۵ع) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (ترجمہ) اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے سامان، اسباب و مہارت میں کسی قسم کی سستی جائز نہیں غلبہ مسلمان کا ہے مومن مجاہد کی فتح ایمان کے ساتھ وابستہ ہے۔

جہاد میں سستی کرنا گناہ ہے

(توبہ ۱/۱۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ط اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۵ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (ترجمہ) اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تمہیں کہا جائے کہ خدا کی راہ میں نکلو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کرلی اور دنیا بھر کی زندگی کا سازوسامان آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا سا اگر نہ کوچ کروگے تو اللہ تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ جہاد پروردگار عالم کی محبوب اور اعلیٰ بندگی ہے۔ جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اس سے ناحق کوتاہی ایسا عظیم گناہ ہے جو تباہ کن عذاب کا موجب ہوسکتا ہے۔

جہاد میں مومن اور کافر کا فرق

(نساء ۵/۷) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا

اَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

(ترجمہ) ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں تو شیطان کے دوستوں سے لڑو بے شک شیطان کا داؤ کمزور ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومن مجاہد حق پر اور غالب ہیں۔ کافر باطل پر جھوٹے فسادی ہیں۔ مومن اللہ کے حکم اور رضا کیلئے جہاد کرتا ہے اور کافر شیطان کے کہنے پر اور فساد و ظلم کیلئے لڑتا ہے مومن مجاہد کا مقابلہ نہیں کر سکتا آخر تباہ ہو کر رہے گا۔ شیطان کے چیلوں سے خوب لڑو اور فساد کی جڑ کاٹ کر رکھ دو۔

جہاد میں کفار سے بھاگنا دوزخی کا کام ہے

(انفال، پ ۹ ع ۱۶) وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(ترجمہ) اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ پلٹنے کی۔"

ایمان، ہجرت، جہاد

اور اس میں امداد کرنے والوں کی شان و اجر

(انفال ۱۰/۴) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝ (ترجمہ) اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور راہِ خدا میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں اُن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان، ہجرت، جہاد اور اس میں امداد کی ساری صورتیں اخلاص کے ساتھ خالص سچے ایمان والوں کی باتیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ نے مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا فرمایا ہے۔ سچے، ایماندار اور ان کیلئے بخشش اور باعزت روزی کا وعدہ فرمایا جو دنیا اور آخرت کی بھلائی اور خیر ہے۔

جہاد کے متعلق

رحمۃ اللعالمین کی سنت و سیرت کی مشعلیں

(۱) آیت وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ پڑھ کر حضور ہادی عالم رحمۃ اللعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے منبر پر فرمایا۔ آگاہ

رہو کہ وہ قوت (کفار پر کاری) ضرب لگانا ہے خبردار رہو وہ قوت (اعدائے دین پر کاری) ضرب لگانا ہے سن لو وہ قوت (بے ایمان، منکر، ظالموں پر فنا کر دینے والی) ضرب مارنا ہے۔ (مسلم) (۲) ہادیٔ خلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجاہد وہ ہے کہ اللہ کیلئے اپنے نفس کا مقابلہ کرے (ترمذی) یعنی نفسانیت کی آلائش سے پاک مخلص ہو۔

(۳) حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "یارسول اللہ! سب اعمال سے افضل کون سا عمل ہے، فرمایا:۔ اللہ پر ایمان اور اُسکی راہ میں جہاد" (بخاری)

(۴) اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک تیر (دار کافر تک) پہنچایا تو وہ اس کیلئے ایک (خاص) درجہ ہے جنت میں اور جس نے تیر (دار) چلایا۔ راہ خدا میں وہ اس کیلئے آزاد کئے ہوئے غلام کے برابر ہے اور جو دینِ اسلام میں پیری کو پہنچا یہ پیرانہ سالی اس کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہو گی (بیہقی، ابوداؤد)

(۵) بے نظیر معلّم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے راہِ خدا میں جہاد کرنے والوں کیلئے بنائے گئے ہیں۔ ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین میں ہے۔" (بخاری)

(۶) بہترینِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (اے مسلمانو! تم میں سے کسی کا صف (جہاد) میں کھڑا ہونا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے۔" (احمد)

(۷) خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، ایک دن جہاد میں (دشمن کے مقابلہ میں) رہنا دنیا اور اس کی ہر شے سے بہتر ہے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

(۸) آخر المبعوثین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جہاد میں مہینہ بھر کا قیام زمانہ بھر کے روزوں سے افضل ہے جو اسی حال میں فوت ہو جائے قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہو گا۔ روزانہ مجاہد کی روزی پائے گا اور جنت کی ہوا قیامت کو اٹھنے تک جہاد میں قائم رہنے کا اجر اُسے ملتا رہے گا۔ (طبرانی)

(۹) دائرۂ نبوتِ رسالت کے خاتم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں لیلۃ القدر سے افضل رات نہ بتاؤں؟ جہاد میں مجاہد سنتری کی رات، خوفناک زمین (جگہ) میں۔ کہ لوٹ کر اہلِ خانہ سے ملاقات کی امید نہ ہو۔" (حاکم)

(۱۰) حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔ جہاد میں ایک رات کی محافظت اس ہزار لیلۃ القدر سے افضل ہے جس کی رات یادِ الٰہی میں قائم اور دن روزے دار رہے۔" (حاکم)

(۱۱) باعثِ ایجاد و بقاء عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ تین آنکھیں ہیں جنہیں دوزخ کی آگ نہ چھوئیگی جو آنکھ جہاد میں نکالی گئی۔ جو جہاد میں محافظت کیلئے جاگتی رہی۔ جو خوفِ خدا سے روئی۔" (حاکم)

(۱۲) ہر آنکھ نے قیامت کو رونا ہے سوا اس کے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بند رہی ہو اور جو جہاد میں جاگتی رہی اور جو خوفِ الٰہی سے روئی۔" (اصبہانی)

(۱۳) جہاد میں ایک ساعت (کعبہ شریف میں حجرِ اسود کے پاس لیلۃ القدر کے قیام سے افضل ہے (ابنِ حبان، بیہقی) (۱۴) جس نے راہِ خدا میں کچھ خرچ کیا اس کیلئے سات سو گنا کا اجر لکھا جاتا ہے۔" (نسائی۔ ترمذی۔ ابن حبان)

(۱۵) معراج شریف کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ ایک قوم پر تشریف فرما ہوئے کہ وہ لوگ اسی روز کاشت کر کے فصل کاٹ لیتے ہیں۔ جب کاٹ چکتے ہیں تو وہ فصل پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ فرمایا "جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں"؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا:۔ "(حضور) یہ مجاہد لوگ ہیں۔ ان کی ہر نیکی سات سو سے ضرب دی جاتی ہے اور جو خرچ کریں برکت کے ساتھ انہیں پھیر دیا جاتا ہے۔" (الحدیث، بزار مختصراً)

(۱۶) طبرانی کبیر میں بسند راوی غیر موسوم لائے ہیں (فرمایا "مبارک انہیں جو جہاد میں بکثرت اللہ کا ذکر کریں۔ مجاہد کیلئے ہر کلمہ کے بدلے ستر ہزار نیکی (اجر) ہے اور ہر نیکی دس سے ضرب دی جاتی ہے سمیت اس زیادت کے جو اس کیلئے اللہ کے نزدیک ہے۔ عرض کیا گیا، حضور! نفقہ (خرچ) کا کیا حکم؟ فرمایا۔ اسکا ثواب بھی اسی طرح ہے۔ عبدالرحمٰن نے بیان کرنے والے معاذؓ سے کہا۔ خرچ کا اجر سات سو گنا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تم نہیں سمجھے۔ وہ تو جب ہے کہ گھروں میں مقیم ہوں اور اہل و عیال میں ہوں نہ کہ جہاد و غزا میں۔ جہاد و غزا میں تو اللہ تعالےٰ ان کیلئے وہ کچھ خزانے جمع فرماتا ہے کہ بندوں کے علم و بیان سے باہر ہیں (مجاہد و غازی) تو فوجِ خداوندی ہیں اور اللہ کی فوج غالب ہے"۔

(۱۷) جانِ جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جس نے راہِ خدا میں مجاہد کی اعانت (امداد) کی یا غازی کی تنگی میں اسے سہولت پہنچائی یا غلام گرفتار کی آزادی میں حمایت کی اُسے اللہ روزِ قیامت کو سایۂ رحم و کرم میں جگہ دے گا۔ جہاں اُسکے سوا کہیں سایہ اور پناہ نہیں۔" (احمد، بیہقی)

(۱۸) معرکہ احد کے روز ایک شخص (مجاہد غازی) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا "حضور! میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ فرمایا جنت میں" اس کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں، انہیں پھینک کر جہاد میں مشغول ہوا۔ لڑتے لڑتے شہید ہو گیا (متفق علیہ) اس سے حضورؐ کا علم اور مجاہد کا ٹھکانہ معلوم ہوا۔

(۱۹) عالِم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنے اہل و عیال کی نگہداشت بچاؤ کرتے ظلم سے مارا گیا وہ بھی شہید ہی ہو گیا اور جو اپنے مال کی محافظت میں مارا گیا وہ بھی شہید ہی ہے اور جو اپنے پڑوسی ہمسایہ کی مدد کرتے ہوئے ظلم سے مارا گیا تو وہ بھی شہید ہے اور جو ذات باری تعالیٰ کے حق میں مارا گیا۔ وہ بھی شہید ہے۔ (ابنِ النجار) (۲۰) سراپا علم وحکمت ومنشائے الٰہی سے بولنے والے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنگ ہوشیاری، داؤ بچاؤ کی تدبیر ہے (متفق علیہ)

(۲۱) خداوند لاشریک کے مظہرِ اتم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجاہدین غازیوں کو جہاد کیلئے بھیجتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے نام اور رسولِ خداؐ کے دین وملت پر جاؤ۔ نہ کسی بوڑھے ناکارہ کو قتل کرنا اور نہ کسی شیرخوار چھوٹے بچے کو اور نہ کسی (بے گناہ) عورت کو اور نہ خیانت کرنا (خالق ومخلوق کے حقوق میں کسی قسم کی حق تلفی) اپنے مال غنیمت کو محفوظ اکٹھا کرنا اور آپس میں اصلاح کرنا (یعنی خویش بیگانہ کی اصلاح حسب ہدایت وتعلیم اسلام ہمیشہ پیش نظر رکھنا) اور نیکوکار رہنا (یعنی ہر بدی اور گناہ وغفلت سے بچنا کہ تقویٰ یہی ہے اور اللہ تقویٰ

والوں کو پسند فرماتا ہے اور ان ہی کے ساتھ ہے پس بے شک اللہ احسان والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (ابو داؤد) (۲۲) سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کفار مشرکین کے بڑوں کو قتل کرو چھوٹے بچوں کو رہنے دو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۲۳) جہاد کی بعض لابدی ضرورتوں میں تجربہ کار خواتین سے مناسب خدمات لی گئیں۔ اُم سلیم اور کچھ انصاریہ مستورات اُم عمارہ، ام عطیہ، مازنیہ، نسیبہ وغیرہ نے پانی پلانا، طعام تیار کرنا، زخمی بیماروں کی دوا مرہم پٹی، سامان کی نگہداشت، کھوکھے روند کی فراہمی وغیرہ خدمات کا موقع بحالتِ اشد ضرورت پایا (مسلم وغیرہ)

(۲۴) روح الکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے قدم راہِ خدا (جہاد) میں گرد آلود ہوئے اس کا سارا بدن اللہ نے دوزخ پر حرام کر دیا۔ (طبرانی)

(۲۵) شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ جو خوفِ خدا سے رویا آگ میں نہ جائے گا۔ جیسا دودھ کھیری میں واپس نہیں جا سکتا اور راہِ خدا (جہاد) کا غبار (دھول) اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہ ہوں گے (ترمذی)، اس میں خوفِ خدا سے توبہ کر کے رونے اور جہاد کی فضیلت ہے۔

(۲۶) ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب بقرہ ۳ کی آیت " مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ نازل ہوئی۔ جس کے معنی ہیں " ان کا حال ایسا ہے، جو اپنے مال راہِ خدا

میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے سات سٹے نکالے ہر سٹے میں سَو دانے
ہوں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت اور کمال
علم والا ہے" حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا فرمائی "رَبِّ زِدْ اُمَّتِیْ"
(اے رب! میری امت کیلئے اس میں زیادت فرما) تب یہ آیت نازل ہوئی:-
اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (بات یہی ہے۔ کہ
صبر کرنے والوں کو ملتا ہے ثواب ان کا بے حساب) (ابنِ حبان، بیہقی)
سبحان اللہ! کیا شانِ محبوبی ہے کہ اپنے بے نظیر پیارے کے غلاموں، مجاہدوں
صابروں کیلئے اجر میں حساب ہی نہ رکھا۔ قُلْتُ ؎

مانگا جو مصطفےٰ نے خدا نے عطا کیا ؎ یعنے دعا عطا میں نہ کچھ فاصلہ رہا

(۲۷) حضرت عمر رض کہتے ہیں کہ ہمارے مجمع میں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے قیام فرما کر ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں
میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ جس نے اُسے یاد رکھا اسے یاد رکھا اور جس نے بھلا
دیا بھلا دیا یعنی جو کچھ ہونا ہے سب بیان فرما دیا۔ اس سے حضور کا سب کائنات کو
مُحیط علم اور معجزہ ثابت ہوا۔ (بخاری)

(۲۸) عمر بن اخطب رض انصاری کہتے ہیں۔ ایک دن حضور نماز فجر پڑھا کر منبر پر
ہمیں خطاب فرمانے لگے، بیان فرماتے رہے، نماز ظہر و عصر کیلئے اُترتے اور پھر بیان
فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہوا۔ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ

الْقِیَامَۃِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا " تو حضورؐ نے ہمیں سب خبر دی۔ جو کچھ ہونا ہے روزِ قیامت تک۔ سو ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ یہ حضورؐ کے کمالِ علم و خبر اور معجزہ کا ظہور و ثبوت ہے۔ سبحان اللہ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

(۲۹) حضور شاہدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اُٹھا یا دکھولا، ظاہر فرمایا) تو میں اُسے دیکھتا ہوں اور وہ جو اس میں ہونے والا ہے روزِ قیامت جیسا اپنی یہ ہتھیلی دیکھتا ہوں۔ (طبرانی، مواہب لدنیہ ۲ ص ۱۹۲)

(۳۰)۔ (کفارِ ہندوستان سے جنگ) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم سے رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے وعدہ فرمایا ہے جنگِ ہندوستان کا۔ وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۃ الھند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی و مالی فان اقتل کنت من افضل الشھداء وان ارجع فانا ابو ھریرۃ المحرر (نسائی مطبوع مصر ۲ ص ۶۴)

" لہذا اگر میں نے وہ غزوۂ ہند (جنگِ ہندوستان) پایا تو اُس میں اپنی جان اپنا مال و دولت خرچ کر دوں گا سو میں اگر اس میں قتل ہوا تو افضل شہیدوں میں ہوا اور اگر زندہ بچ کر واپس آیا تو میں آزاد کردہ ابوہریرہ ہوں " یعنی اس جنگ کے شہید افضل اور بچنے والے غازی، دوزخ و عذاب سے آزاد کئے ہوئے ہوں گے (نسائی ۲ ص ۶۴) اس سے معلوم ہوا۔ کہ جنگِ ہندوستان میں جان و مال کی قربانی دینے والوں کو بشارت ہے۔ جان نثار افضل شہید، زندہ مجاہد غازی، عذاب سے آزاد ہیں۔

(۳۱) سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صحابی ثوبان رضؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو گروہ کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے، دوزخ سے۔ ایک گروہ ہندوؤں سے جنگ کریگا۔ دوسرا گروہ جو عیسیٰؑ ابن مریم کا ساتھ دے گا۔ (نسائی مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ) معلوم ہوا۔ کہ کفارِ ہند کے ساتھ غزا کہ کے ان کے بے پناہ مظالم کا انسداد کرنا اور دجال کے گمراہ کن دجل و فریب سے بچ کر دین ایمان بچا لینا حضورؐ کی امت کے خوش نصیب دو گروہوں کا یہ عظیم کارنامہ خاص فضیلت ہے اور انسانیت میں ایک مثالی کردار ہے لہٰذا کفار ہند سے جہاد کرنے والوں کا بصورت شہادت افضل الشہداء میں شمار اور بچ جائیں۔ تو دوزخ سے آزاد۔ دوسرے دجال کے فتنہ و فساد و دجل و فریب سے بچ نکلنے والے گروہ کو یہ انعام ملا۔ کہ امتِ محمدیہ سے ہونے اور سلامتی ایمان کے علاوہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت و زیارت اور معیت کی نعمت بھی ملی اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی بشارت بھی پائی۔ تنبیہہ:۔ یہ سمجھ لینے کے بعد اگر فہم و دیانت آفت رسیدہ نہ ہو تو بخوبی کھل جاتا ہے کہ کفارِ ہند کا اس صورت میں اب ساتھ دینا یا حمایت کرنا کسی مسلمان کیلئے سلامتی دین و ایمان کے ساتھ ممکن نہیں رہا۔

(۳۲) ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ راہِ خدا میں جس کسی کو زخم لگا۔ روزِ قیامت ویسا ہی آئے گا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا اس کے خون کی خوشبو کستوری کی ہوگی، اور رنگ خون کا۔ (متفق علیہ)

(۳۳) دو جہاں میں جانِ مومن سے زیادہ حقدار والی و مولا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شہید کو تکلیف نہیں ہوتی مگر ایسی جیسے کسی کو ایک خراش لگے۔ (ترمذی، نسائی)

(۳۴) اعلم العالمین آخر المبعوثین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

(۳۵) وحی حق سے متکلم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ دو ساعتوں میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور شاید ہی ان میں دعا کسی کی ہو جو قبول نہ ہوتی ہو۔ اذان پر فریضہ عبادت کیلئے حاضری کی ساعت اور راہ خدا میں جہاد کی صف باندھنے کے وقت۔ (ابوداؤد۔ ابن حبان)

(۳۶) اولین و آخرین کا علم رکھنے والے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے میرے ہمراہ ہو کر جہاد نہ کرنا ملا۔ وہ بحری جہاد میں شامل ہو۔ (طبرانی)

(۳۷) بعطائے الٰہی غیب کی خبریں بیان فرمانے والے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں، عرش کے ساتھ ان کی قندیلیں لٹکتی ہیں سیر کرتی پھرتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہیں جائیں پھر ان قندیلوں میں آجاتی ہیں۔ ان کا رب اُن پر اپنی صفت و شان سے تشریف فرما ہو کر فرماتا ہے کیا کچھ چاہیئے؟۔ وہ کہتی ہیں۔ اور کیا چاہیئے جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کر رہے ہیں۔ تین بار اُن سے دریافت ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ کچھ مانگنے بغیر چھٹکارا نہیں تو عرض کرتے ہیں۔ اے رب کریم! یہی چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے بدن میں پھر ڈالی جائیں تاکہ ہم واپس دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کرکے دوبارہ قتل ہو جائیں، جب دیکھ لیتا ہے پروردگار کہ اب انہیں کوئی حاجت نہیں تب یہ سوال ہونا موقوف

ہو جاتا ہے۔ (مسلم، ترمذی، کنز العمال)

(۳۸) عینیٔ شہادت کا مشاہدہ کرنے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ شہید کیلئے اللہ کے نزدیک سات بزرگ خصلتیں ہیں۔ اسکے خون کے پہلے قطرہ کے گرتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ اور اسے ایمان کا خلعت پہنایا جاتا ہے اور بہتر حوریں اس کی زوجیت میں دی جاتی ہیں اور عذابِ قبر سے بچایا جاتا ہے۔ قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے بے غم کر دیا جاتا ہے اور اس کے سر پر عزت کا یاقوتی تاج رکھا جاتا ہے کہ ایک یاقوت بھی اس کا دنیا اور دنیا کی سب نعمتوں سے اعلےٰ ہے اور شہید بخشتا ئے گا اپنے خاندانی ستر آدمیوں کو (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، کنز العمال)

(۳۹) اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ روزِ قیامت ایک جنتی پیش ہو گا حق تعالےٰ فرمائے گا اے بنی آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا۔؟ عرض کرے گا اے رب تعالےٰ بہت عمدہ، پھر حکم ہو گا سوال کر اور جو چاہے مانگ وہ جواب دے گا۔ یا رب! نہ میرا کوئی اور سوال ہے نہ خواہش مگر یہ تمنا ہے کہ مجھے پھر دنیا میں بھیج تاکہ میں تیری راہ میں دس دفعہ شہید ہو جاؤں۔ یہ تمنا شہادت کا فضل و مرتبہ جو دیکھے گا اس کے واسطے کرے گا۔

اور ایک دوزخی پیش ہو گا تو اُسے فرمان ہو گا۔ اے بنی آدم! تو نے اپنی منزل کیسی پائی۔؟ وہ عرض کرے گا، اے رب! بہت بُری منزل ہے، فرمائے گا۔ اگر

تیرے پاس زمین بھر سونا ہو بکر اس سے نجات پانا پسند کرے گا، وہ عرض کریگا۔ اے رب! ضرور۔ تو فرماتے گا، تونے جھوٹ کہا میں نے تو اس سے کہیں کم کا مطالبہ کیا تھا اور آسان۔ وہ تونے نہ کیا، پھر وہ جہنم کو بھیجا جائیگا (احمد، مسلم، کنز العمال)

(۴۰) جن پر دورِ نبوت و رسالت کا خاتمہ ہوا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں دینِ اسلام کی بلندیوں کی چوٹی (کمال) جہاد ہے۔ اس تک رسائی افضل مسلمانوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ (طبرانی)

اگلی پچھلی اُمّت کو بشارت

انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کا حال مانند مینہہ کے ہے نہ جانے اول اس کا بہتر ہے یا آخر (ترمذی)

دینِ اسلام بھیجنے، قرآنِ پاک اُتارنے کے تین بنیادی مقصد

(فتح ۲۶/۹) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

اے نبی محبوب، بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دیتا اور ڈر

سناتا ماکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسولؐ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو۔

نہایت غور کا مقام ہے کہ دین اسلام بھیجنے قرآن مجید اتارنے کا مقصود یہی پروردگار عالم تین باتیں ارشاد فرماتا ہے۔ اول یہ کہ لوگ اللہ و رسولؐ پر ایمان لائیں دوم یہ کہ دائرۂ نبوت و رسالت کے مکمل اور پورا فرمانے والے آخری نبی رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی کمال تعظیم و توقیر کریں سوم یہ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت و طاعت میں رہیں۔

اہلِ اسلام! ان ہر سہ بنیادی مقاصدِ دینیہ کی پیاری ترتیب ملاحظہ ہو کہ سب سے پہلے ایمان کو اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب لبیب محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی کمال تعظیم و توقیر کو رکھا۔ گویا وہ ایمان و عبادت میں ایسی ہے جیسے بدن میں جان یا مکان میں مکین۔

لہٰذا ہر مجاہد اسلام کو اپنی ملت کے ان بنیادی تین مقاصد کو آخر دم تک پیشِ نظر رکھنا درکار ہے اور ان ہر سہ عظیم و جلیل مقاصد سے کبھی بھی غفلت، سستی اور بے پرواہی جائز نہیں کیونکہ یہ تینوں سنہری مقصد گویا ملت کی عمارت کے سنگِ بنیاد ہیں علم و عرفان والوں نے تو ایمان عشقِ رسولؐ کا دوسرا نام بتلایا ہے اور دین تعظیمِ رسولؐ کا حاصل ٹھہرایا ہے اور اللہ کی عبادت و طاعت دین ایمان کا لازمی نتیجہ و ثمر تصور فرمایا ہے۔ اور واقعی بے تعصب طور پر دیکھا جائے تو یہ حقیقت

بخوبی کھل جاتی ہے کہ ایمان اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

(توبہ ۳/۹) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

لے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ رکھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور کفر میں باہم کوئی رشتہ، تعلق، وابستگی نہیں۔ کوئی بنیادی یکانگت نہیں بلکہ تضاد ہے۔

ایمان کے کم و حقیقت سے محروم لوگوں کے اعمال خیر و حسنات کے حق فیصلہ ثابت ہے۔ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ ہم نے ان کے کئے کرتے اعمال کو نیست و نابود کر دیا ایمان نہ ہو تو علم، زہد، تقویٰ، صدقہ، عبادت، جہاد، تبلیغ وغیرہ خیرات و حسنات میں عمر بھر مشقت اُٹھائیں جائیں کھپائیں، شہرت و ناموری حاصل کریں مگر ہونا کیا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِیَةً ۝ بڑے سے بڑے عمل کریں مشقتیں کرکے تھک جائیں انجام کیا ہوگا بھڑکتی آگ میں جائینگے ایسوں ہی کے حق میں مناسب ہے۔

مَنْ لَّمْ یَکُنْ لِلْوِصَالِ اَھْلٌ ٭ فَکُلُّ طَاعَاتِہٖ ذُنُوْبٌ

(توبہ ۱/۹) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ

أَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ۝

"آپ فرما دیں اے محبوب! اگر تمہارے بیٹے اور بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت (سوداگری) جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے (جہاد کرنے) سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا" اللہ تعالیٰ کے اس کلامِ پاک سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہاں میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ رسولؐ سے زیادہ محبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اُسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے اللہ کے عذاب کی انتظار چاہیئے۔

سنتِ رسولؐ سے محبتِ رسولؐ کا مقام

حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فرماتے ہیں لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے

زیادہ محبوب نہ ہوں (متفق علیہ) کتاب و سنت نے تو فیصلہ فرما دیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔

(عنکبوت پ ۲۰ ع ۱۳) الٓمّٓ ۝ أَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ کیا لوگ اس خیال میں ہیں کہ اسی پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی" معلوم ہوا کہ دعویٰ ایمان سے ہی چھٹکارا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کے بعد ایمان واقعی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ ضرور امتحان سے ہوگا اور اس طرح واضح طور پر کھل جائے گا کہ کون ایمان کے دعویٰ میں سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

میم واؤ میم نون تشریف نیست ؎ لفظ مومن جز پئے تعریف نیست

چنانچہ پروردگار عالم وحدہٗ لاشریک نے ہمارے بزرگ اور مقتدا صحابہ کرامؓ کو ادب و عشقِ رسولؐ میں عظیم امتحانات کیلئے اول نہایت اعلیٰ درجہ کی جامع، مانع تعلیم و ہدایت فرمائی پھر اُن امتحانات میں اُن کو جانچا۔ ان میں کامیاب ہونے والوں کو درجہ اور انعام ملا اور ان کی سچائی کا اعلان فرمایا گیا۔

سب سے بڑا اور عالمگیر امتحان ادب و عشقِ رسولؐ کا ہوا۔ منافقوں نے راعنا کا لفظ بے ادبی کی نیت و معنی میں بولا صحابہ کرام اہلِ اسلام کو حکم ہوا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔ ایمان والو! راعنا کہنا ہی چھوڑ دو" اس کی بجائے کمالِ ادب سے اُنْظُرْنَا کہنا تعلیم فرمایا گیا۔ ہم پر نظر

رہے، ہمیں نظروں سے نہ گرایا جائے۔ نگاہِ عنایت سے سمجھ لینے کا موقع دیا جائے،
آئندہ راعنا کہنے کی جرأت والوں پر کفر کا تازیانہ رکھا گیا۔ وَلِلْكٰفِرِیْنَ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ صاف کھل گیا کہ محبوبِ خدا
محمد مصطفےٰ کا بے ادب گستاخ اللہ کے ہاں ایماندار نہیں بلکہ صاف کافر ہے۔

سفرِ تبوک میں مجاہدین اسلام صحابہ کرام میں چند منافقوں نے محبوبِ خدا
کے حق میں آپس میں گفتگو کے دوران کہا۔ وَمَا يُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ، یہ محمد غیب
کیا جانیں۔ انہیں غیب سے کیا لگے؟۔ علام الغیوب وحدہٗ لاشریک نے اپنے
نائب اعظم مظہرِ اتم کی اتنی سی بے ادبی کو برداشت نہ فرمایا۔ اس غیبی بات سے بھی مطلع
فرما کر بے ادبی والوں کی پیشی کرادی۔ دربارِ رسالت میں انہوں نے قسمیں کھا کر کہہ دیا کہ
ہم نے تو کوئی کلمہ حضورؐ کی شان میں بے ادبی، تنقیص و کسر شان کا نہیں بولا۔ راستہ
کاٹنے کو یونہی دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ پروردگار عالم نے انہیں جھٹلا کر شرمسار فرمایا
(توبہ ۱۰/۱۱) يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا
بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۔ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے بے ادبی کا بول نہ بولا اور البتہ
انہوں نے ضرور کفر کا کلمہ کہا ہے اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔ عذر بہانہ کچھ نہ سنا
گیا۔ ارشاد ہوا۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (توبہ ۱۰/۱۴)
عذر بہانے نہ کرو تم ایمان کے بعد کافر ہو چکے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی کی بات کفر ہے خواہ جس طرح بھی ہو اس میں عذر بہانہ

نہیں چلتا۔ چاہے کتنے ہی بڑے سے بڑے درجہ کا کوئی عالم، فاضل، صوفی، مجاہد، واعظ متقی، پیر یا مصنف یا افسر یا امیر یا کوئی اور ہو۔

(حجرات ۲۶/۱۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بیان (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات بلند آواز سے نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو کہ کہیں تمہارے سب عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بخاری ۳/۱۲ میں اس کی تفسیر میں ہے کہ یہ عظیم انتباہ دو عظیم شخصیتوں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ہوا۔ بنی تمیم (کا گروہ) آیا اس کی تنظیم کے سلسلے میں ان ہر دو بزرگوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو یہ ارشادِ ربانی ہوا پھر تو انہوں نے کمال ادب سے سرگوشی کی طرح کلام کی عادت کر لی حتیٰ کہ کئی بار حضور کو فرمانا پڑا کہ "اے عمر! تم کیا کہتے ہو؟" اس مبالغہ کے ادب و تعظیم پر کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ بلکہ اگلی آیت میں ان کی تائید مغفرت اور فضیلت و اجرِ عظیم کا اعلان ہوا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں اللہ کے رسول کے پاس یہ ہیں جن کا دل اللہ نے تقویٰ کیلئے پرکھ لیا ہے ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

حضور کی بے ادبی کا لفظ اور کلمہ تو خود آواز بلند کرنا بھی تمام اعمال سب کیا کرایا تباہ کر دینے کا موجب ہے اگر توبہ و تدارک نصیب نہ ہو۔

جہاد میں مجاہدین کا امتحان اور خدائی مدد

(توبہ ۱۰/۱) لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ٥ بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔

یہ آیت کریمہ غزوۂ حنین کے متعلق ہے۔ حنین طائف کے قریب ایک وادی ہے جو مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸ھ میں فتح مکہ معظمہ سے تھوڑے روز بعد قبیلہ ہوازن اور ثقیف مسلمانوں سے جنگ کرنے آگئے جبکہ حضور زیارت کعبہ کیلئے ہمراہ صحابہ یہاں پہنچے سفر حیات دنیاوی کے قدم قدم اور منزل منزل پر بندۂ مومن کا امتحان ہوتا رہتا ہے۔ ۲ھ بدر کی حالت کا اول ایک گونہ عکس یہاں سامنے آیا۔ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار یا اس سے بھی زائد تھی اور کفار مشرکین چار ہزار تھے۔ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے مسلمانوں میں سے کسی کی زبان سے اپنی تعداد کی کثرت پر نظر کر کے یہ کلمہ نکلا کہ ہم

ہرگز مغلوب نہ ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناگوار ہوا معلم کائنات تو کثرتِ قلت کو خطرے میں لانے کی بجائے ہمیشہ اللہ کا بھروسہ اور حق کی مدد کا سبق سکھانا چاہتے تھے کہ لحظہ بھر بھی یہ خاطر میں نہ گزرے کہ فتح میں ہماری کثرت کا بھی کچھ دخل ہے۔ بلکہ ہر مجاہد ہر لحظہ متوجہ بحق رہے۔ شدید مقابلہ ہوا مشرکین بھاگ نکلے تو مسلمان مقابلے کے مورچوں سے ہٹ کر مالِ غنیمت لینے میں مصروف ہوگئے۔ بھاگے ہوئے ہزیمت یافتہ لشکر کفار نے مجاہدین کی توجہ بٹتے دیکھی تو اسے غنیمت جانا اور پلٹ کر تیروں کی بارش کردی۔ تیر اندازی میں وہ مہارت خاص رکھتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے لشکر بھاگ پڑا اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت عباسؓ آپ کے چچا اور ابوسفیان بن حرث آپ کے چچازاد تھے حضور نے اپنی سواری کو کفار کی طرف بڑھایا اور انصار کو واپس آنے کو پکارا اور حضرت عباسؓ کو بلانے کیلئے فرمایا۔ بلند آواز سے انہوں نے بلایا تو وہ لوگ لبیک لبیک کہتے واپس آگئے اور پھر معرکہ کارزار گرم ہوا۔

حضورِ نائبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت ریت یا مٹی دستِ اقدس میں لے کر "ربِ محمد کی قسم بھاگ نکلے شَاھَتِ الْوُجُوْہ وربِّ محمدٍ" فرماتے ہوئے کفار پر پھینکی تو فوراً کفار میں بھاگڑ آمچی اور مسلمانوں کی فتح ہوگئی۔ پھر حضورؐ نے مالِ غنیمت لے کر اہلِ اسلام میں تقسیم فرمایا۔

امام بخاری تاریخ میں اور امام بیہقیؒ عمر بن سفیان ثقفی سے راوی ہیں وہ

کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مٹھی بھر ریت لیکر ہمارے مونہوں پر ماری فانہزمنا تو ہمیں شکست نصیب ہوئی۔ ہمارا ہر ایک یہی خیال کرتا تھا کہ ہر پتھر، ہر درخت اور سوار ہماری ہی طلب میں ہے (خصائص ۲۹۸/۱)

ابن اسحاق، بیہقی، ابو نعیم، جبیر بن مطعمؓ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں جب ایک بلندی پر حضورؐ کا نور چمکا، غزوۂ حنین میں مجاہدینِ اسلام اور کفار مشرکین میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے کوئی سیاہ چیز آئی جو ہمارے اور دشمن کے درمیان پھیل گئی اور وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو تمام وادی (جنگل) میں ایسی پھیلی کہ سارا جنگل ان سے بھر گیا۔ فوراً دشمن کو شکست ہوئی اور ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فرشتے تھے (انّھا الملائکۃ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۷/۲ خصائص ۲۶۹/۱)

سیرت ابن ہشام ۱۱۴/۲ میں ہے کہ مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے چند جاسوس بھیجے جب وہ واپس اس کے پاس پہنچے تو نہایت پریشان بدحواس تھے۔ اس نے پوچھا۔ تمہاری خرابی ایسے حواس باختہ کیوں ہو؟۔ بولے۔ ہم نے سفید سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں یہ دیکھ کر ہمارے حواس بجا نہیں رہے۔ خصائص ۲۶۹/۱، سیرۃ ابن ہشام ۱۱۶/۲ میں بیہقیؒ و ابن عساکرؒ مصعب بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ اپنے والد (یعنی شیبہؓ) سے راوی۔ ان کا بیان ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ نکلا۔ بخدا میں پختہ مسلمان نہ تھا۔ در پردہ ارادہ تھا کہ ہوازن قریش پر غالب آئے تو میں حضورؐ کے قریب ہی رہوں گا

اور موقع پاکر اپنے باپ عثمان کے اُحد میں قتل کا بدلہ حضورؐ کو اچانک قتل کر کے لے لوں گا
چنانچہ اس ارادہ سے میں حضورؐ کے قریب آیا اور اسی تاک میں تھا کہ قدرت کا ایسا کرشمہ
دیکھا، کہ میں نے پکار کر کہا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی خَیْلًا اَبْلَقًا - یارسولؐ!
بے شک میں ابلق (ٹانگوں تک سفید) گھوڑے دیکھتا ہوں" فرمایا - یَا شَیْبَۃَ
اِنَّہٗ لَا یَرَاھَا اِلَّا کَافِرٌ - "اے شیبہ! ان کو تو کافر ہی دیکھتا ہے" (یعنی
جیسا کہ فرمایا - سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ) شیبہ کا بیان ہے پھر
حضورؐ نے میرے سینہ پر دستِ اقدس مار کر فرمایا - اَللّٰھُمَّ اھْدِ شَیْبَۃَ "اے اللہ
شیبہ کو ہدایت دے" یہ آپ نے تین بار کیا۔ شیبہ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے تیسری بار مار
کر اپنا دستِ اقدس ابھی اُٹھایا بھی نہ تھا کہ اب میری یہ حالت ہو گئی کہ مَا اَجِدُ
مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْہُ "تمام خلقِ خدا میں مجھے حضورؐ سے زیادہ محبوب
کوئی نہ رہا" خصائص میں بغوی، بیہقی وغیرہم کی روایت میں شیبہؓ کا بیان یہ بھی ہے
کہ "میں جب حضورؐ کے داہنے آیا تو حضرت عباسؓ کو موجود پایا۔ میں نے کہا حضورؐ کے
چچا ہیں میرے قابو آنے کو یہ نہ چھوڑیں گے۔ بائیں آیا تو ابی سفیانؓ بن حارث موجود تھے
میں نے دل میں کہا کہ یہ بھی آپ کے چچیرے بھائی ہیں مجھے قتل کا موقع نہ دیں گے پھر حضورؐ کے
پیچھے سے آیا۔ جب تلوار کی زد میں لانے کے لائق میں قریب ہو گیا۔ رُفِعَ لِیْ شِھَابٌ مِّنْ
نَارٍ کَالْبَرْقِ مُخَفَتَہٗ فَنَکَصْتُ الْقَھْقَرٰی "میرے لئے ایک بجلی کی طرح کا شعلہ
آتشی اُٹھا تو میں اس سے ڈر گیا سو پچھلے پاؤں بھاگا۔ تب لوٹ کر حضورؐ نے میری طرف دیکھا تو

فرمایا۔ "شیب! ادھر آؤ۔" میں آیا تو حضورؐ نے دستِ رسالت کو میرے سینے پر رکھا۔ تو اللہ نے شیطان کو میرے دِل سے نکال دیا۔ پھر جو میں نے نگاہ حضور کی طرف اُٹھائی تو آپ مجھے اپنے گوش و چشم سے بڑھ کر اور اس سے بھی زیادہ پیارے ہو گئے۔ ۔ ۔ ۔ الخ

ابن سعدؒ عبدالرحمٰن بن ازہرؓ سے راوی کہ خالدؓ بن ولید جنگِ حنین میں شدید زخمی ہو گئے۔ حضورؐ نے لعابِ دہن اقدس ڈالا معاً ٹھیک ہو گئے۔ سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں غزوہ حنین میں ہوازن سے ہمارا مقابلہ ہوا جب شدید پیاس لگی تھوڑا سا پانی حضورؐ نے ایک لگن میں منگا کر پیالہ میں ڈلوایا۔ ہم اُس سے وضو کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ہم سب نے اسی سے وضو کر لیا (یعنی ۱۲ ہزار سے زائد لشکرِ اسلام نے سبحان اللہ) ابو نعیمؓ انسؓ سے راوی۔ کہتے ہیں کہ حنین میں مسلمانوں کو جب ہزیمت ہوئی تو حضور ایک شہباء خچر پر سوار تھے جس کا نام دلدل تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا دلدل زمین سے لگ جا۔ تو اس نے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیا تو حضورؐ نے ایک مُٹھی مٹی لے کر کافروں کے منہ کی جانب پھینکی اور فرمایا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ تو تمام لشکر کفار کو ہزیمت و شکست ہوئی۔ ہم نے اُن پر اُس وقت نہ تیر پھینکا نہ نیزہ سے وار کیا۔ یعنی اس معجزہ سے فتح ہوئی۔

خصائص ۲/۱۴۴ ابن عساکر حارث اعورؓ سے راوی۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے جنہیں حضورؐ نے بیان فرمایا۔ زید خیر بھی ہیں اور وہ زید بن صوحان ہیں۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میرے بعد تابعین سے ایک شخص اور وہ زید خیر ہے، اس کے بدن کے اعضا سے بعض بقدر بیس ۲۰ برس کے پہلے جنت میں پہنچ جائے گا۔" چنانچہ زید بن

صوخان کا بایاں ہاتھ معرکہ نہاوند میں کٹ گیا اور پورے بتیس برس بعد خود جنگِ جمل میں حضرت علیؓ کے ہمراہ شہید ہوئے اور شہید ہونے سے پہلے زید بن صوخان نے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنا وہ ہاتھ دیکھا، آسمان سے نکلا اور مجھے اپنی جانب آنے کو اشارہ کیا اور میں اُس سے ملنے والا ہوں۔

شہدائے راہِ خدا میں جانباز اللہ کے پیارے بندے ہوتے ہیں۔ نہ ان کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔ نہ ان کی یادگار اور نام کبھی مٹ سکتا ہے۔ ان کی حیات پاکیزہ پر ہزار زندگیاں قربان۔ ع زندۂ جاوید ہے جو راہِ حق میں جل بسا

کوکبۂ غزوہ بدر ہمارے پیر بھائی حضرت الحاج بخشی مصطفےٰ علی خان صاحب مہاجر مدنی جماعتی میسوری مدظلہ کی مقدس تصنیف ہے جس میں آپ نے شہدائے بدر کے مقدس احوال شریفہ کو قلمبند فرمایا ہے۔ جو قابلِ دید ہے۔

لکھتے ہیں شہدائے بدر کی مبارک قبروں پر رات کو نورانی شعاعیں چمکتی نظر آتی ہیں۔ معرکہ بدر کا مقدس مقام زیارت گاہِ خلائق ہے۔ جہاں پہاڑی سلسلہ کی ایک کڑی جبل قوز نامی ہے جو قوس سے قوز بن گیا ہے۔ یہ بدر کے پاک شہیدوں کی عجیب یادگار ہے۔ یہ پہاڑ گویا ایک قبر مبارک ہے جس پر ریت کا غلاف ڈالا گیا ہے۔ کرید کرید دیکھو تو پتھر کی کنکر بھی نظر نہیں آئے۔ آس پاس کیا ملک بھر میں ایسا ریت کا پہاڑ نہیں تیز ہوا میں بھی اس کی ریت نہیں اڑتی۔ مختلف وقتوں میں اس یادگار پہاڑ قوز سے بہشتی طبل کی آوازیں سنائی دیتی ہیں خصوصاً فجر اور عصر کے وقت اس جنتی طبل کی آواز میں زندۂ جاوید شہدا کی تسبیحیں اور

محبوب کبریاؐ اور دینِ اسلام پر جانبازی کے فریضۂ جہاد میں کامیابی و فتح کی خوشی و شکریہ میں شادیانے بجنے کی آواز روزانہ آتی ہے اور جمعہ کی رات ہمیشہ یہ جہادی طبل بہشتی کی آواز آتی ہے۔ ہوا کا رُخ مشرق کی طرف سے ہو تو بدر شریف میں بیٹھے یہ آوازیں سُن سکتے ہیں حالانکہ اس پہاڑ تو ز شریف پر یا اس کے دامن میں آس پاس بظاہر کوئی انسانی ٹھکانہ نہیں۔

قُلتُ ؎

فضائے بدر میں یعنی کسی کی یاد ہے اب تک
شہیدوں کے ترانے سے جہاں آباد ہے اب تک

شہدائے بدرؓ کے مبارک ناموں کے ختم علماء و مشائخ اسلام میں عرب و عجم میں حلِ مشکلات کیلئے تریاق مانے گئے ہیں۔ دفع بلیات و شفاء امراض میں صلحاءِ امت کے معمولات خاصہ سے ہے اور بلاشک مجرب اور صحیح ہے۔

دین ایمان کی درستی کے ساتھ یعنی اللہ و رسولؐ کے ادب و عشق پر استقامت میں راہِ خدا میں جہاد عظیم فضیلت اور اعلےٰ عبادت اصل کرامت ہے سبحان اللہ آج چودہ سو برس بعد بھی جنگِ ہندوستان میں جہاد کی وہی کرامات دیکھی گئی ہیں سکھوں اور دوسرے کفار نے جب گرفتار ہوتے سبز لباس، سفید گھوڑوں اور سفید پگڑیوں، نشانوں والی فوج کا دریافت کیا۔ سبز لباس والوں نے بم اور گولے لے کر جیب میں رکھ لئے کہیں اشاروں سے نشانے سے اُدھر کر دیئے کہیں فر و نعرس کے ساتھ کفار کی فوج کو پسپا کر دیا کہیں اُن سے ہتھیار رکھوا دیئے۔ فرشتوں اور شہداء و اولیا کی برکت سے مجاہدوں کو عزم و استقلال نصیب ہوا اور بے سامانی و قلتِ تعداد کے باوجود بے مثال ثابت قدمی دکھائی۔ قلت نے کثرت کا نہ صرف

مُرخ پھیرا بلکہ حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا؛

راہِ خدا میں شہادت پانیوالوں کو مُردہ کہنا منع ہے وہ زندہ ہیں؛

(بقرہ ۲) وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ۝ اور جو خدا کی راہ (جہاد مجاہدہ) میں مارے جائیں۔ انھیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں شعور نہیں؛ فائدہ۔ بدر کے شہیدوں کے حق میں لوگ کہتے کہ وہ فوت ہو گئے۔ دنیا کی آسائش سے محروم ہو گئے اس آیت سے شہیدوں کو مُردہ کہنا منع فرمایا گیا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور اتنی اعلیٰ درجہ کی زندگی والے ہیں جس کی تمھیں خبر نہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے غلامانِ مصطفےٰ کی شان یہ ہے کہ ان کو مُردہ کہنا بھی اللہ تعالےٰ کو ناگوار ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ وہ عوام کے شعور سے بالاتر درجہ کی زندگی سے نوازے گئے ہیں کہ ہر گناہ سے محفوظ۔ سوءِ خاتمہ سے بے غم جہاد اور شہادت سے سابقہ تمام گناہ معاف اور ہر نیکی و طاعت تا قیامت ان کی جاری اور بڑھتی رہے گی اور دائمی زندگی نصیب اور علم، سماعت بصارت، نصرت و تصرف کی (جاننے، سننے، دیکھنے، امداد کرنے کی) عظیم قوت و طاقت شان انھیں ہوتی ہے کہ جس تک دوسروں کا فہم بھی رسا نہیں ہوتا۔ بعد وفات شہیدوں کو اللہ تعالےٰ عوام کے فہم و شعور سے بالاتر زندگی دے دیتا ہے۔ انھیں عزت اور پیار کی روزی دیجاتی ہے انھیں قرب و رضائے الٰہی کے ساتھ عظیم راحتیں دی جاتی ہیں۔ ان کے عمل جاری بنا دیئے جاتے ہیں۔ ان کا ثواب و اجر بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف میں ہے۔ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب (بدن)

میں اڑتی جاتی ہیں، جنت کی سیر کرتی ہیں وہاں کے میوے اور نعمتوں کی روزی پاتی ہیں۔

شہید وہ مسلمان مکلف ظاہر ہے جو تیز (جنگی) ہتھیار سے مظلوم مارا جائے۔ یا معرکہ جنگ میں شہید ہوا یا زخمی پایا جائے اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی تو بغیر غسل و کفن انہیں کپڑوں میں اس پر نماز پڑھی جائے اسی حالت میں دفن کیا جائے آخرت میں شہید کا بہت بڑا رتبہ ہے:

شہید کو مردہ خیال کرنا بھی ناروا ہے۔ وہ زندہ ہیں اور

روزی پاتے ہیں، پچھلے لوگوں کی خبر رکھتے ہیں:

(آل عمران ۱۷) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں خوش ہیں اس پر جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی اُن سے نہ ملے کہ اُن پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ غم خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر ایمانداروں کا۔"

فوائد: (۱) اس سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ تصور کرنا منع ہے کیونکہ وہ زندہ ہیں مگر بظاہر وفات پائی اور جنازہ دفن اور تقسیم میراث و بعد عدت بیوہ سے عقد کا جواز وغیرہ احکام اُن پر جاری ہوتے ہیں مگر راہِ حق میں جہاد کر کے جان نثاری سے انہوں نے وہ ابدی حیات اور دائمی زندگی پائی کہ ہزار زندگیاں اس پر قربان ہوں انہیں اللہ کا وہ قرب اور رضا و فضل نصیب ہوا کہ اُن کے اجسام و ارواح کو ایک عظیم زندگی ملی اور اعلیٰ حیات نصیب ہوئی جو دوسرے لوگوں کی زندگی سے کہیں اعلیٰ و بہتر ہے۔ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمان کے ساتھ پیروی کر کے راہِ خدا میں جاں نثار ہوئے اور زندۂ جاوید ہوئے۔

(۲) راہ حق میں جہاد عظیم عبادت و طاعتِ الٰہی ہے جس میں سب سے اعلیٰ انبیاء پھر صدیقین پھر شہدا پھر صالحین کا مقام ہے۔ انبیاء، شہدا اور حفاظِ کتاب اللہ کو زمین بھی پہچانتی ہے اُن کے وجود محفوظ رہتے ہیں صحابہ کرام کے مبارک زمانے سے آج تک بکثرت دیکھا گیا اور ثابت ہوا کہ جب کبھی کسی شہید کی قبر کھل گئی تو اُن کے جسم تر و تازہ سلامت پائے گئے۔ عارفین خدا و عشاقانِ مصطفےٰ کے حق میں بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔

ع
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدۀ عالم دوامِ ما

(۳) شہیدوں کی زندگی اعلیٰ درجہ کی شرعی قطعی دلیلوں سے ثابت ہوئی۔ تو شرعی مستثنیات کے سوا حیات کے دیگر لوازمات خود ثابت ہوئے کہ کسی شے کا ثابت ہونا ہی

لوازمات کا ثبوت ہوتا ہے لہذا شہدا کو ہر قسم کی آسائش، روزی، آرام، مسرت، اطمینان
طاعت، یادِ حق، ثوابِ اجر اور متعلقین کا احساس و علم ان کی زندگی، خاتمہ اور انجام
و ٹھکانہ اور اُن کے رنج و راحت سب کا بخوبی علم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ وَيَسْتَبْشِرُونَ
بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ سے ظاہر ہے اور کیوں نہ ہو۔ اللہ
رسول پر کامل ایمان کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد اور جاں نثاری سے وہ قرب و رضا پاتے
ہیں کہ سراپا علم و عرفان کا ایک آئینہ ہی بن جاتے ہیں مصلحت و منشائے الٰہی کے پیش نظر
خاموش رہتے ہیں ورنہ تو عالمِ شہادت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفلِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

مجاہدین اسلام کیلئے غیبی امداد کی بشارت و تقویت

(آل عمران ع ۱۳) وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری
مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو۔"

سنہ ۲ھ میں ابوجہل اس امت کیلئے فرعون علاوہ دوسرے کارکن افراد کے ایک
ہزار کا لشکر جرار کفار قریش کے سرداروں اور عرب بھر کے چنے ہوئے پہلوان شہسواروں

اور جنگی تجربہ کاروں پر مشتمل لے کر بڑے فخر و غرور سے مسلمانوں کے مکمل قتل عام کے پروگرام سے پورے بھرپور ساز و سامان کے ساتھ تین سو گھوڑے، سات سو اونٹ سواری کیلئے تھے۔ فوج کفار کو مست اور پر جوش رکھنے کو ناچنے گانے والی عورتیں اور کثیر شراب بھی ہمراہ تھی۔ ہر فرد جنگی مہارت کے علاوہ لوہے اور ہتھیاروں میں پور الیس تھا منافقین بیماردل کا دل میں یہ کہنا تھا کہ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ مسلمانوں کو دین کا غرور ہے، قریش کی چند عورتیں بھی ان سے مقابلہ کر کے انہیں شکست فاش دے دیں گی (انفال) اور مقابل جو تھے شمار تو ان کا ۳۱۳ سے زیادہ نہ تھا۔ مگر خدا و رسولؐ کے ادب عشق میں دنیائے اسلام کے لیے مثالی عزم و استقلال والے ؎

عجب انداز سے آئے خدا کے چاہنے والے ۔ زبانیں خشک پوشاکیں پھٹی پاؤں میں چھالے
نہ تھا گو تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا ۔ سنا یہ ہے کہ اُنکے ساتھ تھا پروردگار انکا

تمام لشکر میں صرف آٹھ تلواریں چھ یا سات بکتر۔ بجائے لوہے کے اکثر کے پاس جنگی لکڑیوں کے تراشیدہ تیر تھے ستر اونٹ اور دو گھوڑے۔ جن پر باری باری لشکری سواری کرکے آئے کوئی جو پیدل سفر سے آئے پاؤں پر چھالے پڑ گئے۔ تھکا ماندہ مگر عزم و استقلال، دینی ایمان، ادب و عشق حق سے مست و سرشار لشکر تھا۔ ہمراہ نہ کوئی خاص راشن ہے نہ باقی ضرورت کا ناچاری سامان مگر ان اللہ والوں کو خدا و رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے میں سب کچھ کر جانے کی دھن کے سوا نہ ادھر توجہ، نہ دھیان گویا ۶۰۰ جمعہ ۱۷ ماہ ایک طرف خدا کے ماننے والوں میں آج فیصلہ کن معرکہ اور کفر و اسلام کا مقابلہ تھا،

لشکرِ کفار نے پہل کی مجاہدین اسلام نے کفر توڑ جواب دیا معرکہ کارزار گرم ہوا۔۔۔!
سید العالمین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل دعائے فتح نصرت فرمائی ارشاد ہوا
(انفال ۹/۱۵) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ
بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ٥ جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تو اس
نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے" اور
آل عمران ۴/۳ میں محبوب کی فرمائش کو بیان فرمایا۔۔ اے محبوب! آپ جب مسلمانوں سے
فرما رہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ٥ کہ تمہیں مدد دے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں
نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم سے تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تم کو مدد دیگا
بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ٥ پانچ ہزار فرشتے نشان والے
بھیجے گا۔ دعا خصوصی تو حضور نے فرمائی اگرچہ صحابہ کرام بھی ذکر دعا و طاعت سے
حالت جہاد میں ہرگز غافل نہ ہوئے اور یہی شان ہے سچے مجاہد غازی کی۔ استغاثہ دعا و
فریاد کو جمع کے لفظ سے ارشاد فرمایا۔ تاکہ تعظیم رسول مجاہدینِ اسلام کے دل و دماغ میں
گھر کر جائے اور ایمان و تقویٰ کے کمال کے ساتھ ادب و عشقِ رسول سے سرشار مجاہدوں کی
دعا طلب اور فریادِ محبوبِ خدا کی دعا و مناجات کے ساتھ کر کے اسے شرفِ قبولیت بخشا
گیا۔ اول ہزار فرشتے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار ملائکہ کی فوجیں سید العالمین حبیب کبریا کی
فرمانبرداری، غلامی و خدمت گزاری کو اور غلامانِ مصطفےٰ مجاہدین اسلام کی حمایت و پاسداری

وتقویت کو نازل فرمائی گئی اور بارانِ کرم کا نزول بھی شدت کی گرمی میں ہوا۔ یہ سب خداوند کریم وحدہٗ لاشریک کی قدرت اور حضورؐ کے معجزات اور اللہ و رسولؐ کے پیارے مجاہدین پر اللہ و رسولؐ کی نوازشات کے کرشمے ہیں۔ جن سے عالم انسانی کے ظاہر و باطن میں حیرت انگیز انقلاب و برکات نمودار ہوتے ہیں انسانی نفوس کی تطہیر شیطانی دخل و اثر کا قلع قمع ہو کر جہاد و طاعتِ حق میں کمال استقامت و ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے اور فطرتِ انسانی کی عام قوتوں سے بالاتر قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(انفال ۹/۱۱) جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین اور آسمان سے تم پر مینہ اتارا "لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝

دین ایمان کی سلامتی و ذوقِ سلیم رکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ یہ حق و باطل کی پہلی فیصلہ کن ٹکر تھی تو ضرور۔ کفار کے ہر فرد کے ساتھ جنات و خبیث ارواح کی لاکھوں کروڑوں کی تعداد تھی۔ جن کے مقابلے میں غلامانِ مصطفےٰ کی تقویت حمایت اور اپنے فرائض خدمت بجا لانے کا موقع حضورؐ کے عالم بالا کے غلامانِ مصطفےٰ (فرشتوں) کو دیا گیا۔ (انفال ۹/۱۲) اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ جب اے محبوب! تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں

کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کے جوڑ جوڑ پر ضرب لگاؤ۔" معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں لڑنے اور جہاد کرنے والے مسلمانوں کی امداد و حمایت و نصرت غیبی طور پر بھی اللہ تعالیٰ اور اللہ والوں سے ہوتی ہے لہٰذا ان کا حق پر ہونا غلبہ اور فتح یقینی امر ہے اور اللہ اور اللہ والوں کی امداد و حمایت اہلِ باطل کے ساتھ ہرگز نہیں۔ اہل حق ہی کے ساتھ ہوتی ہے حق کی فتح باطل کی شکست یقینی ہے اسی کا ارشاد ہے۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اور ہم پر ایمانداروں کی امداد کرنا حق ہے۔" یعنی ہمارے ذمۂ کرم پر لازم ہے۔

ابو داؤد عمر بن عامر انصاری بدریؓ کا بیان ہے کہ معرکۂ بدر میں ہم میں سے کوئی تلوار اُٹھاتا تھا تو اُس کی تلوار پہنچنے سے قبل مشرک کافر کا سر تن سے جُدا ہو کر گر جاتا۔

سہل ابن حُنیف بدریؓ کہتے ہیں۔ روز بدر ہم میں سے کوئی تلوار سے اشارہ کرتا تھا تو اس کی تلوار پہنچنے سے قبل ہی مشرک کافر کا سر اس کے بدن سے کٹ کر گر جاتا تھا۔

حضرت ابو لیسر خزرجی انصاریؓ بدری جو نہایت دبلے پتلے اور پست قامت تھے۔ معرکۂ بدر میں حضرت عباسؓ کو جو ابھی بظاہر اسلام نہ لائے تھے قید کر لائے، وہ خوب بلند قد اور بھاری قوی بدن توانا تھے۔ سرکارِ رسالت پناہ میں لا کر پیش کیا اور عرض کیا۔ "حضورؐ! ان کو میں نے قید کیا ہے۔" حضرت عباس نے جواباً بتایا۔ "خدا کی قسم! اس نے مجھے قید نہیں کیا بلکہ ایک سفید پوش گھوڑے سوار نے مجھے قید کیا ہے۔" اس پر حضرت ابو لیسرؓ نے مکرر عرض کیا "حضور! انہیں قید تو میں نے کیا ہے۔" حضورؐ نے فرمایا۔ "جانے دو، انہیں جس نے

قید کیا ہے وہ ایک بزرگ فرشتہ ہے۔"

حضرت جبرائیلؑ نے دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ "حضور اصحابہ میں اہلِ بدر کیسے شمار کیے جاتے ہیں۔؟" فرمایا۔ "مسلمانوں میں افضل" یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ تو حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا۔ "وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ معرکۂ بدر میں جو فرشتے حاضری سے مشرف ہوئے وہ بھی یونہی فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں۔" (بخاری)

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس روز مسلمان کافروں کا پیچھا کرتے اور کافر آگے آگے بھاگے جاتے تھے اور ایک سوار کا یہ کلمہ بھی سنا جاتا تھا۔ "اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ" حیزوم آگے بڑھ، حیزوم آگے بڑھ۔" حیزوم حضرت جبرائیلؑ کے گھوڑے کا نام ہے اور نظر آتا تھا۔ کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کا چہرہ زخمی اور ناک کٹی ہوئی پائی جاتی

حضرت ربیع بن ایاس انصاری بدریؓ کا بیان ہے کہ ہم غزوۂ بدر کے مقتولوں کو بخوبی پہچانتے تھے کسی کا سر گردن سے اُڑا دیا گیا ہے۔ کسی کے پوروں پر ضرب لگی ہوئی ہے۔ گویا وہ آگ سے جلایا گیا ہے۔!

راہِ خدا کا مخلص مجاہد حقیقی اور نسبی رشتہ کی بھی پرواہ نہیں رکھتا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے معرکۂ بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام کو اور مصعب بن عمیرؓ نے اپنے حقیقی بھائی عبداللہ کو لشکر کفار میں اپنے مقابل پا کر ختم کر دیا۔

بعد معرکۂ بدر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دریافت حال کیلئے ابوجہل کے پاس گئے تو

اُسے شدید زخمی پایا۔ اُس نے آپؐ سے دریافت کیا کہ ہم پر وار ہوتے تھے مگر وار کرنے والے نظر نہ آتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ مارنے والے آسمانی فرشتے تھے"! بدفہم بولا، "تو فتح اُن کی ہوئی تمہاری تو نہ ہوئی"۔ یہ بدنصیب کو سمجھ نہ آیا کہ فتح تو اس سلطانِ کونین محبوبِ ربّ المشرقین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہوئی جسے اُن کے اکیلے اور سچے خدا نے سلطانِ عالم بنایا اور عالم کے تہہ و بالا (زمین و آسمان) میں اُن کا حکم نافذ فرمایا اور زمین و آسمان میں کے تمام لشکر اور جنود اس کی فوجیں ہیں۔ فرشی و فرشتے سب اس کے حکم و امر و منشا پر بحکمِ الٰہی جانباز ہیں۔ بری، بحری فضائی، ظاہری و باطنی، زمینی و آسمانی سب بیڑے اسی کی خاطر تیار ہوئے۔ ؎

وہ جو نہ تھے جہاں نہ تھا وہ جو نہ ہوں جہاں نہ ہو

جانِ جہاں وہی تو ہیں جان ہی سے جہان ہے

پھر حضورؐ نے اس بدانجام کی لاش پر جا کر فرمایا "ساری حمد اسے جس نے تجھے (اے دشمنِ حق) رسوا فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ اس امت کا فرعون ہے۔ کھینچ کر اسے گڑھے میں کر دو"۔ پھر اس پر پچھاڑے اور نشانوں کے متعلق ارشاد ہوا "یہ فرشتوں کے کوڑوں سے ہوئے ہیں"۔ نائبِ رحمٰن سلطانِ دوجہان محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جاں نثاروں نے اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا پر استقامت دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ بھی اُن سے پورا فرمایا کہ ملائکہ نے فرشی غلامانِ مصطفےٰ کے ساتھ ہو کر سیاہ و سفید گھوڑوں پر سوار ہو کر کفار سے جہاد کیا۔ زرد اور سفید پگڑیاں باندھے تھے۔ ان کے گھوڑوں کے منہ اور اگلے پچھلے پاؤں سفید تھے۔ (جلالین۔ صاوی)

اسد اللہ الغالب سیدنا علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کیا گیا ہے کہ فرمایا:۔ میں بدر کے قلیب (گہری جگہ) میں تھا۔ کہ سخت ہوا چلی تو میں نے دیکھا جبرائیلؑ دو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو چلے پھر تیز ہوا چلی تو میں نے دیکھا۔ اسرافیلؑ دو ہزار ملائکہ کے ساتھ نازل ہوئے تو سلطانِ کونینؐ کے داہنے کو ہو گئے پھر زور کی ہوا چلی تو میں نے دیکھا۔ میکائیلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ اترے اور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب کو ہو چلے۔ (تفسیر صاوی)

معلوم ہوا کہ فرشتوں کا لڑنا اور جہاد کرنا منجملہ حضور سلطان عالم خواجۂ کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خصوصیات وکرامات کے ہے اور یہ کچھ غزوۂ بدر ہی سے خاص نہیں بلکہ جنگِ احد میں بھی جبرائیلؑ و میکائیلؑ کا حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کر لڑنا (جہاد کرنا) وارد ہوا ہے۔ (صاوی)

اقولُ بلکہ حق یہ ہے کہ ہر زمانہ میں امت محمدیہ کی اشد مہمات و مشکلات میں ملائکہ و ارواح طیبہ اعانت وحمایت اور امداد کیلئے مامور ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ آج تک متعدد مواقع میں اس کا ظہور ہوا ہے۔ سیرۃ النبویہ میں ہے۔ عکاشہ بن محصنؓ کی تلوار معرکۂ بدر میں ٹوٹ گئی۔ حضورؐ نے کسی درخت کی جڑ ان کو پکڑا دی۔ فرمایا:۔"اس سے مارو" وہ ان کے ہاتھ میں دلدار تلوار بن گئی۔ بدر اور دوسرے معرکوں میں وہ اس سے لڑتے رہے۔ اس کا نام عون رکھا گیا۔ خصائص کبریٰ میں ہے سلمہ بن اسلمؓ کی تلوار بدر میں ٹوٹ گئی، نہتے رہ گئے۔ حضورؐ نے کھجور کی ایک ڈالی دے کر فرمایا:۔ اس سے لڑو۔ فوراً وہ ان کے ہاتھ میں عمدہ تلوار بن گئی۔ وہ ہمیشہ

اُسے پاس رکھتے تھے۔ تا آنکہ شہید ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شدید جنگ کے دوران حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام کو جمع کر یکبارگی حملہ کا فرماتے ہوئے میدانِ جنگ سے ایک مٹھی بھر ریت لے کر شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کہہ کر (یعنی ذلیل ہوئے چہرے) لشکرِ کفار کی جانب پھینکی۔ معاً ایک تیز آندھی کا جھونکا کفار کی جانب چلا کہ ہر ایک کا منہ آنکھیں ریت سے بھر گئے۔ دم گھٹنے لگا۔ سانس لینا دشوار ہو گیا مبہوت و پریشان بھاگنے، مرنے اور قید ہونے لگے۔ باطل کو حق کا مقابلہ کرنا تو کیا اب جان بچانا دشوار ہو گیا۔ سب غرور خاک میں مل گیا لشکرِ کفار کے سارے ستون حق کے ایک ہی وار میں منہدم ہو گئے۔ حق کے مقابلے کی طاقت وغرور کے مجسمے اپنی موت مر کر ختم ہو گئے۔ جو باقی تھے وہ دنیا کی نظر میں کم تعداد، بے سر و سامان مگر اللہ رسول ؐ کے نزدیک سراپا دین و ایمان لشکرِ اسلام کے ہاتھوں قید ہو گئے اور باطل کا سارا زور ختم ہو گیا اہلِ اسلام مجاہدین کو وہ بے مثال فتح نصیب ہوئی کہ دنیا کا علم و فہم سر پیٹ کر رہ گیا کہ یہ کیا ہوا اور کیسے ہو گیا جوشِ مسرت میں بعض مجاہدین کی زبان پر آیا کہ میں نے فلاں قتل کیا۔ میں نے فلاں کو مارا۔ میں نے فلاں کو گرفتار کیا۔ تو اپنے حبیب کے غلاموں کی مزید ہدایت و راہنمائی کو اندازِ بیاں کا ادب یوں تعلیم فرمایا گیا (انفال ۹/۱۷) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۤءً حَسَنًا ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اس میں جہاں مجاہدین کو ہر امر میں اللہ پر نظر رکھنے اور ہر خیر و کامیابی کو اسی سے متعلق جاننے اور بیان کرنے کی ہدایت ہے تو ساتھ ہی ان مخلصین غلامانِ مصطفےٰ کی مجاہدانہ کامیابی کو اپنی طرف منسوب فرما کر اُن کے مقدس کارنامہ کی عظمت و قبولیت کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور بندگی کا یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے، جسے معیت الٰہیہ کہتے ہیں یعنی ادب و عشقِ حق اور دین و ایمان سے بھرپور تقویٰ اور ہمت و حوصلہ کے پیکر غلامانِ مصطفےٰ مجاہدینِ اسلام سراپا حق کی قوت و طاقت ہیں۔ گویا وہ امرِ کن کے مظہر اور قضا و قدر کے خود کار ہتھیار ہیں۔ جن کے سامنے باطل اور اُس کی کسی تدبیر و طاقت کو ٹھہرنے کا حق ہی نہیں۔ ؎

مقابل حق کے ہیں باطل کی سب ناکام تدبیریں
بدل سکتی ہیں اہلِ حق کے اڑ جانے پہ تقدیریں

غرض معرکۂ بدر حق و باطل کی پہلی ٹکر ہے جس نے مجاہدین کی جماعت اور کافروں کی فوج کی طاقت کا نتیجہ و انجام دنیا کے سامنے رکھا اور اہلِ اسلام کیلئے اس میں قدرتِ حق کی انمٹ نشانی اور حق کی فتح کی کھلی دلیل ہے (آلِ عمران) قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں آمنے سامنے ہوئے (یعنی لڑے) ایک اللہ کی راہ میں لڑنے والا گروہ اور دوسرا گروہ کفار کا کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں اور اللہ اپنی

مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہے۔ بیشک اسمیں عقلمندوں کیلئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے۔ ب

نہ دیکھا تھا کبھی خورشید نے پہلے یہ نظارہ

اِدھر ایمان صف آرا اُدھر شیطان صف آرا

(حفیظ)

راہ حق میں جہاد والا گروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے آل اصحاب جن کی ساری تعداد ۳۱۳ تھی ستتر مہاجر۔ دو سو چھتیس انصار۔ مہاجرین کے صاحب رایت حضرت علی مرتضیٰؓ تھے۔ انصار کے حضرت سعد بن عبادہؓ۔ اس لشکر میں کل دو گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں۔ دوسری طرف ہزار سے زائد نامی تجربہ کار جنگی پہلوان آہنی ہتھیاروں سے لیس، آنکھوں کے سوا تمام بدن پوشیدہ کئے ہوئے سامان اور کثرت تعداد ہر لحاظ سے بےفکر و مغرور۔ لہذا پہل بھی ان ہی سے ہوئی اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ عشقِ حق کے متوالے مجاہدوں نے نہایت دلیری سے بڑھ کر اللہ کا نام لے کر کفار کے ہاتھوں سے نیزے اور تلواریں چھین کر اُن ہی سے اُنکا کام تمام کرنا شروع کیا۔

سبحان اللہ! غلامانِ مصطفےٰ نے دعا و دعاء مصطفوی کے زیر سایہ اہل باطل کے ہر وار کا منہ توڑ جواب دینے میں فضا کو حیران بنا دیا اور کفر پر وہ کاری ضرب لگائی کہ دنیائے کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔ ان کے مایۂ ناز ستر مار کر فنا کر دیئے گئے۔ جو بچے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ باقی تمام لشکر سارا سامان، ہتھیار اور لاشیں بھی میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

حفیظ نے منظوم یوں بیان کیا ہے:-

ہوئے مقتول اُن ہاتھوں سے جن پر تھے نہ دستانے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی مانے تو کیا مانے

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے ؎ اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی ؎ خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی
محمدؐ کی محبت آنِ ملّت شانِ ملّت ہے ؎ محمدؐ کی محبت روحِ ملّت جانِ ملّت ہے
محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے ؎ یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا ؎ پدر، مادر، برادر مال و جاں، اولاد سے پیارا

یہی جذبہ تھا اُن مردانِ غیر تمند پر طاری
دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگوں ساری (حفیظ)

معرکۂ بدر میں فرشتوں کا ہزاروں کی تعداد میں سروں پر زرد اور سفید عمامے باندھے ابلق گھوڑوں پر سوار اُترنا اور مجاہدینِ اسلام میں مل کر کفار کو مارنا اور اہلِ اسلام کے قدم جمانا اُن کی حمایت کرنا، ان کے پیش پیش رہنا اور خدا رسولؐ کی اس فرمانبرداری اور ملّتِ اسلام کی اس خدمت گزاری کا موقع پانے پر اُن کو فضیلت و بزرگی ملنا اور دوسرے فرشتوں سے اُن کا افضل و ممتاز ہونا سب ثابت ہوا تو یہ کھل گیا کہ جب بھی خدا رسولؐ کے دالدادہ کوئی مقصدِ حق لیکر باطل کے مقابل علم جہاد بلند کریں۔ انہیں اس تائید و حمایتِ خداوندی کی امید بجا طور پر ہے۔ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا۔ "یہ سنت الٰہیہ بدلنے کی نہیں" چنانچہ کشمیر اور پاکستان کے مظلوم مسلمان بھی ایسا ہی ایک صحیح مقصد لیکر اُٹھے ہیں۔ لہٰذا الحمد للّٰہ

جگہ جگہ فرشتوں کی امداد محسوس ہوئی ہے۔ ظالم، جارحیت پسند، عہد شکن، حقوق و قانون کی سمجھ اور رعایت سے جاہل ہندوستان کی جارحیت اور ظلم و ستم کے مقابل اہلِ کشمیر کو ان کا جائز حقِ آزادی دلانے کیلئے پاکستان نے آواز بلند کی تو ہندوستان نے جارحیت کا اقدام کیا اور کشمیر و پاکستان میں مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے اور جنگ کی پہل کی اور اعلانِ جنگ بھی نہ کیا۔ ایسی حالت میں مسلمانانِ عالم کا فرض ہے۔ اس جہاد میں حصہ لیں یا مالی و جانی ایثار کریں اور ہر فرزندِ اسلام کیلئے یہ فکر و عمل کا عظیم الشان موقع ہے۔ ہمارا ایمان ہے اللہ تعالےٰ ہی معبودِ برحق، وحدہٗ لاشریک ہے۔ کوئی اور کسی امر میں اس کا شریک نہیں۔ اس کے بعد کتاب و سنت و آثار اور واقعات کی شہادت کے پیشِ نظر امام ابنِ حجرؒ و امام قاضی عیاضؒ وغیرہ علمائے اسلام و محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ پیغمبری نبوت فی الواقعہ کیسا ہے۔ ھِیَ اِلْاِطّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ" سیدنا آدمؑ سے حضور سید العالمین آخر المبعوثین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک پیغمبری نبوت کا جو دائرہ ہے اس میں نبوت کے معنے و مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک نے جسے بھی نبی پیغمبر بنایا اُسے غیب پر اطلاع دی اور غیب کا علم عطا فرمایا۔ چنانچہ کوئی غیب نہیں جو نبیؐ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ جس غیب پر مسلمانوں کا ایمان ہے وہ نبی پیغمبر ہی کے بتلانے سے معلوم ہوا اور اس پر مسلمان ایمان لائے۔ مثلاً غیب الغیب ذاتِ باری عزجلالہٗ۔ قیامت اور قیامت کے تمام احوال و اہوال۔ جنت۔ دوزخ۔ لوحِ محفوظ۔ کرسی۔ عرش۔ فرشتے۔ پلصراط۔ منکر نکیر۔ ان کے سوال و جواب، جنت کا ثواب۔ دوزخ کا عذاب وغیرھا۔ سب اللہ کے نبیؐ نے ہی بتلائے تو

اہلِ اسلام کو اُن پر ایمان لانے کا موقع ملا۔

چنانچہ پیغمبر نبی رسولؐ کا یہ علم غیب ہی اس کی نبوت و رسالت ہے جو دین ایمان کا موجب و بنیاد ہے۔ از انجملہ قیامت تک ہونے والے حوادث، فتنے اور فساد اور واقعات و شرائط و علامات کے بیان فرمانے میں گویا بال کی کھال اتار کر رکھ دی گئی ہے۔ کتاب الفتن اشراط ساعت، علاماتِ قیامت و احوال آخرت سب اس کی کھلی شہادت و ثبوت ہے۔ لیجئے آج چودھویں صدی کا یہ واقعہ ہے کہ :۔

"کفار ہند نے کشمیر اور پاکستان کے مسلمانوں پر ناحق حملے کر کے جنگ چھیڑ دی اور ناحق مسلمانوں پر ظلم و ستم تو اٹھارہ برس سے کرنا شروع کیا ہوا تھا۔ اس جنگ ہند میں سرکار رسالت سے اہلِ اسلام امتِ محمدیہ کیلئے جو ہدایت و ارشاد ہوا۔ اس کی ترجمانی و تائر ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ سے واضح ہوتا ہے کہ فرمایا :۔ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ الْہِنْدِ۔" ہمیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے جنگ ہندوستان کا وعدہ فرمایا ہے۔" فَاِنْ اَدْرَکْتُھَا اُنْفِقُ فِیْھَا نَفْسِیْ وَمَالِیْ ۔" تو اگر میں نے اسے پایا تو اس میں اپنی جان و مال صرف کر دوں گا۔" وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلَ الشُّھَدَآءِ وَاِنْ رَجَعْتُ فَاَنَا اَبُوْھُرَیْرَۃَ الْمُحَرَّرُ اور میں اگر اس جنگ ہندوستان میں قتل ہو گیا تو افضل شہیدوں سے ہوا اور اگر قتل ہونے سے بچ کر لوٹ آیا تو میں ابوہریرہ آزاد ہوں۔ یعنی حضورؐ کی امت سے جو اس میں شامل ہوں گے۔ ان کے لئے ارشادِ پاک سے یہ حکم ثابت ہے۔ مرے تو شہید افضل زندہ رہے تو عذاب سے

آزاد بخشتا ہوا اور یہ جنگ ہندوستان وہ جہاد خالص کفار کے ساتھ ہے کہ اگر صحابہ کرام سے بھی کوئی ظاہری طور پر موجود ہوتا تو اسے بھی اس میں شریک ہونے کا حکم ہے۔ (نسائی)

دوسری حدیث مرفوع حضرت ثوبان رضؓ حضورؐ کے آزاد کردہ غلام سے نسائی کتاب الجہاد میں ہے ۲ دو گروہ میری امت سے ہیں۔ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ۔ جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے (آزاد فرما دیا ہے) عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ "ایک گروہ وہ ہے کہ ہندوستان کے کفار سے غزا کرے گا اور دوسرا گروہ (جو فتنۂ دجال سے بچ کر) عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ ہوگا" (نسائی)

شہید کو غسل دینے کیلئے فرشتوں کا آنا

۳ھ معرکہ احد پیش آیا جس میں بدر کی شکست فاش کا بدلہ لینے کو باطل نے حق پر دوبارہ چڑھائی کر دی۔ کچھ لغزش کے نتیجہ کے بعد بالآخر اللہ نے اس میں بھی مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔

حضرت حنظلہ رضؓ ابن ابی عامر انصاری نے اعلانِ جہاد سنتے ہی اسلام اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جان نثاری و جذبۂ جہاد سے ہتھیار لئے اور فوراً جہاد میں شامل ہو گئے کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے دریافت کیا تو ان کی بیوی نے بتلایا کہ اُن کو نہانے کی ضرورت تھی مگر جہاد

کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کیئے چلے گئے۔ اسی لیئے ان کو لقب ملا۔ غسیل الملائکہ
وہ جنہیں فرشتوں نے غسل دیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالےٰ کو غازی مجاہد، شہید کس قدر پیارا ہوتا
ہے کہ نوری فرشتوں سے غسل دلایا گیا۔ یوں تو شہید کو غسل کی حاجت نہیں مگر جب ایسی حالت ہو تو
اللہ نے اُس کا کیا عالیشان انتظام فرمایا۔ (ابن ہشام)

اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد غازی محبوبِ خدا کا عاشق جاں نثار ہوتا ہے۔!
حضرت حنظلہؓ کی تازہ شادی ہوئی تھی اس کی پرواہ نہ کی، پھر غسل کی حاجت تھی مگر اس پاک دل
مجاہد اسلام نے سوچا یہ ہوگا کہ غسل بھی فرض ہے۔ مگر ملت بلکہ بانیٔ ملت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر جان نثاری اس سے مقدم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں غسل کرنے میں رہوں اُدھر کوئی صدمہ پہنچے
اس جذبۂ جہاد و جاں نثاری کا حضور الٰہی میں یہ رتبہ ملا کہ عالم اقدس سے نوری فرشتے خدمت
غسل بجالانے کو مامور ہوئے۔ ؎

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جایئے
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

غزوۂ احد کا ایک واقعہ ہے کہ کفار نے جب حضور علیہ السلام کی جانب ہجوم کیا۔ تو ارشاد
ہوا۔ "کون ہے جو ہمارے لیئے اپنی جان دے کر جنت خرید لے"۔ یہ سن کر زیادؓ بن سکن پانچ انصار
کے ساتھ بلند ہمتی اور بے جگری سے لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہوئے۔ پھر اور مجاہدین کا گروہ
آیا اور کفار کو مار بھگایا۔ جب الحکم زیادؓ کو حضورؐ کے قریب کیا گیا جبکہ وہ زخمی تھے اور آپ کے
پائے اقدس پر جاں بحق ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن ؏ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شفا قاضی عیاض میں ہے۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں۔ جنگ احد میں حضورؐ مجھے تیر کی بجائے لکڑیاں پکڑاتے اور فرماتے چلاؤ۔ وہ تیر کا کام کرتی تھیں۔ غزوہ بدر میں معوذ بن عفراء کا بازو کندھے سے کٹ گیا صرف ایک تسمہ باقی رہ گیا۔ اس حال میں بھی کفار سے جہاد کرتے رہے۔ جب زیادہ ایذا ہونے لگی۔ اپنا پاؤں اس پر رکھ کر اسے جدا کر دیا۔ اس کو دوسرے ہاتھ میں لے کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آئے۔ حضورؐ نے اس پر لعاب دہن اقدس لگا کر اپنی جگہ پر لگا دیا وہ فوراً اصلی حالت پر آ گیا۔ (شفاء)

سبحان اللہ۔ یہ رحمۃ للعالمین کی سرجیکل وارڈ ہے۔ کیا تمام جہان میں کہیں حکیم ڈاکٹر بھی ایسا اپریشن اور ملاپ کر سکتے ہیں کہ جنگی جوان کا کٹا ہوا بازو لگاتے ہی اصلی حالت پر آ جائے۔ خون، رگیں، گوشت، ہڈی، چمڑہ، ایک آن میں باہم مل جائیں اور بازو اصلی طور پر جہاد کے قابل ہو جائے۔! ہرگز نہیں یہ شان پیغمبرؐ کے معجزے کی ہی ہے۔

پہلے مجاہدین ملت صحابہ کرام میں

ادب و عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال

قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو حضور والئ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور ملت اسلامیہ کی قوت) کا حال دریافت کرنے کو بھیجا تو واپس جا کر انہوں نے اپنا چشم دید (آنکھوں دیکھا) حال بیان کیا کہ میں جب حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے وضو کے موقع پر صحابہ کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ آپؐ کے بدن مبارک سے پانی جدا ہوتے ہی زمین پر پہنچنے سے قبل ہاتھوں ہاتھ اسے بطور

تبرک لے لیتے ہیں۔ آپ لعاب دہن (تھوک) پھینکنا چاہتے ہیں۔ تو صحابہؓ اسے ہاتھوں پہ لے کر چہرہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ جب کوئی بال آپ کے بدن مبارک سے جدا ہو تو فوراً اسے لے لیتے ہیں اور کمالِ ادب سے رکھتے ہیں۔ ان تبرکات کے حاصل کرنے میں (ان کے ادب و عشقِ رسولؐ کا) یہ عالم ہے کہ ایک دوسرے پر سبقت میں اور اس برکت کے حاصل کرنے میں قریب ہے کہ وہ لڑ پڑیں۔

عروہؓ بن مسعود نے قریش سے بیان کیا کہ اے گروہِ قریش! میں کسریٰ و قیصر (یعنی فارس و روم) کے بادشاہوں کے درباروں میں نجاشی (شاہ حبشہ کے ہاں) گیا مگر کسی قوم کو نہ دیکھا کہ اپنے بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتی ہو جیسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ وہ ایسے نہیں کہ محمد رسول اللہ کو تمہارے حوالے کر دیں۔ (بخاری۔ کنز العمال)

فوائد:۔ وضو کا مستعمل پانی یا تھوک وغیرہ سے صحابہ کرامؓ کا یہ سلوک اور کمالِ ادب و عشق کا معاملہ عام انسانی عقل و فہم سے سمجھنے کی بات نہیں پھر مجمع عام میں روزمرہ کا یہ عاشقانہ جذبہ والہانہ معاملہ ادب و عشق سے بیگانے کو تو حیران بنا دے گا۔ مزید براں صحابہ کرامؓ کہ علم و حکمت و عرفان و ادب و تہذیب کے شاہکار تھے۔ مگر ایسے موقع پر اُن کی یک لخت یہ وارفتگی و شیفتگی و بے خودی، ادب و محبت سے ناواقف کیلئے بے بنیاد کہانیاں تصور ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ ادب و عشق کی نرالی ادائیں اس معلمِ کائنات، آخر المبعوثین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حسیم ہونا جو ذرا سی لغو اور با تکلف، بے مقصد بات پر ٹوک دینے میں اولین و آخرین میں بے مثال و بے نظیر ہیں۔ یہ ناقابلِ انکار روایات سے ثابت اُمور ملاحظہ میں آنے کے باوجود منع نہ فرمایا جس سے قطعاً ثابت ہوا کہ ان باتوں میں اگر کسی طرح کی لغویت، تکلف، عدم افادیت، لایعنیت ہوتی تو حضورؐ متواتر ایسا ہوتے ملاحظہ فرما کر

منع فرما دیا جاتا۔ انکو دیکھنے اور صحابہ کرامؓ کے اسے مسلسل کرتے رہنے سے واضح ہوگیا کہ یہ افعال اہم افادیت اور بامقصد ہونے سے ہرگز خالی نہیں۔ البتہ ان کی اہمیت و افادیت اور ان کا عظیم مقصد سمجھنے کو صحابہ کرامؓ ہی کا دل؛ دماغ اور اس کے حسن و جمال کو دیکھنے کیلئے ان ہی باکمال لوگوں کی فیض یافتہ نگاہیں درکار ہیں۔ تاہم اتنا عرض کر دینا مناسب ہے۔ کہ ادب و عشقِ مصطفےٰ میں اس حدِ کمال تک پہنچے ہوئے لوگوں کا ہی صدقہ ہے کہ آج دنیا میں ہر سیاہ و سفید، بلند و پست، دور نزدیک تک دینِ اسلام کے جھنڈے لہرا رہے ہیں یہی جذبہ تھا اُن بے مثال مجاہدینِ ملّت کے دلوں پر جنہوں نے باطل کو نیچا دکھا دیا۔ ؎ یہی جذبہ تھا اُن مردانِ غیرت مند پر طاری
دکھائی جنکے ہاتھوں حق نے باطل کو نگوں ساری

اور اہلِ علم و عرفان پر پوشیدہ نہیں کہ وضو کے استعمال میں آنے سے اُس پانی کو اور ان فضلات نہیں بلکہ فاضلات شریفہ مقدسہ کو سید العالمین، بہترین خلائق حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مَس و قرب کی برکت و شرافت؛ طہارت نصیب ہوگئی کہ اب اُن کو عظیم مرتبہ ملا۔ کہ جس صاحبِ عقیدت مومن کو میسر آئیں اس کے دین و عرفان کو نُورٌ علیٰ نور بنا دیں لہٰذا ہم اہلِ دین و ایمان کے مقتدا و پیشوا صحابہ کرامؓ نے ان کے حصول کو شرف و سعادت دارین تصور کر کے اس میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی عادت کر لی کہ جمیع خیرات و حسنات میں ارشاد خداوندی ہے " فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ " تمہاری یہ کوشش ہو کہ خیرات میں ایک دوسرے سے آگے رہیں۔" حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے علاقہ رکھنے والی چیزوں کو دوسرے لوگوں کے متعلقات کی طرح تصور کرنا بہترین عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مبارک صحابہ کرام کے اعتقاد و عمل و فہم شریف میں دینی، ایمانی تصور نہیں، نہ کسی اہلِ دین و ایمان سے یہ متصور کہ وہ حضورؐ کے اور غیر کے متعلقات میں برابری کا قائل ہو۔ ؎

اپنے جیسا جانے پاکوں کو شریر ٭ جیسا کوئی ایک جانے شیر و شیر
شیر ہے وہ لوگ ہیں جس کی غذا ٭ شیر تو ہے دودھ لوگوں کی غذا
دو قسم مکھی نے رس چوسا مگر ٭ اُس سے نکلا شہد اور اس سے ضرر
ایک پانی سے ہے نڑ اور نیشکر ٭ کڑوا یہ نرکل وہ میٹھا پُر شکر
یونہی بندے ایک جیسے سب نہیں ٭ نیک و بد یکساں تمہارا رب نہیں
اِس میں روزی پاک سے فضلہ بنا ٭ اُس کا کھانا ہے خزانہ نور کا
پاک صحبت سے نجس بھی پاک ہو ٭ اور کجا جو صاحبِ لولاکؐ ہو
صحبتِ خاصانِ حق کی جستجو ٭ ہے سراپا رازِ اَمرِ وَابْتَغُوْا

ہاں قلم پھر سُوئے تعظیمِ رسولؐ
طول دینے سے نہ ناظر ہوں ملول

اوّل غازیانِ اسلام صحابہ کرامؓ میں تعظیمِ رسولؐ کا عالم

صحابۂ کرام ملت و قوم کے سب سے اول مجاہد و غازی ہیں ہر مجاہد و غازیٔ اسلام کو اپنے ظاہر باطن پر اُن ہی کا مقدس اور مقبول نمونہ پیش کرنا لازم ہے۔ چنانچہ معتمد و مستند طور پر ثابت

ہُوا کہ صحابہ کرام محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حضور بیٹھتے تو سر جھکا کر ایسے ادب
عشق کے مجسمے اور تصویر بن کر کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں یعنی سیرت نبوی سیکھنے میں
سراپا چشم، تن گوش ماسوا فراموش ہے۔ (بخاری وغیرہ)

صحابہ کرام کو یہ یقین بدرجہ اُتم حاصل تھا کہ بارگاہِ مصطفےٰ ہی حضورِ کبریا ہے۔ کہ
خدائے وحدہٗ لاشریک کے نائب اعظم و حبیب مکرم و مظہر اتم حضور ہی تو ہیں صلی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلم انکی تعظیم، اطاعت و محبت عین اس کی ہے اور بس یہی یقین ہے جو اس انگارہ خاکی
میں پیدا ہو جائے تو پھر اس میں ملائکہ کی صفات و کمالات کا ظہور ہونے لگتا ہے بلکہ نوری
اس خاکی کی حمایت و پاسداری کو فخر تصور کرنے لگتے ہیں۔ ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا ؎ تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اصلاح
بنوا رہے تھے اور صحابہ گرد اگرد بیٹھے باری باری ہاتھ پھیلا پھیلا کر بال مبارک حاصل کرتے تھے۔ (مسلم)

مواہب الدنیہ میں بحوالہ بخاری و مسلم لکھا ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم
نے حجتہ الوداع (آخری حج) میں اصلاح بنوائی تو سر مبارک کے بال ایک ایک دو دو لوگوں میں
تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔ زرقانی شرح مواہب الدنیہ میں ہے کہ موئے مبارک کا اس طرح
تقسیم کرنا حاضرین کی کثرت کیوجہ سے ہوا اور اس سے غرض یہ تھی کہ ہمیشہ اُن کے پاس وہ
برکت باقی رہے اور آئندہ کیلئے یادگار ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ مقدس بال جو بہترین امت کے بہترین افراد صحابہ کرام نے اس اہمیت و

رغبت سے حاصل کیے اور حجۃ الوداع کے ختمی عظیم موقع میں حسب الارشاد تقسیم ہوئے۔ کمال اہتمام و
ادب سے رکھے جاتے تھے اور ان سے برکات حاصل کی جاتی تھیں اور آخر ورثہ میں تقسیم ہوتے ہوتے زمانوں
تک چلے آئے۔ یہ سب کچھ سامنے ہونے پر حضورؐ نے جو اُسے روا رکھا تو اگر اس قسم کے امور میں
بدعت، شرک یا ضلالت غفلت کا شائبہ بھی متصور ہوتا تو حضور ہادیٔ عالمؐ بے مثال
محتاط ضرور بالضرور اس سے اصلاً منع فرما دیتے۔ فتوح الشام ۱/۱۷۱ مطبوعہ مصر میں ہے کہ حجۃ الوداع
میں خالدؓ نے فرمایا حضورؐ کی اصلاح بنوانے پر میں نے چند بال لے لئے۔ فرمایا "انہیں کیا کروگے"
میں نے عرض کیا "ان تبرکات کی برکت لوں گا یا رسول اللہ! اور ان سے مدد چاہوں گا"
اتبرک بہا یا رسول اللہ واستعین بہا علی القتال۔ قتال اعدائی
فقال لی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تزال منصوراً ما دامت
معک۔ اور کفار پر جہاد میں ان کی مدد لوں گا تو حضورؐ نے فرمایا ہمیشہ بابرکت
کامیاب ہوگے جب تک تمہارے پاس یہ بال رہے" تو میں نے ان کو ٹوپی کے ماتھے پر رکھ
لیا۔ جس لشکر سے مقابلہ ہوا وہ ہارا حضورؐ کی برکت سے۔!

جب منع فرمانا تو درکنار خود تقسیم کا ارشاد فرمایا تو اہلِ علم و فہم و ایمان سے مخفی نہیں کہ
ان مقدس ترین موئے مبارک کا امت میں ہونا اللہ رسولؐ کے نزدیک کسی عظیم حکمت و برکت سے
خالی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تاریخی واقعات و مشاہدات نے بخوبی اس کی بھرپور تصدیق کی۔

★

اکابر مجاہدینِ اسلام صحابہؓ کی عقیدت میں
تبرکاتِ رسولِ خدا کا مقام اور اسکی برکت

ارشادِ ربانی ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کے تقوٰی سے ہے، چنانچہ تاریخ واقدی وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے کہ

جب شام میں حضرت خالدؓ بن ولید جبلہ بن ایہم کی قوم سے جہاد میں مشغول تھے کہ ایک روز تھوڑی فوج کے ساتھ مقابل ہوئے اور رومیوں کے بڑے افسر کو مار لیا۔ اس وقت جبلہ نے تمام رومی اور عرب متنصرہ کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہؓ کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ رافع بن عمر طائی نے خالدؓ سے کہا "آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آگئی ہے"۔ خالدؓ نے جواب دیا "سچ کہتے ہو، اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی وہ ٹوپی بھول آیا ہوں جس میں پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک ہیں۔

ادھر یہ حالت تھی اُدھر رات ہی کو حضور شاہدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو جو افسرِ فوج تھے، خواب میں جھڑک کر فرمایا "تم اس وقت سوئے پڑے ہو، اٹھو اور فوراً خالدؓ بن ولید کی امداد کو پہنچو، کفار نے ان کو گھیر لیا ہے اگر تم اس وقت جاؤ گے تو وقت پر پہنچ جاؤ گے"۔ ابو عبیدہؓ نے اسی وقت لشکر میں اعلان کر دیا "جلد تیار ہو جاؤ"۔ چنانچہ مع فوج یلغار روانہ ہوئے۔ راستہ میں دیکھا کہ ان کی فوج کے آگے آگے ایک تیز رو سوار گھوڑا دوڑاتا چلا جا رہا ہے کہ کوئی اس کو پہنچ نہیں سکتا۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید کوئی فرشتہ

ہے جو بعد دیکھنے جا رہا ہے۔ مگر احتیاطاً چند تیز سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال دریافت کریں انہوں نے گھوڑے خوب دوڑائے جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا کہ اے جوانمرد! ذرا تو ٹھہر جا۔ یہ سنتے ہی سوار نے گھوڑا تھام لیا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تو خالدؓ بن ولید کی اہلیہ ہیں۔ یوں تیز رفتاری سے جانے کا حال دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اے امیر! رات جب میں نے سنا کہ آپ نے نہایت بیتابی سے لوگوں کو فرمایا کہ خالدؓ بن ولید کو دشمن نے گھیر لیا ہے تو میں نے خیال کیا کہ وہ ناکام کبھی نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک بال ہیں مگر جب ادھر اُدھر دیکھا تو اُن کی ٹوپی پر نظر پڑی۔ جس میں حضور عالم پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مبارک تھے۔ نہایت افسوس سے میں نے وہ ٹوپی لی اور اب چاہتی ہوں کہ کسی طرح جلد اُن تک اس کو پہنچا دوں۔ ابو عبیدہؓ نے فرمایا۔ جلدی سے جاؤ۔ خدا تمہیں برکت دے۔ چنانچہ انہوں نے گھوڑے کو ایڑ کیا اور ہوا کی طرح آگے بڑھیں۔"

رافعؓ بن عمر طائی جو خالدؓ بن ولید کے ساتھ تھے وہ کہتے ہیں کہ اُدھر جب ہماری یہ حالت ہو گئی کہ اپنی زندگی سے نا اُمید ہو گئے تو یک لخت تہلیل و تکبیر (کلمہ طیبہ و اللہ اکبر) کی آواز آئی۔ خالدؓ دیکھ رہے تھے کہ یہ آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ اچانک روم کے سواروں پر نظر پڑی۔ دیکھا کہ بدحواس بھاگے چلے آ رہے ہیں اور ایک شہسوار ان کے پیچھے لگا ہوا آ رہا ہے۔"

خالدؓ گھوڑا دوڑا کر اس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ "اے جوانمرد سوار! تو کون ہے؟" جواب ملا۔ کہ میں آپ کی بی بی اُمِ تمیم ہوں اور آپ کی مبارک ٹوپی لائی ہوں جس سے دشمن پر فتح پایا کرتے ہو۔ آپ نے اسی وجہ سے اس کو بھولا تھا کہ یہ مصیبت آنے والی تھی

وہ ٹوپی ان کی اہلیہ ام تمیمؓ نے ان کو پیش کی اس سے برق خاطف (آنکھوں کو چندھیا دینے والی بجلی) کی طرح نور ظاہر ہوا۔ راوی حدیث قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ خالدؓ نے جب ٹوپی پہن کر کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر اسلام کی فتح ہو گئی۔ (مقاصد الاسلام ۹/۲۷۳) اس روایت سے تمام اشکال حل ہوتے ہیں۔ مجاہدین اسلام کیلئے لوحِ دل پر لکھ رکھنے کی چیز ہے۔!

مِلّت اسلامیہ کے صدرِ اول کے مجاہدین کے دل و دماغ پر خود معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم سے نقش شدہ طرز ادا کو دین و مِلّت سے رابطہ محبت رکھنے والوں کو نہ بھولنا چاہیئے کہ دو جہاں کی کامیابی کی کنجی تو یہی ہے اور اپنا وہ سیلِ رواں جس کے آگے دنیا جہان کی کوئی طاقت ٹھہر نہ سکی اس کا انداز تو یہی ہے سو اگر وادی کشمیر ہو یا صحرائے ہند یا بلادِ مشرق و مغرب ؎

جس سمت کو چاہے صفتِ سیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے وہ صحرا بھی ہمارا (اقبال)

معرکۂ احزاب

یعنی مجاہدین میں فتنہ کالم (منافقین) کے فتنے اور انقلاب کے زمانے میں جہاد اور اہلِ حق کی غیبی امداد اور فتح

خداوندِ عالم وحدہٗ لاشریک نے دین ایمان والے اہلِ حق لوگوں کو دین ایمان سے محروم اہلِ باطل سے ہمیشہ مقابل رہنے کیلئے جہاد کے فریضہ کو مِلّت اسلام کی ایک عظیم

طاعت بنایا ہے اور اہلِ عالم کیلئے فریضہ جہاد، باطل کی سرکوبی کیلئے عالمگیر رحمت ہے۔ پروردگارِ عالم کو یہ رحمت اپنی مخلوق میں کس قدر پسند ہے کہ اس بالیقی دنیا کے ہر انقلاب میں جہاد اسلام سے ہی باطل و ظلم و ضلالت کی سرکوبی کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس پُر آشوب فتنوں سے بھرپور دنیا کے ہر فتنہ و فساد کے سیلاب کی روک تھام جہاد ہی سے ہو سکتی ہے اور ابلیس لعین کی ہر قوت، ہر طاقت، ہر وسوسہ، ہر فریب کو جہاد اور صرف جہاد ہی سے کچلا جا سکتا ہے۔

حضرت آدمؑ سے شیطان معلم الملکوت کو جو شکست فاش ہوئی۔ بنی آدم سے شیطان اور اس کے قبیلہ کی دشمنی ٹھہر چکی ہے۔ انسانیت میں ہر فساد و فتنہ کی بنیاد دراصل وہی ہے۔ چنانچہ ۴ یا ۵ھ میں غزوۂ احزاب ہوا۔ جسے خندق بھی کہتے ہیں فتنہ پسند فساد انگیز یہود بنی نضیر کو بحکم الٰہی مدینہ طیبہ سے بدر کیا گیا۔ تو انہوں نے کفارِ مکہ سے گٹھ جوڑ کر کے اہلِ اسلام کے خلاف یورش کا اہتمام کیا۔ یزید کے دادا ابوسفیان بن حرب نے جو اس وقت دشمنانِ اسلام کے سردار تھے یہود سے کہا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے وہ دنیا میں ہمیں سب سے پیارا ہے۔

کفار قریش نے یہود سے دریافت کیا کہ تم پہلی کتاب والے ہو۔ بتاؤ کہ ہم حق پر ہیں۔ یا محمد؟ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہود نے کہا کہ تم ہی حق پر ہو۔ وہ اس پر خوش ہو کر ۱۲ ہزار کی تعداد میں اسلام دشمنی کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دیگر قبائل عرب نے بھی یہود اور شیطان کے سارے قبیلہ داروں سے مل کر چوبیس ہزار کی تعداد میں۔ فتح الباری کی تصریح کے مطابق مدینہ طیبہ پر چڑھ آئے

مدینہ منورہ میں جو ساری تعداد پیر و جوان تھی۔ وہ تین ہزار سے آگے تک نہ تھی اور ان میں بھی کفار کا ففتھ کالم یعنی منافق تو گھروں میں ہی بیٹھے رہے اور کچھ اہلِ اسلام کو مدینہ منورہ کی دوسری سمت حضورؐ نے تعینات فرما دیا۔ جدھر خندق نہ تھی بمشورہ سلمان فارسیؓ یہ خندق کھودا گیا۔ احزاب کے مقابل والی سمت میں جس میں خود بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کام میں بذاتِ خود حصہ لیا۔

جب چوبیس ۲۴ ہزار کی تعداد نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کیا تو اُس وقت کل تعداد صحابہ جو کہ ہمراہ ان احزاب کا مقابلہ کرنے میں تھی وہ ساری ایک ہزار سے زائد نہ تھی۔ یعنی ایک ہزار مجاہدوں کا چوبیس ۲۴ ہزار جنگی جوانان کفار سے مقابلہ ہوا۔

ہر دو روایات کی رُو سے پندرہ یا چوبیس ۲۴ روز تک چوبیس ۲۴ ہزار مسلح احزاب نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ کفار کے جاسوس منافقین نے مسلمانوں کی دینی ایمانی قوت کو کمزور بنانے کو اللہ رسولؐ کی بے ادبی، گستاخی کے شوشے چھوڑنے شروع کر دیئے تاکہ مسلمان بھی اس دین ایمان کو تباہ کر دینے والے جرم کا ارتکاب کر کے دین و ایمان اور روحانی طاقت سے محروم ہو جائیں۔ تو کفار کی مادی اور ظاہری کثرت و طاقت سے انہیں کچل کر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ سورۃ احزاب میں اس حق و باطل کے معرکۂ جنگِ احزاب یا غزوۂ خندق کا ذکر ہے جو شوال ۵ھ میں ہوا۔ منافقین کا وہ دین سوز ایمان کش مقولہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (احزاب ۲۱/۱۸) اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

اور جب (کفار کا فتنہ کا لم) منافق گروہ بولا اور جن کے دل میں مرض تھا (کہ ہمیں اللہ
اور اللہ کے رسولؐ نے وعدہ نہ دیا تھا مگر نرا فریب کا (معاذ اللہ) یعنی وہ جو بعطاء الٰہی اللہ
کے خلیفۂ اعظم، تتمۂ دورِ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فارس و روم و دیگر بلادِ شرق و
غرب کی فتح کی غیب بیانی فرما کر خبر دی اور وعدہ فرمایا۔ وہ تو ایک دھوکہ ہے۔ مطلب یہ کہ مدینہ
طیبہ کفار کے نرغے میں گھر ا ہے کوئی حاجت سوائی کو باہر جا نہیں سکتا۔ اس حالت کو اتنے روز
ہو چکے تو فتح کس کی، اب جان بچنا مشکل ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ ایمان کمزور ہو، ہراس پھیلے۔
پروردگارِ عالم نے اس مقولہ کو لقیۃ الکفار منافقوں کا قول فرما کر یہ ہدایت دی کہ اللہ رسولؐ
کی بےادبی و گستاخی کے بول بولنا دل کے روگی منافقوں کا کام ہے۔ مومن مسلمان کسی حال
میں بھی اللہ رسولؐ کی بےادبی کا قول و کلام ہرگز اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا تو دین ہی
ادب ہے۔ جب بیمار دل گروہِ منافقین نے یہ اللہ رسولؐ کی بےادبی کا ناپاک ارتکاب کیا۔ تو
مجاہدینِ اسلام کی بشریت اس سے متاثر ہو کر بہت پریشانی میں مبتلا ہوئی اور ذہن و عقل
متحیر ہوئے۔ ادھر چوبیس ۲۴ ہزار لشکر کفار نے پہلے ایک سال بھر کیلئے راشن، اسلحہ وغیرہ مہیا کر رکھا
تھا اور اب دو سال کا کر لیا۔ یہ معلوم کر کے منافقین کی موجودگی اور ریشہ دوانی کا یہ اثر
ہوا کہ عقل و ذہنِ انسانی کفار کی اس کثرت اور سامانِ حرب وغیرہ کے مقابل اپنی ایک اور
چوبیس ۲۴ کی نسبت دیکھ کر سوچنے لگا کہ عالمِ اسباب میں تو اب ہمارا بچنا ہی ناممکن ہے فتح کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس اثنا میں کسی نے حضورؐ سے کفار کے دو سالہ سامان کے بندوبست
کا ذکر کر دیا۔ تو ارشاد ہوا: "موجبِ تردد نہیں یہ تمہارے ہی کام آئے گا۔" یہ سن کر انسانیت و

بشریت تو دنگ رہ گئی مگر دین و ایمان سے بھرپور دل و دماغ نے اٰمنّا و صدّقنا کہہ دیا۔ اسی معرکہ میں سیدنا علیؓ کا عمرو بن عبد ودّ ہزار جوان پہلوان پر بھاری کو قتل فرمانا بھی ہے جسے تتمۂ دورِ رسالتؐ نے فرمایا کہ یہ مبارزہ میری امت کے تاقیامت اعمال سے افضل ہے۔"

ہوا ارشاد سرکارِ رسالتؐ سے از الجملہ ؎
تمام اعمالِ امت بھر سے افضل ہے یہی حملہ

جس پر غلبۂ اسلام و فتح حق کا علم بلند ہوا۔ علیؓ اور حضورؐ و صحابہؓ نے نعرے لگائے۔!

خفیہ امداد

جب دنیا جہاں کے اسباب و سامان کے آسرے ختم ہو گئے تو خدائے وحدہٗ لاشریک کے بے نظیر مظہرِ اتم و نائبِ اعظم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس مایوسی کے عالم میں مجاہدین اسلام کی فتح و نصرت کیلئے لاشریک خدا کے محبوب کے چہیتے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تو اللہ کے ان لشکروں میں سے جن کی بابت ارشادِ ربانی ہے:۔

(مدثر ۲۹/۱۵) وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ط "اور اے حبیب! ترے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" اللہ کے خفیہ امدادی بڑے حرکت میں آ گئے۔

(احزاب ۲۱/۱۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آگئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے (امید و یاس کے) وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔"

مدارج النبوۃ ۲/۱۷۰ میں ہے کہ امام ابنِ مردویہ نے اپنی تفسیر میں ابنِ عباس رض سے نقل کیا ہے کہ فتحِ احزاب کی رات بادِ صبا نے بادِ شمال سے کہا چلو مالک الملک کے نائب و حبیب مالکِ کوثر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گاری کا فریضہ بجا لائیں، بادِ شمال نے کہا۔ اِنَّ الْحُرَّةَ لَا تَسِيْرُ بِاللَّيْلِ اصیل۔ "عورتیں رات کے وقت سیر سفر نہیں کیا کرتیں۔" فَاعْقَمَهَا اللّٰهُ اس نافرمان کو اللہ نے سزا دی کہ وہ بانجھ ہو گئی۔ یعنی کبھی بارش اس سے نہیں ہوتی۔ پھر بادِ صبا نے آکر جو بیس ہزار لشکر کفار میں وہ تباہی مچائی کہ سیر تواریخ میں ہے کہ کفار کا اونٹ اُڑا کر بارہ بارہ کوس پر جا پڑتا۔ مگر باد آتی کہ خندق کے اُس پار تو یہ تاخت و تاراج اور دار و گیر کا عالم۔ مگر خندق کے اس طرف تیل کے چراغ صبح تک جلتے رہے۔ تیزی اور ٹھنڈک میں اس نے اپنا نیا ریکارڈ قائم کر دیا۔ اندھیری رات میں اس ہوا نے اُن کے خیمے گرا دیئے۔ طنابیں توڑ دیں، کھمبے اکھاڑ ڈالے، ہانڈیاں اُلٹ دیں، آدمی اُٹھا اُٹھا کر زمین پر مار دیئے جانے لگے اور اللہ نے فرشتے بھیجے جنہوں نے کفار کو

لرزا دیا۔ ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔

حذیفہؓ بن یمان کو خبر لینے کیلئے حضورؐ نے بھیجا۔ وقت نہایت سرد تھا۔ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے۔ حضورؐ نے بوقت روانگی ان کے چہرے پر اور بدن پر دستِ مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی نے کوئی اثر نہ کیا۔ یہ ایسے لشکرِ کفار میں پہنچ گئے۔ گویا حمام میں تھے۔ دیکھا کہ ہوانے گویا کفار پر قیامت لا رکھی ہے۔ پتھر اڑ اڑ کر لوگوں کو لگ رہے تھے۔ آنکھوں میں گرد و غبار پڑ رہی تھی۔ انتہائی پریشانی کا عالم تھا۔ لشکرِ کفار کا سردار ابو سفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھا اور اس نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص پاس والے کو دیکھے۔ یہ اعلان ہونے پر ہر شخص نے پاس والے کو ٹٹولنا شروع کیا۔ حذیفہؓ نے دانائی سے اپنے داہنے والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔ "تو کون ہے؟" اس نے کہا فلاں بن فلاں ہوں۔" اس کے بعد ابو سفیان نے کہا۔ "اے گروہِ قریش! تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے۔ بنی قریضہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔ ہوانے جو ہمارا برا حال کر دیا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ بس اب یہاں سے کوچ کرو میں کوچ کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور لشکروں میں "الرحیل الرحیل" یعنی کوچ، کوچ کا شور مچ گیا۔!

ہوا ہر چیز کو الٹ پلٹ کر پھینک رہی تھی۔ چنانچہ تمام لشکرِ کفار خدا کے اس خفیہ امدادی بیڑے نے اس طرح بھگا دیئے کہ تمام مال، اسباب، راشن اور اسلحہ بھی چھوڑ گئے جو مجاہدینِ اسلام کے کام آیا۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد صحیح ثابت ہوا۔

(احزاب ۲۱/۱۹) وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ط وَ کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ط وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۝

اور اللہ نے کافروں کو اُن کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔" ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا :۔ "نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُھْلِکَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ ۝ میری مدد کی گئی بادِ صبا سے اور عاد کی قوم ہلاک کی گئی دبور سے۔"

حضورؐ کے تین وار اور دُنیا کی فتح

سلمان رضؓ فارسی کہتے ہیں کہ خندق کھودتے ہوئے میرے سامنے ایک عظیم الشان پتھر آگیا میں نے اُس کے اُکھاڑنے میں پورا زور لگایا مگر وہ مجھ سے ہلایا بھی نہ جاسکا حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس شدت اور ناچاری کو دیکھ کر کدال مجھ سے لیا اور تین وار کئے ہر بار چمک نکلتی رہی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا۔ تم نے بھی دیکھی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ بے شک۔ فرمایا پہلی چمک جو ظاہر ہوئی، خداوند تعالےٰ نے مجھ پر یمن فتح فرمایا۔ دوسری بار ملک شام اور مغرب۔ تیسری بار مشرق کو فتح فرمایا (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۴) جب یہ ممالک حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہؓ مجاہدین سے کہا کرتے تھے۔ جہاں تک تمہارا جی چاہے۔ ممالک کو فتح کرو قسم اس خدا کی جس کے قبضہ میں

ابوہریرہ کی جان ہے جس قدر ملک تم قیامت تک فتح کرو گے اُن سب کی کنجیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دی ہیں" امام الادب جمال الدین محمد بن نباتہ مصری کیا خوب فرماتے ہیں (مجموعہ نبہانیہ ۱/۱۲۹ ص)

بمبعثہ علی العادین نار ٭ وللہادین نور یستضاء
ویکتب بالنصال عداۃ روع ٭ سطورا ما لاخر فیہا ہجاء
فیالک من اخی صول و نسک ٭ تقر لہ العدا و الاولیاء
سہام دعائہ و سہام رأی ٭ لہا فی کل معرکۃ ضیاء
دری زحف الجیش ما فعلت ظباہ ٭ وما یدریہ ما فعل الدعاء
علیک من الصلاۃ بکل وقت ٭ صلوۃ فی الجنان لہا اداء
وامداح بالسنۃ الوری فی ٭ مطالعہا ارتقاء و انتقاء

اذا ختمت تعاد فکل تال
لہ وقف علیہا و ابتداء

اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھا ہے کہ جنگ یرموک میں وہ متبرک ٹوپی حضرت خالدؓ کے سر پر نہ تھی۔ جب تک نہ ملی حضرت خالدؓ بہت پریشان رہے۔ جب مل گئی تب اطمینان ہوا اور اس وقت آپ نے فرمایا کہ کل فتوحات کا مدار ان ہی مقدس بالوں پر ہے۔

شمس التواریخ میں ہے کہ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ میرے سارے فتوحات کا باعث یہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔

تاریخ واقدی میں لکھا ہے کہ جنگِ یرموک میں ایک روز خالدؓ بن ولید اپنی شجاعت بیان کرتے (رجز پڑھتے) ہوئے لشکرِ کفار کی طرف بڑھے اُدھر سے ایک پہلوان نکلا۔ جس کا نام نسطور تھا اور دونوں کا دیر تک مقابلہ رہا۔ اس اثناء میں خالدؓ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور خالدؓ اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر گر گئی۔ نسطور موقع پا کر آپ کی پیٹھ پر آ گیا۔ اس حالت میں خالدؓ نے پکار کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "میری ٹوپی مجھے دو خدا تم پر رحم کرے" ایک شخص آپ کا ہم قوم بنی مخزوم سے تھا اُس نے دوڑ کر ٹوپی دے دی۔ تو آپ نے وہ پہن کر باندھ لی اور نسطور پر حملہ کر کے اُسے فنا کر دیا۔

لوگوں نے اس واقعہ کے بعد پوچھا۔ کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ کہ زبردست دشمن پیٹھ پر آ پہنچا اور کوئی فرق نہ رہ گیا۔ ایسے وقت آپ اپنی ٹوپی کی فکر میں تھے جو شاید دو چار آنے کی ہوگی آپ نے جواب دیا۔ وہ معمولی ٹوپی نہیں تھی۔ اس میں سرورِ کائنات والئ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔"

اہلِ اسلام غور کریں کہ ملتِ اسلامیہ کے اولین مجاہدین کے دل و دماغ پر ادب و عشقِ رسولؐ کا کس قدر تسلط تھا۔ یہ وہ تاریخ اسلام کے بے مثال جرنیل ہیں۔ جن کو خدا اور رسولؐ کے حضور میں سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک خاص تلوار کہا گیا۔ وہ آخر دم تک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیسے وفادار اور جاں نثار رہے۔ آج پھر ہر مجاہد اسلام کو خالدؓ و کرارؓ کا وہی جذبۂ ادب و عشقِ رسولؐ کا اپنے ظاہر و باطن پر مسلط کرنا چاہیئے۔ اللہ چاہے ویسے ہی برکات و فتوحات نصیب ہوں گے۔ پوری قوم نیک اعتقاد و عمل پر متحد ہو جائے۔

شہیدوں کی ملاقات

امام ابن جوزی عیون الحکایات میں اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ ملک شام میں تین بھائی راہِ خدا میں جہاد کرتے تھے۔ رومی ایک دفعہ انہیں گرفتار کر کے لے گئے۔ شاہِ روم نے اُن کو کہا۔ تم دینِ اسلام ترک کر کے عیسائی مذہب اختیار کر لو۔ بہت مال و دولت پاؤ گے بلکہ اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی بھی کر دوں گا۔ ورنہ اُبلتے تیل میں ڈال کر ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ اُن پاک دل مخلص مجاہدوں نے صاف جواب دیا کہ دینِ اسلام چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول کر کے مرتد ہونا ہمیں ہرگز منظور نہیں، چاہے ہمیں کیسے ہی دُکھ اُٹھانا پڑیں"۔ روزانہ اُبلتے تیل کے سامنے لاکر انہیں ہلاک کر دینے سے ڈرایا جاتا۔ انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی۔ "الٰہی بطفیل اپنے آخری سچے، پیارے رسول کے ہمیں دینِ اسلام پر قائم رہنا نصیب فرما"۔ ان کی دعا اللہ تعالےٰ نے قبول فرما کر ان کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔! انہیں ہزاروں قسم کی دھمکیاں دی گئیں، نہایت پریشان کیا گیا، مگر وہ اللہ کے مقبول بندے دینِ اسلام سے نہ پھرے۔ آخر دو بڑے بھائیوں کو اُبلتے تیل میں ڈال کر شہید کر دیا گیا۔ وہ کمالِ بلند ہمتی و عظیم حوصلہ سے شہید ہو گئے۔ پھر تیسرے کی باری آئی۔ اُسے بھی ڈرایا گیا۔ مگر اُس نے بھی صاف کہہ دیا کہ چاہے دنیا جہان کے عذاب دو، مگر دینِ اسلام بدلنا مسلمان کا کام نہیں۔ آخر رومی بادشاہ نے ایک دن اُسے بھی اُبلتے تیل میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب ڈالنے لگے تو ایک رومی نے کہا۔ بادشاہ کی اجازت ہو۔ تو میں اسے اس کے دین سے پھیرنے کیلئے ایک

حیلہ کروں گا۔ بادشاہ نے پوچھا:۔وہ کیسے ؟۔ اُس نے کہا میری ایسی خوبصورت لڑکی ہے جس کی مثل ولایت روم میں نہیں، اُسے بنا سجا کر اُس کے پاس بھیج دوں گا۔ تاکہ اُسے اپنے مکروفریب سے بہکا کر مرتد بنا لے۔ بادشاہ نے چند ماہ کی مہلت دے دی۔

وہ اس مجاہد اسلام کو ہمراہ اپنے گھر لے گیا اور روزانہ اپنی حسین و جمیل بیٹی کو اُسکے پاس ایک مکان میں بھیج دیتا۔ وہ مرد مجاہد نماز کی نیت باندھ کر حضور الٰہی میں حاضر رہتا۔ اللہ تعالےٰ اس لڑکی پر نیند مسلط کر دیتے۔ دو ماہ بعد ایک دن وہ عورت اس مجاہد مسلمان سے کہنے لگی۔ اے اللہ کے بندے، اتنا عرصہ میں نے تیرے بہکانے میں ہر طرح زور لگایا، مگر تو نے ایک نظر بھی مجھ پر نہ کی، اے شکاری خود شکار ہو گیا۔ مجھے مسلمان کرلے کیونکہ عیسائی مذہب سراسر باطل ہے، دینِ اسلام حق ہے"۔ اس نے اُسے کلمہ طیبہ پڑھایا، مسلمان ہو کر اُس بی بی نے کہا میرے ذاتی دو گھوڑے ہیں۔ ان پر سوار ہو کر اپنے دین و ایمان کو بچانے کیلئے ہجرت کرنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ دن کو جنگل میں روپوش رہ کر رات کو سفر کر کے شام میں جانے کیلئے کئی روز تک سفر کرتے رہے۔ ایک رات وہ حسب معمول سفر کر رہے تھے۔ کہ گھوڑوں کی آواز سنائی دی، دیکھا تو وہ شہید ہونے والے دونوں بھائی مع اپنے خدمتگاروں اور رفیقوں کے سبز لباس پہنے آ رہے ہیں۔ ملاقات کے بعد پوچھا آپ تو شہید ہو گئے تھے۔ بتاؤ آپ کے ساتھ کیا ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ اُبلتے تیل میں پڑتے ہی ہم فوراً بہشت میں پہنچ گئے۔ کانٹے کی خراش برابر تکلیف نہ پائی۔ اور آج جنت سے تم دونوں کے عقدِ نکاح کی محفل میں شمولیت کیلئے اجازت پا کر آئے ہیں۔ چنانچہ شام میں پہنچ کر ان کا عقدِ نکاح ہوا۔ اور یہ کرامت ان کی وہاں خوب مشہور و معروف ہوئی۔

مجاہدینِ اسلام کی قلت کفار کی کثرت پر غالب رہتی ہے

ناسخ التواریخ میں جنگِ یرموک کے احوال میں لکھا ہے کہ چار لاکھ اور واقدی نے ۱۲ لاکھ فوج کفار بتائی۔ اسلامی فوج بہت ہی کم تھی۔ بارہا ہزیمت کی صورت بن کر پھر مجاہدین سنبھل کر لڑتے رہے۔ آخر خالدؓ بن ولید نے چھ ہزار سوار لے کر بارہ لاکھ فوجِ کفار کے قلب پر حملہ کر دیا۔ اس وقت ان کی زبان پر یَا مُحَمَّدُ یَا مَنْصُوْر اُمَّتَكَ اُمَّتَكَ ورد تھا۔ یعنی اے سراپا تعریف والی ذات پسندیدۂ خالق و مخلوق اے امداد والے امت کی خبر لیجیے۔ اس حالت میں اللہ تعالےٰ ان کو فتح دیتا رہا۔

تاریخ واقدی میں ہے۔ مجاہدینِ اسلام بہنسا کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ایک رات بادشاہ نے ایسے وقت شبخون مارا کہ حملہ کا کوئی امکان وخیال بھی نہ تھا۔ مجاہد تھکے ماندے آرام لے رہے تھے۔ یک لخت کفار کی فوج کا گویا سیلاب ہی آگیا۔ صحابہ کا بیان ہے۔ کہ وہ رات انتہائی پُر آشوب مصیبت والی تھی۔ کچھ پتہ ہی نہ چلتا تھا۔ اس ہول میں سب کی زبان پر ذکرِ حق اور یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ کا ورد تھا۔ "اے محمد محمودِ خالق و خلق، اے سراپا حمد، اے اللہ کی مجسمہ امداد، آ۔"

واقدی نے ایک ایسا ہی دوسرا واقعہ لکھا ہے کہ ایک رات بطلیموس نے دس ہزار سوار لے کر قلعہ سے باہر آکر مجاہدینِ اسلام پر حملہ کر دیا۔ کالی کٹ ہیبت ناک رات تھی۔ کچھ سوجھ بوجھ ہی نہ رہی۔ خالدؓ بن ولید، سیف اللہ کی زبان پر اس وقت بھی یہ ورد تھا

وَاغَوْثَاہُ وَامُحَمَّدَاہُ وَاِسْلَامَاہُ کَیْدَ قَوْمِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ

اے میرے غوث! اے سراپا حمد! اے سچے دینِ اسلام! میری قوم سے مکروفریب ہوا ہے قسم ہے رب کعبہ کی، یعنی مدد فرمائیے، فریادرسی کیجئے۔ (یہ ہیں وہ اہلِ حق کہ فتح ہر میدان ان کی ہی رہی آج بھی مسلمان کے عقیدہ وعمل میں وہی پیشوا ہوں تو نتیجہ وہی ہوگا۔!

ناسخ التواریخ اور واقدی میں ہے کہ مرج القبائل میں ابو عبیدہؓ نے میسرہ بن مسروق کو چار ہزار سپاہیوں کا سردار بنا کر دروب کی طرف روانہ کیا۔ ہرقل نے یہ معلوم کر کے مقابلہ میں تیس ہزار کا لشکرِ جرار روانہ کر دیا۔ جب یہ لشکر قریب پہنچا۔ تو میسرہ کچھ متفکر ہوئے۔ عبداللہؓ بن حذافہ نے فکر کا سبب پوچھا۔ کہا۔ مجھے جان کی فکر تو نہیں مسلمان مجاہدوں کی قلت کا فکر ہے تیس ہزار سے چار ہزار کا مقابلہ ہے۔ عبداللہؓ نے کہا۔ اے امیر! فکر سے ہمیں کیا کام۔؟ ہم لوگ تو شمعِ رسالت کے پروانے ہیں۔ ڈرنا ہماری شان ہی نہیں، اللہ رسولؐ کی خوشنودی کیلئے جہاد کرنا ہمارا کام ہے اور بس۔" اسی گفتگو میں تھے کہ لشکرِ کفار پہنچ گیا۔ اس میں سے ایک "مہیب زبان" دراز شخص نے بڑھ کر یوں خطاب کیا" اے عرب والو! تم جو ہمارے پیچھے پڑ گئے ہو معلوم ہوتا ہے تم کو موت یہاں لائی ہے بہتر ہے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، ہم تم کو ہرقل کے سپرد کر دیں ورنہ تم سے ایک نہ بچے گا۔"

یہ سنتے ہی ابو الہول دامسؓ نے بڑھ کر اُسے تو ایک ہی حملہ میں فنا کر ڈالا پھر گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہر مجاہدِ اسلام کی زبان پر تھا۔" یا محمدؐ، یا محمدؐ اَنْصُرْ یا رسول اللہ

مدد فرمائیے، یہ کہتے ہوتے وہ اللہ والے جس طرف رُخ کرتے، کشتوں کے پشتے لگتے چلے جاتے دیکھتے دیکھتے چار ہزار کی قلیل فوجِ اسلامی نے تیس ہزار فوجِ کفار کو وہ مار دی کہ کثرت، قلت کا شکار ہوگئی اور عقلِ انسانی محوئے حیرت ہو کر رہ گئی۔ یہ فیصلہ نہ ہو سکتا تھا۔ کہ یہ انسان ہیں یا کوئی فرشتے ہیں۔ وحدہٗ لاشریک کے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کمالِ ادب و عشق ہی ان حیرت انگیز فتوحات کی جان ہے۔

واقدی نے جنگِ مرج القبائل میں لکھا ہے کہ تیس ہزار رومیوں کے مقابلے میں ابوالہول ؓ اور ان کے ہمراہی مجاہدوں نے جس جوانمردی کا مظاہرہ کیا اس سے رومی جنگی سورماؤں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بدحواس ہو کر خلافِ قاعدہ ولاایمنی طور پر دس ہزار کی تعداد میں ابوالہول ؓ اور ان کے تھوڑے سے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان پر گھیرا ڈال لیا، مگر اس حالت میں بھی ابوالہول اور ان کے ساتھی اس اولوالعزمی و عالی ہمتی سے کفار سے جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ نہایت پھرتی سے انہوں نے دس ہزار میں سے نو ہزار کو اپنے گرداگرد مکڑی کی طرح مار گرایا، اس حالت میں اُن جانبازوں کی زبان پر تھا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْصُرْ اپنے غلام مجاہدینِ اسلام کی امداد فرمائیے۔ جب دونوں لشکر علیحدہ ہوئے تو دیکھا کہ ابوالہول نظر نہ آئے۔ ان کی تلاش تھی کہ رومیوں نے پھر چوری سے حملہ کر کے ایک ایک مسلمان پر دس دس پچاس پچاس نے حملہ کر دیا اور ان کو شہید کر ڈالا۔ جو بچے۔ ان کو قیدی بنا کر لے گئے۔ اس حادثہ میں ابوالہول کا کچھ پتہ نہ چلا۔

اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ (بعد ازاں) معرکہ کارزار گرم تھا کہ لشکرِ کفار

میں شور مچا ہوا معلوم ہوا کہ کچھ لوگ اُن سے پیچھے سے لڑتے آ رہے ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ فرشتوں کی آواز ہوگی۔ مگر قریب آنے پر معلوم ہوا کہ ابوالہول رضؓ اور ان کے ہمراہیوں کی آواز ہے۔ چنانچہ وہ کلمہ طیبہ اور اللہ رسولؐ کے ذکر کے جوش میں کفار کو تہہ تیغ کرتے، ان کو چیرتے پھاڑتے لشکرِ اسلام میں آ پہنچے۔

جب لڑائی موقوف ہوئی تو میسرہ رضؓ امیر لشکر نے اُن سے حال دریافت کیا۔ ابوالہول رضؓ نے بتایا کہ کفار نے مجھ پر حملہ کیا۔ میرے گھوڑے کو قتل کر ڈالا میں اس پر سے گر پڑا اور انہوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو زنجیروں میں باندھ کر قیدی بنا لیا اور جہاں چاہا لے گئے۔ رات کو میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دیکھا فرماتے ہیں:-

"دامس! مت ڈرو، خدا کے پاس میرا بہت بڑا مرتبہ ہے۔" یہ فرما کر میرے اور میرے ساتھیوں کی زنجیروں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ تو وہ فوراً کھل کر گر گئیں پھر نصرت اور فتح کی خوشخبری دے کر فرمایا: "میں تمہارا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہوں۔" اور فرمایا: "میسرہ کو ہمارا اسلام پہنچا کر کہنا، خدا تمہیں جزائے خیر دے۔"

یہ فرما کر حضورؐ غائب ہو گئے۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ زنجیریں کھل کر گر گئی ہیں اور پہرے والے تھک کر خوابِ غفلت میں سوئے پڑے ہیں۔ ہم نے اُن ہی کی تلواریں لے کر اُن کو قتل کیا اور خود اُن سے یوں نجات پا کر آپ لوگوں کی امداد کو آ پہنچے ہیں یہ سب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی برکت ہے۔ جو ہمیں خونخوار دشمن ظالم سے یوں نجات ملی۔ (سبحان اللہ) (صحیفہ تحقیقات)

واقدیؒ نے فتحِ دمشق کے متعلق لکھا ہے کہ مجاہدینِ اسلام کو گوناگوں سختیاں برداشت کرنا پڑیں۔ جب وہ ہر شدت اور سختی میں صابر و ثابت قدم ثابت ہوئے۔ تو باوجود ظاہری فتح کا کوئی سبب نہ ہونے کے ابوعبیدہؓ کے خواب میں آکر حضورِ والی دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

"آج رات کو انشاءاللہ تعالیٰ فتح ہو جائے گی۔" یہ فرما کر جانے کا قصد فرمایا۔ ابوعبیدہؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا:۔ "یارسول اللہ بہت جلد تشریف لے چلے ہیں؟" فرمایا:۔ "ابوبکرؓ کے جنازے پر مجھے جانا ہے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی رات فتح ہو گئی۔ اور دریافت سے ثابت ہوا کہ اسی شب حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تھا۔ (صحیفۂ تحقیقات ص۲۰)

واقدی واقعۂ یرموک میں لکھتے ہیں کہ جب وہاں کی فتح میں دیر ہوئی اور ہولناک خبریں حضرت عمرؓ کو پہنچیں، آپ متفکر ہوئے۔ ایک باغ میں حضورؐ کو دیکھا حضرت ابوبکرؓ ہمراہ ہیں، سلام عرض کر کے گذارش کی: "یارسول اللہ! میرا دل یرموک گئے ہوئے مسلمانوں میں لگا ہوا ہے نہ معلوم ان کی کیا حالت ہے، دس لاکھ ساٹھ ہزار رومی مقابلے کو آگئے ہیں۔" فرمایا:۔ "اے عمر! خوش ہو جاؤ، کہ خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور انکے دشمن کو شکست ہوئی اور کفار کثرت سے مارے گئے۔" حضرت عمرؓ نے صبح یہ سب کو بتا دیا۔ تاریخ لکھ لی گئی۔ چند دن بعد فتح کی خبر آگئی۔ معلوم ہوا ٹھیک اسی رات فتح ہوئی اور اسی طرح ہوئی۔ ؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فتح حلب

حلب ایک مستقل سلطنت تھی۔ جس کے والی دو بھائی نصرانی یوحنا اور یوقنا تھے۔ یوحنا عابد، زاہد، حق پسند اور یوقنا نہایت جنگجو اور جوانمرد تھا۔ جب تبلیغ اسلام کے سلسلے میں ابو عبیدہؓ نے حلب کا رُخ کیا۔ یوقنا جنگ پر آمادہ ہوا۔ یوحنا نے اطلاع پاکر مصالحت کی رائے دی۔ مگر وہ نہ مانا۔ اپنی جرأت و قوت کے تذکرے کرنے لگا۔ یوحنا نے کہا۔ "شاید تمہارے مرنے کے دن آگئے کہ تم اہلِ اسلام سے لڑنے پر تل گئے ہو" اس عرصہ میں کعبؓ بن ضمرہ ایک ہزار فوج لے کر حلب کے قریب آپہنچے۔

یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شبخون مارنے کے ارادے سے ایسے وقت اُن پر پہنچا کہ وہ صبح سویرے نماز کی تیاری میں تھے۔ مجاہدینِ اسلام اس اچانک اور پانچ گنا ہتھیاروں سے لیس تازہ دم فوج کی یلغار سے نہ گھبرائے نہ سٹپٹائے۔ بلکہ کمال حوصلہ سے دشمن کے مقابلے اور فریضہ نماز کی ادائیگی میں استقامت دکھائی۔ بلکہ اس جوانمردی سے دشمن پر وار کیے کہ وہ سراسیمہ ہو گئے۔ اتنے میں دشمن کی مزید فوج کثیر آگئی اور پہنچتے ہی حملہ کر دیا۔ ہر طرف دشمن کی فوج کا گویا ایک سمندر پھیلا ہوا تھا۔ مقابلہ تو کیا جان بچنا بھی ناممکن نظر آتا تھا۔ اس اضطراب میں کعبؓ بن ضمرہ مجاہدین کے ہر محاذ پر پہنچ کر انہیں حوصلہ و ہدایات دیتے اور اُن کی زبان پر یہی جاری تھا "یَا مُحَمَّدُ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ" اے سراپا حمد والے، اے سراہے ہوئے، اے امدادِ حق نازل ہو" ان کے ساتھ دیگر صحابہ

مجاہدین کی زبان پر بھی یہی ورد تھا۔ ایک دن رات یہ معرکہ گرم رہا۔ صبر و استمداد کی پہلی برکت تو اللہ نے یہ دکھائی کہ حلب والوں نے ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچ کر صلح کرلی۔

یوقنا نے صلح کے الزام میں شہر والوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ یوحنا نے آکر بھائی کو خیر خواہانہ مشورہ دیا۔ کہ یہ لوگ اقوام عالم کی طرح زر اندوزی یا ملک گیری کی ہوس پر نہیں لڑتے۔ بلکہ یہ تو خدا رسولؐ کی رضا میں تبلیغ حق کیلئے جہاد کرتے ہیں۔ یقیناً ان کے ساتھ غیبی مدد ہوتی ہے۔ لہٰذا ان سے لڑنا کسی طرح انجام بخیر کا موجب نہیں۔ ان کے ساتھ صلح کر لو۔ یوقنا نے بھائی کو مسلمانوں کا طرفدار تصور کر کے کہا:" تو مسلمانوں سے پہلے قتل کے لائق ہے"۔ اس کے مارنے کو تلوار نکالی۔ یوحنا نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی۔ "اللہ تو گواہ ہے میں نصرانی قوم کے دین سے بیزار ہوں" اور کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ "میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے سچے (آخری) رسول ہیں"۔ پھر بولا:" اب تو جو چاہے کر فکر نہیں"۔ یوقنا نے اسے شہید کر ڈالا۔

پھر حلب والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تین سو آدمی قتل ہوئے۔ ابو عبیدہؓ یہ سن کر شہر میں آئے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ آخر تاب نہ لا کر یوقنا حلب کے قلعے میں جو بہت بلند اور مضبوط تھا۔ جا کر پناہ گزین ہوا۔ چار پانچ ماہ تک مسلمانوں کو قلعہ حلب کا محاصرہ کئے رکھنا پڑا۔ اس عرصے میں یوقنا نے مسلمانوں کو سخت بلا میں مبتلا رکھا۔ ان کی پوشاکیں پھٹ گئیں۔ دیگر سامان اور اسباب کی کافی تنگی رہی۔ آخر مجاہدین کی زبان پر

اَغِثْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ کا مضمون بطور ورد ہوگیا۔ یوقنا عربی زبان کے ایک لفظ تک سے ناواقف تھا۔ اس لئے وہ کافی پریشان تھا۔

قلعہ کی بلندی اور مضبوطی مجاہدین کو قلعہ پر قبضہ کرنے میں سخت حائل تھی۔ نہ اوپر چڑھا جاتا تھا اور نہ فصیلیں ٹوٹ سکتی تھیں۔ ایک رات مجاہدین یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ کے ورد میں تھے کہ خدا کی قدرت سے ان کا ایک دستہ قلعہ پر نہ معلوم کیسے چڑھ گیا اور اس طرح قلعہ مسلمانوں کے تسلط میں آگیا۔ اُدھر یوقنا یہ سن کر کمال حیرت زدہ ہوا کہ یہ لوگ قلعہ پر کیسے پہنچ گئے۔ اسی فکر و پریشانی میں وہ سوگیا۔ خواب میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے مسلمان بنا دیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ قلعہ پر قبضہ ہونے سے مجاہدین کو اتنی خوشی ہوئی اور کثیر مالِ غنیمت ہاتھ آیا کہ اس خوشی میں سب نے مل کر اللہ کا شکر ادا کیا اور ایک محفل منائی اُس میں حضرت ابوعبیدہؓ نے سرکردہ لوگوں سے کہا۔ "الحمد للّٰہ! اس سرزمین میں اب ایسا خوفناک مقام کوئی نہیں رہا جو ہماری تبلیغ دین میں مانع ہو۔ اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ ہرقل کے پایۂ تخت انطاکیہ پر تبلیغِ حق میں جہاد کرنا مناسب ہے۔ یا آپ لوگ کیا رائے رکھتے ہیں؟" یہ سُن کر یوقنا اُٹھا اور فصیح عربی میں تقریر کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "صاحبو! اللہ تعالیٰ نے تم کو دشمن پر فتح دنیاوی سامان و تدبیر کے زور سے نہیں دی۔ بلکہ اس لئے کہ تمہارا دینِ اسلام سچا دین ہے اور پیغمبر تمہارے وہ ہیں کہ جن کی بشارت عیسیٰ نے دی ہے کہ وہ یتیم ہوں گے اور ان کے دادا اور چچا ان کی پرورش کریں گے۔ بتاؤ کیا یہ سچ ہے؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا۔" بالکل سچ ہے۔ مگر تعجب ہے کہ کل تک تو تم ہمارے خون کے پیاسے تھے اور ہماری تباہی کی فکر میں رہتے تھے۔ مگر آج خیرخواہ معلوم ہوتے ہو۔ ساتھ ہی ہمیں بخوبی علم

ہے کہ اے یوقنا! تجھے عربی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں آتا یہ کیا ماجرا ہے کہ تو فصیح عربی بول رہا ہے ۔۔؟" یوقنا نے کہا:۔" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری پیغمبر ہیں"۔ اے امیر! کیا آپ کو میرا ایمان لانا عجیب معلوم ہوتا ہے ۔۔؟" ابو عبیدہؓ نے کہا۔" سبحان اللہ! اس سے زیادہ تعجب ہی اور کیا ہے۔ آخر یہ ماجرا کیا ہے؟" یوقنا نے کہا:" واقعہ یہ ہے کہ کل میں اول تو اسی امر سے حیران تھا۔ کہ اپنی بے سر و سامانی میں ہمارے ہر قسم کے سامان حرب، اسباب اسلحہ اور بندوبست کے باوجود تم قلعہ پر مسلط کیسے ہو گئے ہو۔ حالانکہ عرب قوم سے زیادہ کوئی قوم ہماری نظر میں پسماندہ و کمزور نہیں، اسی حیرانی کے عالم میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی نورانی جسم و شکل والے صاحب تشریف فرما ہیں۔ چہرہ چاند سے کہیں زیادہ روشن ہے خوشبو ان کی کستوری خالص سے کہیں اعلٰی ہے ماں سے مرعوب ہو کر میں نے لوگوں سے پوچھا۔ یہ کون حضرت ہیں، جواب ملا۔ یہی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ میں نے اُن سے عرض کیا آپ نبی برحق ہیں تو میرے لئے دعا فرمائیے، مجھے عربی زبان آ جائے۔ فرمایا۔ اے یوقنا! میں محمدؐ ہوں عیسٰی علیہ السلام نے میری ہی بشارت دی ہے اور میرے بعد کوئی اور پیغمبر نہ بنایا جائے گا۔ اگر چاہو تو کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ سنتے ہی میں نے حضورؐ کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا اور اسلام سے مشرف ہو گیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے مشک خالص سے بہتر خوشبو آ رہی تھی اور مجھے عربی زبان بھی یوں آ گئی کہ گویا میری مادری زبان ہی عربی ہو۔ اس کے بعد میں اپنے بھائی یوحنا مرحوم کے کتب خانہ میں گیا۔ دیکھا۔ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات مبارکہ لکھے

ہوئے ہیں۔ پھر وہ پاک حالات یوقنا نے بیان کئے اور سجدۂ شکر میں سر رکھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ جس نے مجھے دینِ حق اسلام کی طرف راہ دی اور اُسے میرے دل میں راسخ اور مضبوط و مستحکم کر دیا۔" پھر یوقنا نے کہا، کہ جس طرح میں اب تک راہِ شیطان میں جنگ کرتا رہا۔ اب جہاد فی سبیل اللہ کروں گا۔ حتیٰ کہ اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں۔" پھر یوحنا کو بے دردی سے قتل کرنے پر رویا اور مسلمانوں کو گواہ بنا کر کہا۔" اب سے جو نیکی، جہاد کروں گا، کفار کو قتل کروں گا اور راہِ حق میں سعی کروں گا۔ اس کا ثواب یوحنا مرحوم کو بخشتا ہوں اور کہا۔ اللہ کی قسم، اب میرے دل میں اللہ رسولؐ کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں رہی۔ پھر رائے دی۔" اے امیر! ابھی انطاکیہ کا ارادہ مناسب نہیں، قلعہ اعزاز کا قصد کرو۔۔۔!" چنانچہ یوقنا کی حسنِ تدبیر سے کئی معرکے سر ہوئے اور فتح انطاکیہ میں تو اس نے کمال کر دکھایا۔

یہ واقعات ۱۷، ۱۸ھ اور ۶۳۷، ۶۳۸ء کے ہیں۔ (صحیفہ تحقیقات)

جہاد میں اخلاص کامیابی کی بنیاد ہے ورنہ انجام بخیر نہ ہوگا!

بخاری و مسلم سے خصائص کبریٰ ۱/۲۵۶ بروایت متفق علیہ مرقوم ہے۔ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے ہم حضورؐ کے ہمراہ جنگِ خیبر میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے ایک شخص کے حق میں فرمایا۔ یہ دوزخی ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو اس نے زبردست جنگ کی حتیٰ کہ اُسے کثیر زخم لگے۔ حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ جسے حضورؐ نے دوزخیوں میں فرمایا ہے، اُس نے تو بخدا راہِ خدا میں بڑا زبردست جہاد کیا ہے اور اس کو بہت زخم آئے ہیں۔" حضورؐ نے فرمایا۔" مگر وہ دوزخیوں میں سے ہے۔" قریب تھا کہ ہم میں سے

بعض کو تردد ہوتا۔ کہ کسی نے اطلاع دی کہ وہ شدید زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر کے مرگیا ہے۔ چنانچہ دریافت حال کے بعد صحابہ نے حضورؐ سے عرض کی "حضورؐ! اللہ نے آپ کی بات سچی کر دی (فائدہ) معلوم ہوا کہ لالچ، نام آوری وغیرہ غلط اغراض کیلئے جہاد صحیح نہیں۔ وہ شخص منافق تھا

مجاہدین کیلئے اللہ رسولؐ کی عظیم برکتوں کا ظہور

خصائص کبریٰ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں والی کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا:۔ کہ تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟" میں نے عرض کیا۔ توشہ دان میں تھوڑی سی کھجور ہے۔ فرمایا۔ لے آؤ۔ میں لایا تو وہ کل اکیس ۲۱ دانے تھے حضورؐ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر کچھ دعا فرمائی اور فرمایا کہ دس اشخاص کو بلا لو۔ میں نے بلا لئے۔ آکر خوب شکم سیر ہو کر کھا گئے۔ پھر اور دس اشخاص کا حکم فرمایا۔ وہ بھی آکر کھا کر فارغ ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح دس دس آدمی بلائے جاتے وہ آکر پیٹ بھر کر کھا جاتے۔ یہاں تک کہ تمام لشکر والوں نے شکم سیر کر دیا اور تھوڑے پھر باقی بھی بچ گئے۔ مجھے حکم ہوا۔ یہ تم اپنے پاس توشہ دان میں رکھ لو جب تمہیں ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکال لیا کرو مگر یہ احتیاط رہے کہ سب اُلٹ کر بکھیر نہ دینا۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے۔ کہ میں (مع اہل و عیال) حضورؐ کے زمانے میں وہی کھجوریں کھاتا رہا پھر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں بھی اور پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانوں میں بھی ان ہی کھجوروں میں سے خرچ کرتا رہا۔ تخمیناً پچاس وسق تو راہِ خدا میں دی گئیں اور دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھایا اور کھلایا۔

جب عثمان شہید ہوئے تو وہ کھجور میرے پاس سے جاتے رہے۔

حسب تحریر منتہی الارب ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ہر صاع تخمیناً ۴ سیر کا ہوتا ہے یعنی اکیس دانے کھجوروں سے اندازاً ڈیڑھ ہزار من کھجوریں خرچ ہوتا رحمۃ اللعالمین، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور خداوند کریم کی قدرت ہی کا کرشمہ ہے جو ظاہر ہوا ہے اور سفر جہاد اس کا سبب و محل بنا۔ (سبحان اللہ وبحمدہ)

غزوۂ احد میں عبدالرحمٰنؓ بن جحش کی تلوار جاتی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجور کی چھڑی عنایت فرمائی۔ فوراً وہ تلوار بن گئی۔ جس سے وہ لڑتے رہے (خصائص کبریٰ)

خصائص کبریٰ ۲/۴۷ باخراج واقدی وابونعیمؒ، ابی قتادہؓ سے مروی ہے کہ اثناءِ سفر تبوک ہم حضور کے ہمراہ تھے۔ لشکر مجاہدین میں شدت سے پیاس لگی۔ تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ قریب تھا مردوں اور گھوڑوں، اونٹوں کی گردنیں کٹ جائیں۔ حضورؐ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ اور اپنی انگلیاں اس پر رکھیں۔ آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارتا ہوا اُبلنے لگا۔ سب نے پیا۔ حتیٰ کہ سب جانور بھی سیراب ہو گئے۔ لشکر میں بارہ ہزار اونٹ، بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار آدمی تھے۔

خصائص کبریٰ ۲/۴۷ میں بحوالہ مسلم بروایت ابوہریرہؓ تحریر ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگوں کو شدید بھوک لگی تو بولے "حضورؐ! اذن ہو تو اپنے اونٹ ذبح کر کے کھائیں اور روغن بنائیں"۔ تو عمرؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ایسا ہو تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ حضور! انہیں حکم فرمائیں اپنے بچے کھچے زادِ راہ لے آئیں۔ آپ ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ تاکہ اللہ اس میں گزارے کا سامان کر دے"۔ حضورؐ نے اسے پسند فرمایا اور بچھانے کو ایک پلہ منگا کر بچھایا گیا۔ پھر ان کے

بچے کھچے زادِ راہ طلب ہوئے۔ تو کوئی تلی بھر چینہ لانے لگا۔ دوسرا مٹھی بھر کھجوریں آیا اور کوئی ٹکڑا تھوڑا سا لے آیا۔ بچھونے پر اس طرح کچھ جمع ہو گیا۔ تھوڑا سا تو تھا ہی۔ حضورؐ نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں لے لو۔ چنانچہ وہ لینے لگے۔ حتیٰ کہ تمام لشکر میں کوئی برتن بھرنے بغیر نہ چھوڑا۔ پھر کھانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ سب رج گئے اور بہت سا بچ رہا۔ تب حضورؐ نے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس غذا کے ساتھ اللہ سے بغیر شک و تردد کے جو ملا اللہ اُسے جنت سے بند نہ فرمائے گا۔

بخاری باب علامات نبوت میں جابرؓ بن عبد اللہ سے مروی ہے۔ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی حضورؐ کے ہاتھ میں چمڑے کا چھوٹا سا برتن تھا۔ پس آپ نے وضو فرمایا۔ تو آپ کی جانب لوگ پانی لینے دوڑے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں؟ تو عرض کیا۔ ہمارے پاس اس پانی کے سوا جو حضورؐ کے دستِ مبارک میں ہے نہ وضو کیلئے نہ پینے کیلئے ہے۔ تو حضورؐ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا۔ فوراً آپ کی انگلیوں سے پانی جوش زن ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر چشمے کی طرح جاری ہوا۔ ہم سب نے پیا اور وضو بھی کیا۔ سالم کہتے ہیں۔ میں نے جابرؓ سے پوچھا۔ آپ لوگ کتنے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو کافی ہوتا۔ ہم تو پندرہ سو تھے۔ سبحان اللہ

امام ادب جمال الدین محمد بن نباتہ مصری مجموعہ نبہانیہ ۲/۲۰۳ میں فرماتے ہیں۔

نَبِیٌّ لَهُ الْحَوْضُ هٰذَا اَصَابِعُهٗ ﴿ تَفِیْضُ وَهٰذَا فِی الْقِیَامَةِ كَوْثَرٌ

وَعَنْ جَاهِهِ النَّارُ اِنْ هٰذِیْ بِعَابِهٖ ﴿ تَنُوْحُ وَهٰذِیْ فِیْ غَدٍ حِیْنَ تُحْشَرُ

اِذَا مَا اسْتَشْفَعْنَا بِهٖ كُفَّ غَیْظُهَا ﴿ وَقَالَتْ عِبَارَاتُ الصِّرَاطِ لَنَا اعْبُرُوْا

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ قصیدۃ النعمان میں عرض رسا ہیں۔

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُکَ قَاصِدًا ؛ اَرْجُوْ رِضَاکَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ
وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَیْکَ وَسَبَّحَتْ ؛ صُمُّ الْحَصٰی بِالْفَضْلِ فِیْ یُمْنَاکَ
یَا مَالِکِیْ کُنْ شَافِعِیْ فِیْ فَاقَتِیْ ؛ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَ
یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی ؛ جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاکَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

مجاہدینِ اسلام غلامانِ مصطفٰے کی جنگل کے درندے بھی قدر کرتے ہیں!

خصائص کبریٰ ۲/۲۵ اور شفا مواہب لدنیہ و مدارج زاد اللبیب وغیرہ میں لکھا ہے کہ ابن سعدؒ۔ ابو یعلیؒ۔ بزارؒ۔ ابن مندہؒ۔ وحاکم بتصحیح بیہقی۔ ابو نعیمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفینہؓ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام کا بیان ہے کہ میں سمندر میں جہاز پر سوار ہوا۔ جہاز ٹوٹ گیا۔ میں اس کے ایک تختہ پر سوار ہوگیا۔ وہ تختہ مجھے بہاتے بہاتے ایک ایسے جنگل کے کنارے لے آیا جس میں شیر کا ٹھکانہ تھا۔ چنانچہ آگے سے شیر آنکلا۔ میں نے جب اُسے دیکھا۔ تو میں نے کہا۔ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا سَفِیْنَۃُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اے ابا الحارث! میں سفینہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام آزاد ہوں"۔ تو وہ دم ہلاتا ہوا میرے پاس آکھڑا ہوا۔ پھر میرے ہمراہ ہو کر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے راستے پر اُس نے لا کھڑا کیا۔ پھر زیر لب کچھ آہستہ سے کہا۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔ شرح السنہ کی روایت ہے کہ مجھے لشکر اسلام تک پہنچا کر واپس ہوا۔ (سبحان اللہ)

قصیدہ بردہ شریف میں اسی پر تلمیح ہے۔ ؎

وَمَنْ یَّکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ ٭ اِنْ تَلْقَہُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِھَا تَجِمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مجاہدین غلامانِ مصطفےٰ کی دعائیں مقبول اور دریا بھی

ان کے لئے مسخّر بنا دیئے جاتے ہیں

حلیہ شریف میں ہے سہم بن منجاب نے بیان کیا کہ ہم علاؓ بن حضرمی کے ہمراہ جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دارین کے مقام پر پہنچے (جو بحرین میں ہندی مشک کستوری کی بہت بڑی منڈی ہے اور ساحل سمندر پر واقع ہے) چنانچہ حضرت علاؓ بن حضرمی نے سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر یوں دعا مانگی۔ "اے اللہ! تو جاننے والا ہے، قوت والا ہے، نہایت عظمت والا ہے۔ ہم تیرے معمولی بندے یہاں سمندر کے اس پار کھڑے ہیں اور اسلام کا دشمن سمندر کے اُس پار ہے۔ فَاجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلًا تو ہمارے لئے دشمنانِ دین تک پہنچنے کی سبیل بنا

دے۔ تاکہ حق سے باطل کو دبا کر انہیں حق کی راہ دکھائیں"۔ یہ دعا کر کے انہوں نے ہم کو سمندر میں اتار دیا۔ سمندر کا پانی ہمارے گھوڑوں کے سینے تک بھی نہ پہنچا کہ ہم سمندر گزر کر دشمنانِ حق پر جا پڑے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ یہ دیکھ کر بادشاہِ کسریٰ نے اپنی فوجوں سے کہہ دیا۔ کہ ایسے مجاہدینِ اسلام سے کوئی کیا لڑ سکے (یعنی جن کے سامنے بر و بحر یکساں ہیں اور موت کی کچھ پرواہ ہی نہیں) آخر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کو روانہ ہو گیا۔ اور اس کی فوج بھی تتر بتر ہو گئی۔ (الرحمتہ المہداۃ ملخصاً) ص ۹

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے ٭ بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے!

سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ دعا جنگِ احد میں دی گئی۔ "اے اللہ! ان کی تیر اندازی مضبوط کر دے وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ اور ان کی دعا قبول فرما (شرح السنہ) اس کے بعد حضرت سعدؓ جو دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے اور آپکی دعا گویا تیرِ قضا تھی۔

مخلص مجاہد جان نثارانِ مصطفٰےؐ صاحبِ کرامت و تصرف ہوتے ہیں

اہلِ علم و فہم پر روشن ہے کہ سب سے بڑی کرامت راہِ حق پر استقامت ہے اور اس کمال میں حضور ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اہلبیتِ اطہار و اصحاب کبار خلفاء راشدینؓ کا مقام سب سے بلند ہے۔ چنانچہ ادب و عشقِ حق یعنی دین و ایمان میں ان کا مرتبہ ازروئے انصاف بہت ہی عالی و بے مثال ہے یہی وجہ ہے کہ امت کے اخیار و اہلِ حق کے ظاہر و باطن

پر اُن کا تصرف و اثر قوی تر ہے جو اُن کے کمالِ ادب و قرب سے ظاہر ہے حضرت صدیق رضؓ نے حضرت بلال رضؓ کو آزاد کرا کر حاضر بارگاہِ عالم پناہ ہوئے اور یوں عرض رسا ہیں ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو ✤ کردمش آزاد ہم بر روئے تو

ہم دونوں حضور سید عالمین ؐ کے کوچے کے غلام ہیں۔ انہیں ہیں نے حضور ؐ کی خاطر آزاد کیا ہے۔

اور حضرت عمر رضؓ نے برسرِ منبر خطبہ میں بمجمع صحابہ رضؓ نے اپنی مبارک شدت کے بیان میں فرمایا میں ایسا ہی حضور شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ تھا۔ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ، اور میں حضور کا غلام آپ کا خادم تھا۔

یہ اُن حضرات کا حال ہے۔ جو ہمارے سرتاج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دونوں ہی کی صاحبزادیاں حضور ؐ کے شرفِ زوجیت میں تھیں۔ مگر بندگی ہی کا اظہار و اقرار باعلان فرمایا اور حق یہ ہے کہ یہی ان سب سے بڑی کرامت اور کمال ہے۔ ؎

لطفِ شاں بر ہر دلِ تاثیر کرد ✤ صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد

اور کیوں نہ ہو بہترینِ امت و امم جو ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اصابہ فی احوالِ الصحابہ رحؒ سے تاریخ الخلفاء وغیرہ میں ہے۔ عمر رضؓ نے جہاد کے لئے ایک لشکر مجاہدین روانہ کیا اور ان کا سردار ساریہ رضؓ کو بنایا۔ ایک جمعہ کے خطبہ میں عمر رضؓ نے یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ اے ساریہ پہاڑ کی سمت بچو۔ یہ جملہ تین بار فرمایا جب کچھ دن بعد اس لشکر کا قاصد آیا۔ تو عمر رضؓ نے اس سے احوال پوچھا۔ تو اس نے بیان کیا اے امیر المومنین ایک روز تو ہم شکست کھا جانے والے تھے کہ آواز آئی۔ اے ساریہ ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔

یہ آواز تین بار آئی تو ہم نے پہاڑ کو پشت پر لیا ہی تھا۔ کہ لشکرِ کفار کو شکستِ فاش ہوئی۔
ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں۔ لوگوں نے عمرؓ سے کہا۔ تب ہی آپ اس جمعہ کے خطبے میں چلا چلا کر
اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ کہہ رہے تھے اور یہ پہاڑ مشرق کے شہر نہاوند میں ہے جو
مدینہ طیبہ سے پندرہ سو میل کے فاصلے پر پڑتا ہے۔

لطیفہ:۔ زمانۂ جاہلیت کے ایک واقف کار نے آپ سے پوچھا۔ کہ ہم دونوں ہم عمر
ہیں، میری نظر تو اتنی نہ رہی کہ میل ڈیڑھ دیکھ سکوں۔ آپ ابھی پندرہ پندرہ سو میل تک دیکھتے
اور نگہداشت کرتے ہیں جس دوا یا سبب سے آپ کی نظر ایسی تیز ہو گئی ہے۔ پرانی واقف کاری
کی رعایت کر کے وہ دوا یا سبب مجھے بھی بتائیں۔ فرمایا وہ محض ادب و عشقِ مصطفےٰ ہے جس
سے میری ظاہری و باطنی قوتوں اور کارخانوں کی تعمیر فرمائی گئی ہے۔ ؎

خششخش جتنا قدر نہ میرا میرے مرشد نوں وڈیایاں

میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سایاں

ابوالشیخ کی کتاب العصمہ سے تاریخ الخلفاء میں دریائے نیل کے جاری ہونے
کے سلسلے میں خلاف شرع رسم، جوان اکلوتی لڑکی کی نیل کو نذر کر کے ہلاک کرنے کو ختم
کرنے کیلئے نیل کے نام خط کا ذکر ہے کہ اس خط کو نیل میں ڈال دیا جائے۔ خط کے
مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ۔ " اللہ کے بندہ عمر مسلمانوں کے امیر سے نیل دریا کے نام
حمد و صلوٰۃ کے بعد، اگر تو اپنے اختیار سے جاری ہوتا ہے تو جاری نہ ہو۔ اور اللہ تجھے
جاری فرمانے والا ہے تو میں اس اکیلے زبردست سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرمادے۔"

وہ خط حاکم مصر عمروؓ بن عاص نے حسب ارشاد دریائے نیل میں ڈال دیا۔ صبح لوگوں نے دیکھا کہ سولہ ہاتھ بلند پانی سے دریا جاری ہو گیا اور وہ لڑکی کی ناحق ہلاکت کا جاہلانہ معمول موقوف ہوا اور دریائے نیل کے بند ہونے کا بعد ازاں سوال ہی پیدا نہ ہوا۔

ایک مرتبہ زلزلہ آیا کافی دیر تک رہا۔ لوگ آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے زمین پر پاؤں کی ایڑی سے ٹھوکر دی اور فرمایا یَا اَرْضُ اُسْکُنِیْ اے زمین ٹھہر جا۔ بس زلزلہ موقوف ہوا۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ! یہ شان اللہ رسولؐ کے ادب و عشق والے متقی مجاہدوں کی ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ قحط کی صورت بنی اور غلہ کی تنگی ہوئی۔ حاکم مصر کو ایک ہزار اونٹ کی قطار غلہ بھیجنے کو روانہ کی۔ مگر قاصد نے واپسی پر اطلاع دی کہ غلہ تو وہاں سے بھی میسر نہ آسکا۔ آپ متفکر ہوئے کہ بیوائیں، یتیم اور نادار یہ سن کر مایوس ہوں گے۔ دربار نبوی سے ایک رسی لے کر قافلہ میں بھیج دی کہ بوریوں میں ریت بھر کر اوپر یہ رسی لگا کر شہر میں لے آؤ۔ تاکہ کچھ سہارا رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالٰی نے اس حیلہ کو حقیقت بنا دیا۔ جب مدینہ پاک قافلہ وارد ہوا۔ تو کھولنے پر ریت کی بجائے سب غلہ بھرا ہوا نکلا۔ ؎

قادرِ مطلق ہے وہ قدرتِ کمال
یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ بے قیل و قال

علم، عمل، عرفان، زہد و تقوٰی وجہاد و شجاعت کی دنیا کے سرتاج سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ ہادیٔ عالم کے مظہرِ اتم اور سراپا و نائب اعظم کی حیاتِ طیبہ طاہرہ و دین ایمان

کا سراپا ہے۔ باعثِ ایجاد و بقائے عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم علم کا شہر اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ ہر سوال کا جواب کتاب سے فرماتے۔ ہر امر کا فیصلہ کتاب و سنت سے لیتے۔ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علوم و عرفان اور حکمت کا خزانہ۔ تقویٰ اور ہمت کا ذخیرہ۔ غزوہ خندق میں عمر بن عبد ود ہزار جوان پر بھاری پہلوان کو ایک ضرب سے فنا کر دینے والے اس کے مقابل آپ کا نکلنا قیامت تک اعمالِ امت سے افضل ارشاد ہوا۔ (مدارج)

حیدر کرار کہلانے والے، ہر معرکہ میں شجاعت کا سکہ بٹھا دینے والے، اللہ رسولؐ کی بارگاہ سے شیر کا لقب پانے والے، ہمیشہ حق کے ساتھی، معصیت سے پاک فطرت، ہر کمال میں بے مثل کسی حال میں بھی اللہ و رسولؐ کو نہ بھولنے والے، سیرتِ رسولؐ کے آئینہ دار، حرام تو حرام مباح سے بھی بے نیاز رہنے والے۔ امامت، ولایت کے اصل، حق کی قوت، باطل شکن، مستجاب الدعا، ناحق جھٹلانے والے پر بددعا فرمائی وہیں بیٹھا بیٹھا اندھا ہو گیا (طبرانی) جن کے حق میں عمرؓ نے فرمایا۔ اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ جو کے آٹے سے روزہ کھولنے والے خیبر شکن، جوانانِ جنت حسن و حسین کے ابا، سیدۃ النساء خاتونِ جنت کے شوہر۔! سید الشہداء حمزہؓ کے بھتیجے، سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ کے چچا زاد و داماد علی شیرِ خدا مشکل کشا کا تابعدار، عقیدت مند اور مقتدی مجاہدِ اسلام ہو سکتا ہے لہٰذا ہم آپ کی مثالی زندگی کے چند نمونے اپنے پیارے مجاہدین کے سامنے رکھتے ہیں۔

مجاہد اللہ رسول کی محبت و اطاعت میں مخلص ہوتا ہے اور سیدنا علیؓ اہل اخلاص کا نمونہ ہیں

(۱) سید المجاہدین علیؓ سے مروی ہے کہ قسم اس کی جس نے بیج کو کھول کر درخت اُگایا نبی امی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ضرور مجھ سے وصیت فرمائی کہ مجھ سے محبت مومن ہی کرے گا۔ اور بغض منافق ہی رکھے گا۔ (مسلم) معلوم ہوا کہ سچا مومن مجاہد اللہ رسولؐ کا پیارا ہوتا ہے۔ اس سے پیار مومن کا اور بغض منافق کا کام ہے۔ یہ جہاد اور مجاہد کی زبردست فضیلت کی دلیل ہے۔

(۲) غزوہ خیبر میں (جو مدینہ طیبہ سے شام کی جانب آٹھ منزل پر ہوا) بعطاء حق غیب بیان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔ "یہ جھنڈا ضرور کل میں ایک شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح فرما دے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔"

جب صبح ہوئی تمام لوگ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب کو آرزو تھی کہ ان کو وہ جھنڈا دیا جائے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ علیؓ بن ابی طالب کدھر ہیں؟" صحابہؓ نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ! اُن کی تو آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔" فرمایا۔ "ان کو لانے کیلئے کوئی بھیجو۔" وہ لائے گئے۔ پس حضورؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن اقدس ڈالا تو وہ ٹھیک ہو گئے۔ گویا انہیں درد کی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔ تو آپؐ نے ان کو وہ جھنڈا عنایت فرمایا۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ "حضورؐ! اس وقت تک اُن سے جہاد کروں کہ وہ ہمارے مثل مسلمان ہو جائیں"۔ فرمایا۔ "ہاں جاؤ اپنی روش وعادت پر۔ جب اُن کے صحن (زمین) میں پہنچو بلاؤ طرف اسلام کے اور انہیں بتاؤ، جو اُن پر واجب ہے۔ دینِ اسلام میں اللہ کے حقوق سے، بخدا تیرے سبب اللہ ایک شخص کو ہدایت دے تو سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

اس سے چند فائدے نکلے:۔ (۱) پیغمبر کی سچی غیب بیانی (۲) مخلص مجاہد اسلام کیلئے کامیابی (۳) سچے مجاہد کی امتیازی شان، اللہ رسولؐ کی محبت (۴) مجاہد اللہ ورسولؐ کو پیارا ہوتا ہے (۵) جہاد دعوت وتبلیغ اسلام کا موجب ہے، (۶) جہاد اللہ کی قدرتوں پیغمبر کے معجزوں اور اولیاء کی کرامات کے ظہور کا خاص محل وموسم ہوتا ہے (۷) جہاد ہمیشہ بامقصد ہوتا ہے اور وہ مقصد باطل کو مٹا کر حق کو ثابت کرنا (۸) مجاہد علم واخلاص سے بھرپور ہونا چاہیئے (۹) مجاہد باطل کی کسی بھی طاقت سے مرعوب ہونا جانتا ہی نہیں۔۔!

(۱۰) مجاہد ہر طرح سرخ رُو ہے باطل پر فتح پاکر یا مرتبہ شہادت حاصل کرکے۔

(۳۳) سیدالمجاہدین مولا علی کرم اللہ وجہہ کیلئے آخرالمبعوثین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں والی ومحبوب ہوں۔ اس کے علیؓ والی ومحبوب ہیں (احمد۔ ترمذی) یعنی جس طرح تبلیغ اسلام کیلئے سب سے اعلیٰ جہاد میں سیدالانبیاء محمد مصطفےٰ بے نظیر اور دین والوں کے سرتاج وحقدار ہیں۔ تو اُن کے فیضان میں تبلیغ دین کیلئے سب سے اعلیٰ جہاد میں سیدالاولیاء علی المرتضیٰؓ بے مثال اور دین وایمان والوں کے سرتاج وحقدار ہیں کہ نبوت ورسالت کے مصطفوی سمندر سے ولایت علوی نے فیض پاکر

ولایت کے پہاڑوں اور دریاؤں کو سیراب بنایا ہے تو مجاہدِ اسلام پر سرکارِ ولایت کا یہ فیض ہے، کہ وہ بھی اہلِ ایمان کا پیارا و حقدار ہوتا ہے اور صاحب احسان۔

(۴) ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ منافق علیؓ سے محبت اور مومن اُن سے بغض نہیں رکھ سکتا۔ (احمد۔ ترمذی)

سیدنا علیؓ چونکہ بے مثال مجاہد فی سبیل اللہ ہوئے ہیں۔ اللہ رسولؐ کے حضور اُن کی یہ شان ہے کہ کوئی منافق اُن سے محبت اور کوئی مومن ان سے بغض و عناد نہیں رکھتا تو ان کے فیض سے ہر مجاہدِ اسلام کی بھی یہ شان ہے کہ دینِ اسلام کے کھلے چھپے منکر مخالف اس سے محبت اور اہلِ اسلام اس سے بغض نہیں رکھتے کہ وہ اللہ رسولؐ کا پیارا، ملّت کا جانباز ہے۔

(۵) مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سیّد المجاہدین علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ! غسل کی ضرورت کی صورت میں اس مسجد میں ہونا میرے اور تیرے سوا کسی کو روا نہیں۔ (ترمذی)

یعنی جس طرح تنزیہ باری عزجلالہٗ کا ثمرہ حضور رحمۃ للعالمین خلیفہ و نائبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں عصمت نبوت ہے۔ یونہی حضورؐ کی نبوت و رسالت محمدیہ کا ثمرہ و فیض سید المجاہدین علی مرتضیٰ امام الاولیاء میں طہارت و عفت ہے۔ جیسا کہ آیتِ تطہیر سے ثابت ہوتا ہے اور حکم و حقیقت اس کی اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے اور سیدنا علیؓ کی ولایت کا ثمرہ و فیض ہر مومن، مجاہد مخلص میں یوں ظاہر ہوا۔ کہ ملت و دینِ حق پر جانبازی کر کے اللہ و رسولؐ کے حضور ایسا پیارا اور پاک ہو گیا کہ اُسے غسل و کفن کی حاجت نہیں اور اس امر میں یہ دوسرے مُردوں سے ایسا ممتاز ہوا کہ اب اُسے مُردہ کہنا اور خیال کرنا بھی ناروا ہے۔ (سبحان اللہ)

(۶) مسجد نبوی کے صحن میں کچھ اہلبیت رضؓ و صحابہؓ کے دروازے پڑتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ وہ بند کر دیئے جائیں کہ ہر حالت میں راستہ سے گزر کر دروازے سے آنا جانا ظاہر ہے کہ مسجد کی تعظیم و ادب کے خلاف ہے۔ مگر اس حکم سے روشن دان کیلئے حضرت ابوبکرؓ کو اور دروازہ کے لئے سیدنا علیؓ کو مستثنا فرمایا گیا۔ جس سے ان کی خلافت بلا فصل اور ان کی تطہیر بلا دخل پر روشنی پڑتی ہے اور جس طرح حرمِ نبوی ہمیشہ کیلئے مسجد نبوی میں ہے اس کے فیض کے تحت بابِ علیؓ صحنِ مسجدِ نبوی میں باقی رہا۔ ان کے فیض کے تحت ہر مومن مخلص شہید کے اجر و ثواب و رتبہ و اقتدار و سیر آمد و شد کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد ٭ آنچہ در وہمت نیاید آں دہد
خود کہ یابد ایں چنیں بازار را ٭ کہ بیک گل میخری گلزار را

(ترجمہ)

ایک جاں لے کر ہزاروں جان دے ٭ جو نہ تیرے وہم میں وہ شان دے
کون جانے حال اس بازار کا ! ٭ پھول سے مالک ہوا گلزار کا

(۷) ایک حدیث کا مضمون اہلِ علم و عرفان کی کتب و کلام میں متداول و متواتر ہے کہ فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں اور بعض میں یہ ہے کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی)

اگرچہ عزیمت و کلام کا ہدف ہو مگر مضمون اس کا بلا تردد ثابت اور صحیح ہے کیونکہ بجنسہٖ ہر صحابی حضور ﷺ کے آسمان علم عرفان و حکمت کا دروازہ یا روشن ستارہ ہے۔ جو موجب ہدایت و

نجات ہے تو مولائے کائنات جو سراپا علم و حکمت و عرفان کا سر چشمہ ہیں۔ اُن پر اس فرمانِ حقیقت ترجمان کا اطلاق کسی طرح بیجا نہیں اور واقعات اور صحابہ کرام و عارفین کی شہادتیں اُسے اور بھی پختہ تر کردیتی ہیں کہ شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت تمام علوم ان ہی کے در سے اہلِ عالم کو نصیب ہوئے۔ اس شان کی وراثت میں مجاہد اسلام کو حزم، ہوشیاری علم و عقل والا ہونا بھی ضروری ہے۔۔۔!

(۸) حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاملہ مواخات میں سیدنا علیؓ کو کسی کا بھائی نہ ٹھہرایا۔ اس پر جب وہ دربار رسالت میں آئے تو ارشاد ہوا اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ علیؓ! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی)

اور خودؓ فرمایا کہ میرے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس ایک ایسی منزلت ہے، جو تمام خلائق میں کسی کیلئے نہیں۔ میں حضور کے پاس آتا۔ اعلیٰ اسحر کو سلام عرض کرتا کھانستے تو اپنے گھر لوٹ جاتا۔ ورنہ آپ کے پاس حضورِ خاص میں داخل ہو جاتا۔ (نسائی)

لہٰذا سیدنا علیؓ معلم کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شریعت کے علاوہ طریقت و تصوف کے وہ اصول مسائل و ہدایات کے خزانے سمیٹتے رہے جو ہمیشہ تک اُمت میں جاری اور فائز رہیں گے اور زہد و تقویٰ میں مثالی شخصیت ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے

دُنْیَا تُخَادِعُنِیْ کَاَنِّیْ لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَھَا

حَظَرَ الْمَلِیْکُ حَرَامَھَا وَاَنَا اجْتَنَبْتُ حَلَالَھَا

مَدَّتْ اِلَیَّ یَمِیْنَهَا فَرَدَدْتُّهَا وَشِمَالَهَا
وَرَأَیْتُهَا مُحْتَاجَةً فَوَهَبْتُ جُمْلَتَهَا لَهَا

دنیا مجھے فریب دیا چاہتی ہے جیسا کہ میں اُس کے حال سے آشنا نہیں ہوں۔

حالانکہ مالک حقیقی نے تو اسکے حرام سے ڈرایا، منع فرمایا اور میں اُسکے حلال سے علیحدہ ہوں

دنیا نے میری طرف داہنا ہاتھ بڑھایا میں نے اُسے رد کیا۔ پھر اُس نے بایاں بڑھایا۔

اور میں نے اُسے محتاج پایا۔ پس ساری دنیا کو دنیا کے لئے ترک کر دیا۔!

نائب مصطفےٰ سیّد المجاہدین مولا علیؓ کے علم کا ایک عجیب واقعہ

سیّدنا علیؓ نے مسجدِ کوفہ میں بعد نمازِ فجر ایک شخص سے فرمایا۔ فلاں مقام پر ایک عورت مرد باہم لڑتے ہیں ان کو بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپؓ نے فرمایا۔ آج رات تم میں بہت جھگڑا رہا۔ مرد نے کہا۔ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب اس کے سامنے گیا مجھے نفرت آنے لگی اور اس نے لڑنا شروع کر دیا۔ جب آپ نے بلایا اس وقت تک جھگڑا ہو رہا تھا۔

حضرت سیّدنا علی مرتضیٰؓ نے مجلس والوں سے فرمایا بعض باتوں کا بیان عوام کے سامنے آدمی پسند نہیں کرتا۔ جب عوام چلے گئے۔ تب آپؓ نے اس عورت سے فرمایا۔ تو اس مرد کو جانتی ہے؟ اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں تجھے اس کی پہچان کرا دیتا ہوں۔ مگر تو ناحق انکار نہ کرنا۔ بولی واقعی بات سے انکار نہ کروں گی۔ فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے؟ عرض کرنے لگی۔ واقعی

اسی کی بیٹی ہوں۔ فرمایا۔ کیا تیرے چچا کا کوئی بیٹا تھا جس کا کوئی نشان قابلِ ذکر تعلق تجھ سے تھا۔ عرض کیا بے شک ایسا ہی تھا۔ فرمایا۔ ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی وہ ادھر آیا۔ تجھ کو اس سے پیٹ رہا۔ آخر ماں کو تو نے بتلایا باپ سے اس راز کو چھپایا جب پیدائش کا وقت آیا۔ والدہ تجھے باہر ہمراہ لے گئی۔ بچہ پیدا ہوا تو اُسے کپڑے میں لپیٹ کر گھورے میں ڈال دیا۔ اتنے میں ایک کتا آکر اُسے سونگھنے لگا تیری مادری محبت نے جوش مارا۔ ایک پتھر اُٹھا کر تو نے کتے کو مارا۔ وہ بچہ کے سر پر جا لگا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اُس کے سر پر باندھ دیا اور تم لوٹ کر واپس آگئیں پھر تمہیں پتہ نہیں کہ اس بچہ کا کیا ہوا۔ عورت نے کمال حیرت سے کہا۔ بے شک ایسا ہی ہوا ہے اور میرے اور میری ماں کے سوا اس کی کوئی خبر کسی کو نہیں تھی۔ پھر فرمایا۔ جب صبح ہوئی۔ تو فلاں قبیلہ نے اُس بچے کو لے کر اس کی پرورش کی۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا۔ اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ تیرا وہی بچہ ہے۔ پھر آپ نے اس مرد کو حکم دیا کہ سر کھولے جب اُس نے سر کھولا تو بچپنے میں سر پھٹنے کا نشان موجود تھا۔ فرمایا۔ لے جا یہ تیرا بیٹا ہے اور تو اس کی ماں ہے۔ اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے ماں کی بے حرمتی سے بچا لیا۔

(شواہد النبوت صہ ۱۶۱ مصنفہ حضرت علامہ عبدالرحمن جامیؒ)

سبحان اللہ! یہ اہلبیتِ رسالت کی شانِ علم و عرفان ہے اور یہ ہیں سلطان المجاہدین شاہِ ولایت، علی المرتضیٰؓ، جن کی شانِ اقدس میں فرمانِ نبوی اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا میں کچھ لوگوں کو قصورِ فہم کا عارضہ ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ٭ ورنہ در محفلِ ایشاں خبرے نیست کہ نیست

یاد رہے کہ مومن مخلص مجاہد اسلام پر علم و عرفان اور قرب رضا کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اسے لازم ہے کہ ہر لحظہ احکام شرع شریف کی اتباع و تعظیم کے ساتھ استقامت اور مضبوطی پر رہے اور نہ بھولے کہ بحمد للہ جہاد شریف کی برکت سے میں اولیا اللہ کے زمرہ میں آگیا ہوں اب مجھ پر پہلے سے زیادہ اتباع شرع و ذکر حق اور ادب و عشق رسولؐ عائد ہو گیا ہے اور میری اعانت و حمایت و تقویت پر عالم قدس کی نوری مخلوق مامور ہو چکی ہے۔ مجھ سے ہرگز کوئی بات ظاہر باطن میں ایسی نہ ہو جو اس عظیم مرتبہ کے لائق نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد سے ہی تقویٰ اور عبادت کی اعلیٰ قوت اور روح پیدا ہوتی ہے۔ مگر اخلاص سے اور اہل اللہ کی ہدایت میں۔

باطنی جہاد

اہل علم کے نزدیک ظاہر باطن کا عنوان یا نمونہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ملت اسلامیہ میں باطن کی اصلاح پر بہت زور دیا گیا ہے اور حق یہی ہے کہ ظاہر کی درستی باطن کی درستی پر موقوف ہے اسی لئے ارشاد ہوا اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ اصل مجاہد وہ ہے کہ اپنے نفس سے جہاد کرے اور اس باطنی جہاد کو "جہادِ اکبر" کہا گیا ہے۔ اور اس مقدس جہادِ اکبر کا اہتمام طریقت یا تصوف میں ہی ہوتا ہے اور اس باطنی جہاد کے بعد ظاہری جہاد اعلیٰ درجہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ظاہری جہاد والوں کو باطنی جہاد سے بے نیاز نہ ہونا چاہیئے کہ اس کے بغیر استقامت اور کامیابی یقینی نہیں۔ اہلبیت اطہار و صحابہ کرام کے مبارک جہاد کے کمالات کا راز بھی یہی ہے کہ وہ باطنی جہاد میں بھی کمال درجہ کے مجاہد ہوئے ہیں اور اس ظاہری جہاد کے دوران بھی کبھی باطنی جہاد سے علیحدہ نہیں ہوئے بلکہ ظاہری جہاد سے اُسے ہمیشہ مقدم اور بنیادی قرار دیتے رہے۔

چنانچہ مثنوی وغیرہ میں سیّد المجاہدین مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کے متعلق ہے کہ ایک زبردست نامی گرامی کافر پہلوان پر مقابلہ میں غالب آگئے۔ اُسے تہ تیغ کرنے لگے۔ اُس نے آپ کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا۔ اس پر تلوار چلانا موقوف کر کے مسکرا دیئے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ کہ میں نے یہ حماقت آمیز حرکت تو اس لئے کی تھی کہ آپ غصہ میں بھر کر مجھے ختم کر دیں۔ تاکہ مجھے اس مغلوبی کی ذلت والی زندگی سے نجات ہو جائے۔ مگر آپ نے یہ کیا کیا کہ غصہ ہی اُتر گیا۔ چنانچہ اس نے حضرت علیؓ سے عرض کیا۔ برائے خدا مجھے اس کا راز بتلائیں کہ ایسا کیوں ہوا۔؟ فرمایا "میں دنیا اور نفس کیلئے جنگ باز نہیں ہوں۔ میں تو اللہ و رسولؐ کی ہدایت و منشاء پر حق نواز، باطل شکن جانباز ہوں اور یہ مخلص مجاہد کا جہاد ہے جس میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ جب تو نے تھوک دیا میرے نفس کو غصہ آیا۔ تب میں نے للّٰہیت میں نفسانیت کی آمیزش پاتے ہی تلوار ہٹا لی۔ تاکہ میرے خالص جہاد میں نفس کا حصہ نہ مل جائے۔" یہ سنتے ہی وہ بے ساختہ دینِ اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا اور اس کے قتل کی بجائے مولائے کائناتؓ کے اس قدسی جہادِ باطن کا یہ اثر ہوا کہ اس کا نفس دینِ اسلام کے مقابلے کی بجائے اطاعت پر اُتر آیا اور قتلِ نفس کی سزا کی بجائے تزکیۂ نفس کی دولت پائی۔ ؎ لطفِ شاں بر ہر دلے تاثیر کرد ؎ صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد

مثنوی دفتر اول میں ہے :۔

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل ؎ شیرِ حق را داں منزہ از دغل

در غزا بر پہلوانے دست یافت ؎ زود شمشیرے بر آورد و شتافت

زود خیو انداخت بر روئے علیؓ ؎ افتخارِ ہر نبی و ہر ولی

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ ٭ کرد او اندر غزایش کاہلی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل ٭ وز نمودن عفو و رحمت بے محل

گفت من تیغ از پئے حق میزنم ٭ بندۂ حقم نہ مامورِ تنم

رختِ خود را من زراہ برداشتم ٭ غیر حق را من عدم انگاشتم

خشم شاہاں را شہ و مارا غلام ٭ خشم را من بستہ ام زیں و لگام

غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب ٭ روضہ گشتم گرچہ ہستم بوترابؓ

چوں در آمد علتے اندر غزا

تیغ را دیدم میاں کردن سزا

سیدّ الشہدا امام حسین علیٰ جدہٖ و علیہ السّلام کا واقعہ

آپؑ پر ایک زبردست آزمائش آئی کہ بے سر و سامانی کے باوجود ایک مجسمہ ظلم و بدی، جابر اور دل سے اسلام کی ہر ہدایت کا منکر حاکم یزید آپ سے بیعت لینے کا اصرار کرنے لگا۔ ساری فضا آپؑ کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ ایسی حالت میں آپؑ نے باطل کی تائید، حمایت، اعانت کو برداشت نہ فرمایا اور نتیجہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مجاہدینِ اسلام کیلئے زندۂ جاوید اصول پیش کرنا ہے کہ باطل کا ساتھ چاہے دنیا دے رہی ہو۔ مجاہد اسلام باطل کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا۔ ہاں باطل کے مقابلے میں سر کٹا سکتا ہے۔ جب تک دنیا ہے سیدّ الشہدا امام حسین علیٰ جدہٖ و علیہ السلام کا یہ سنہری کارنامہ

حق و باطل کے معرکہ میں مشعلِ راہ بن کر راہنمائی کرتا رہے گا

دنیائے اسلام کے مجاہدِ اعظم شہیدِ کربلاؓ کا باطنی جہاد

ایک دفعہ آپؑ مہمانوں کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلانے کے سلسلے میں تشریف فرما تھے۔ خادمہ سے پورا گرم سالن کا برتن آپ پر اتفاقاً اس کے ہاتھ سے الٹ گیا۔ وہ کانپ گئی کہ نواسۂ محبوبِ خدا کی ناحق اذیت کا موجب ہے کہیں موردِ قہر و غضب نہ ہو گئی ہوں۔ آپ نے اس کی طرف تادیبی نگاہ سے دیکھا وہ بولی اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ غصہ پی جانے والے رب کے بندے آپ نے فرمایا۔ اطمینان رکھ میں نے غصہ پی لیا۔ وہ ڈری کہ دل سے عفو نہ فرمایا تو اللہ کے قہر سے پیچھا چھڑانا مشکل ہے بولی وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اور لوگوں کو معاف کر دینے والے۔ فرمایا میں نے دل سے معاف کیا تسلی رکھ۔ اس احسان و کرم پر شرمسار ہو کر بولی وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور اللہ احسان کرنے والوں کو چاہتا ہے۔ فرمایا۔ جا میں نے تجھے غلامی سے آزاد بھی کر دیا۔ سبحان اللہ! یہ تھا اہلبیتِ اطہار کا ہوائے نفس سے جہاد اور مقابلہ۔

مجاہد کی با کرامت فاقہ مستی

اخلاقِ محمدی وغیرہ میں لکھا ہے کہ خلافتِ علویہؓ میں ایک امیر کبیر مدینہ طیبہ میں سیدنا علیؓ کی زیارت و ملاقات کو وارد ہوا۔ اتفاق سے ایسے وقت پہنچا کہ نمازِ مغرب کا وقت ہونے کو تھوڑی

دیر باقی تھی۔ امیر نے سوچا کہ نہ معلوم میری ملاقات صدر مملکت امیر المومنین علیؓ سے حسب ضابطہ شاہانہ کب ہوگی۔ بہتر ہے اول نماز ادا کر کے کہیں قیام کیا جائے۔ پھر طریقہ ملاقات معلوم کر کے زیارت و ملاقات سے مشرف ہونے کی کوشش کروں گا۔ لہٰذا وہ سیدھا مسجدِ نبوی میں حاضر ہوا۔ حسب ہدایت سنت کہ جب خالی مکان میں داخل ہو، یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کہ اللہ نے حضورؐ کو تمام عالمین کیلئے رحمت اور شاہد بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ امیر نے مسجد کو خالی پایا۔ اس نے حضورؐ پر یونہی سلام عرض کیا لیکن جب دروازے سے اندر پہنچا تو سامنے کونہ میں ایک بزرگ درویش کو یادِ الٰہی میں مشغول پایا۔ اس کی آواز سن کر انہوں نے منہ پھیر کر دیکھا۔ تو خوف و محبت الٰہی میں ان کے رخساروں پر بہتے آنسو نظر آئے۔ جلد ہی قبلہ رو ہو کر یادِ الٰہی میں بدستور مشغول ہو گئے۔ امیر کمال ادب سے ایک طرف بیٹھ گیا اور اس انتظار میں رہا کہ کوئی سبب بنے کہ میں ان کی دست بوسی کروں۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور سیدھا اس سادہ لباس درویش خلوت نشین کے پاس پہنچا اور ایک کدو ان کے سامنے حاضر کیا۔ انہوں نے اس پر مہر ملاحظہ کی اور پھر کھول کر اس سے آٹا جیسا نکالا تو ادھر ادھر دیکھا۔ اس امیر کا بیان ہے کہ میرے سوا وہاں اور کوئی نہ تھا۔ لہٰذا انہوں نے نگاہِ لطف سے اشارہ فرمایا۔ میں بکمال ادب حاضر ہوا تو انہوں نے وہ آٹا تھوڑا سا عنایت فرمایا۔ دیکھا تو وہ جَو کے ستو تھے۔ یہ میں نے عمر بھر نہ کھائے تھے۔ ادب سے کپڑے میں باندھ لئے۔ انہوں نے اذان ہوتے ہی اس سے روزہ افطار فرمایا۔ مسجد تمام بھر گئی۔ پھر نماز پڑھائی۔ میں نماز کا پابند رہا تھا مگر جو نماز ان کے پیچھے ادا کی۔ گویا میں نے وہ نماز پہلے دن پڑھی۔ گویا خداوند پاک کو دیکھ کر پڑھی جا رہی تھی۔ ہجوم میں آپ رخصت ہو گئے اور مجھے مزید

ملاقات یا دریافت احوال کا موقع نہ ملا۔ بعد نماز امام حسنؓ و حسینؓ مسافر مہمانوں کو لنگر خانوں میں لے جانے لگے تو مجھے بھی انہوں نے شرفا کے مقام پر لے جا کر دستر خوان رکھا اور کھانا سامنے رکھوایا میں نے حیرانی کے عالم میں ایک ٹھنڈا سانس لیا۔ امام حسنؓ نے محسوس کر کے بہت اخلاق و شفقت سے دریافت فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی ساتھی ہے جو رہ گیا ہے یا کوئی اور بات ہے۔ جب سے تم نے ٹھنڈا سانس لیا۔ آخر کیا سبب ہے؟۔ بار بار اصرار فرماتے رہے لہذا میں نے عرض کیا۔

"میں امیر المومنین علیؓ کی پہلی بار ملاقات کو آیا ہوں۔ مسجد میں ایک شکستہ حال درویش کو روزہ دار پایا جس نے جو کے آٹے سے روزہ افطار کیا ہے۔ ان کے دیدار سے میں نے اپنے دل میں عجیب برکت و نور محسوس کیا ہے۔ تعجب ہے کہ حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں ایسے ایسے بزرگ اس قدر شکستہ حالی میں کیوں ہیں۔ اب اُن کے ساتھ ملاقات ہوئی تو بعد سلام پہلے یہی عرض کروں گا کہ اگر آپ ایسے مقدس درویشوں کی دیکھ بھال نہیں فرماتے تو اُن کو میرے ہمراہ روانہ فرماویں تاکہ ان کی خدمت سے برکت اندوز ہونے کا مجھے موقع ملے۔ اور اب یہ کھانا سامنے آیا تو مجھے وہ فقیر یاد آیا۔ اگر میں اپنے ہاں ہوتا تو اس کو یہ کھانا کھلاتا۔ اب امیر المومنینؓ کی ملاقات کیسے ہوگی۔ ہے" سیدنا امام حسنؓ نے فرمایا" صاحب! آپ شوق اور اطمینان سے کھانا کھائیں اور امیر المومنینؓ سے آپ کی ملاقات ہو چکی ہے۔ وہی امیر المومنین علیؓ تھے جو ہمارے والد ماجد ہیں۔ انہوں نے دنیا کو پہچان کر اس کی قیمت پر ترک کر رکھا ہے۔ دن کو امتِ محمدیہ کی امارت و صدارت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور روزہ دار ہوتے ہیں عصر سے یادِ الٰہی میں خلوت اختیار فرما لیتے ہیں اور ایک کدو میں جو کا آٹا ڈلوا کر اس پر مہر لگا رکھی ہے تاکہ کوئی

اس میں روغن یا کوئی مرغن و مقوی چیز نہ ملائے اور یہ اُن ہی کا لنگر ہے۔" امیر مذکور کا بیان ہے کہ یہ معلوم کر کے میری حیرت کی حد نہ رہی اور میں امیر المومنین کی امارت میں اس فاقہ مستی سے اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے آئندہ امیرانہ طریق کی گزران سے دل اُٹھا لیا اور یادِ الٰہی میں زندگی بسر کرنے کا عہد کر لیا اور میری زندگی میں فوراً ایک عجیب انقلاب آ گیا اور اس کے بعد آج تک کبھی امارت کا بھول کر بھی خیال نہ آیا۔ سچ ہے۔ ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند ٭ در شہنشاہی فقیری کردہ اند
لطفِ شاں بر ہر دلے تاثیر کرد ٭ صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد

باطنی جہاد کا عظیم اجر

عبد اللہ بن مبارکؒ علم و تقویٰ میں محتاج تعارف نہیں۔ کئی سال کی محنت و مشقت سے حلال روزی کما کر حج و زیارت کے قصد سے تین سو درہم ہمیٹی میں کمر سے باندھ کر گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد سے نکلے۔ فنا، شہر ہی میں تھے کہ دُور سے ایک اپنے محلے کی پارسا اور عفیفہ بڑھیا کو ڈھیر پر سے کچھ مردہ بطخ کی طرح کی چیز اُٹھاتے پایا۔ اُدھر ہو چلے۔ قریب جا کر سلام کے بعد دریافت کیا۔ مائی صاحبہ! یہ کیا اُٹھایا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ عبد اللہ! اللہ تمہارا ارادہ مبارک کرے اپنے راہ چلو، اللہ کے عاجز بندوں کے راز دریافت کرنے کے پیچھے نہ پڑو۔ عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا سادات کی تاریکی میں جس اللہ کا ذکر و عبادت کرنا آپ کا معمول ہے

اس کیلئے مجھے بتلائیں آپ نے ڈھیر سے کیا اُٹھایا ہے۔ فرمایا۔ یہ مردہ بطخ ہے۔ پوچھا کیوں ؟۔ کافی اصرار پر بتلایا کہ تین روز سے بچے فاقہ سے ہیں۔ میں سیّدہ ہوں سوال کرنا اپنے لئے جائز نہیں رکھتی۔ آج جو بچوں کی حالت نازک دیکھی تو بجائے کسی مخلوق پر اپنا بوجھ ڈالنے کے اس بطخ سے بچوں کی جان بچانے کا سامان کرنا خیال میں آیا۔"

یہ سُن کر عبداللہ بن مبارکؒ رو پڑے اور گھوڑے سے اتر کر مائی صاحبہ کو سوار کر کے واپس ان کے گھر پہنچایا اور قسم دے کر کہا کہ آپ انکار نہ کریں۔ ساری رقم ان کے حوالے کر دی اور گھوڑا بھی دے دیا۔ کہ میرے شہر میں ایک بیوہ سیدہؓ اس بدحالی میں ہو اور میں اس پیارے سفر کی بجائے ان کی مصیبت کا تدارک کرنا زیادہ بہتر جانتا ہوں یتیم بچوں اور بڑھیا مائی صاحبہ نے جو دعائیں دی ہوں گی وہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اب اس جہادِ باطن کا کرشمہ دیکھیے۔

جب حج وزیارت کا وقت گزرا تو حاجی لوگوں کی واپسی پر بغداد شریف اطلاع ملی کہ اس سال بہت حاجی لوگ بغداد شریف میں آ رہے ہیں ان کی زیارت وملاقات کو عبداللہ بن مبارکؒ بھی نکلے۔ حاجیوں کو عبداللہ بن مبارکؒ شوق وادب سے ملتے مگر ان سے زیادہ ادب ومحبت سے حاجی صاحبان عبداللہ بن مبارکؒ سے ملتے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ بعد حج ہاتف غیب نے پکارا کہ عبداللہ بن مبارکؒ کا حج قبول ہوا اور اس کے ساتھ تمہارا بھی۔ لہذا ہم تو آپ کی زیارت کو آتے کہ وہ کیسے اللہ کے پیارے بندے ہیں کہ آنے نہ پائے مگر حج قبول ہونے کا اعلان ہوا۔ تب عبداللہ بن مبارکؒ اس رحمت وقبول پر فرط مسرت سے رو پڑے اور حاضرین کو بھی رقت ہوئی۔

دلِ بدست آور کہ حج اکبر است ؎ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ باطنی جہاد کا کرشمہ ہے۔ سالہا سال کی تمنا تھی، جسے لے کر شہر سے نکلے۔ مگر اہلبیت رسول ؐ سے ایک نادار بیوہ اور یتیم بچوں کی بدحالی کا تدارک اس تمنا کے پورا کرنے سے زیادہ ضروری قرار دے کر کیسی عظیم طاعت بجا لائے۔"

باطنی جہاد کرنیوالی ایک اسلامی خاتون کا عجیب واقعہ

شعب الایمان میں بیہقیؒ، ہشام مقسایادی اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ ابو ابراہیم قاضی نیشاپوری کے پاس ایک شخص آیا، لوگوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ اس شخص کا حال عجیب ہے، دریافت پر اس نے بیان کیا کہ میں بہت گناہگار کفن چور شخص تھا، میرے تائب ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک صالحہ بی بی پارسا فوت ہوئی۔ میرا معمول تھا کہ جنازہ میں جاتا اور رات کو جا کر کفن چرایا کرتا۔ اس بی بی کے جنازہ پر میں اسی طرح گیا، نماز جنازہ پڑھی رات کو اپنی بری عادت کے مطابق جا کر اس کے کفن اتارنے کو جب ہاتھ ڈالا تو بی بی بول پڑی کہ "سبحان اللہ! جنتی پر سے جنتی کیسے کفن اُتار رہا ہے؟" میں اپنا جنتی ہونا اس سے سن کر بہت متعجب ہوا، تعجب میں میرے منہ سے نکلا "کفن چور کیسے جنتی ہوگیا۔؟" وہ بولی کہ "وہ اس طرح کہ مجھے اللہ نے یہ درجہ دیا ہے کہ مجھ پر جس جس نے نماز جنازہ پڑھی وہ سب جنتی ہیں اور تو نے بھی مجھ پر نماز پڑھی ہے"، (محفلِ محبوب)

باطنی جہاد یا اصلاحِ نفس کا کرشمہ

حضرت خواجہ سیّد نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ شدید بیمار ہو گئے۔ ہزارہا عقیدتمند یادِ الٰہی میں آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ شدتِ عارضہ سے آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ عقیدتمندوں کو بیحد صدمہ ہوا۔ اتفاق سے اُن دنوں دہلی میں ایک ہندو سادھو کا بہت چرچا تھا کہ لاعلاج مریضوں پر توجہ کرتا ہے اور وہ فوراً تندرست ہو جاتے ہیں۔

درویشوں نے طے کیا کہ بہتیرے علاج معالجے کرائے، مگر حضرت کو آرام نہیں آیا۔ بہتر ہے اسی سادھو کے پاس لے چلیں۔ شاید صحت ہو جائے۔ لہذا آپ سے سب نے عرض کی۔ اجازت ہو تو اس کے پاس لے چلیں۔ فرمایا۔ جس نے ہمیں بیماری کی دولت دی ہے۔ وہی صحت سے بھی نوازے گا۔ ہرگز کسی سادھو کے پاس ہمیں نہ لے جانا۔ یہ کہہ کر آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ درویشوں نے طے کیا کہ لے جانے سے تو منع فرما دیا۔ اب کوئی ایسی تجویز کریں کہ نافرمانی بھی نہ ہو اور آپ کی صحت و تندرستی کا مدعا بھی پورا ہو جائے۔ بہتر ہے سادھو کو کہیں اگر وہ یہاں آ جائے تو حکم عدولی بھی نہ ہو اور کام بھی ہو جائے۔

چنانچہ سادھو کو جا کر کہا وہ فوراً چلا آیا اور ہندوؤں میں بڑا غرور پھیلا کہ ہمارے سادھو سے مسلمانوں کے بزرگ کو صحت ہو گئی تو ہمارے مذہب کی شہرت و نیک نامی ہو گی۔ سادھو حضرت کے پاس پہنچکر فوراً توجہ لگا کر بیٹھ گیا۔ وہ مسمریزم کا عامل تھا۔ قوت متخیلہ کا اثر ضرور ہوتا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت اُٹھ بیٹھے اور غذا کی قسم سے طلب فرمایا۔ سادھو اس پر بہت خوش ہوا۔

اللہ کے فقیر باطنی جہاد والے بزرگ کی پہلی نظر سادھو پر جب پڑی۔ فرمایا۔ سادھو! تم نے یہ فن کس سے پایا۔ بولا اپنے گرو (مرشد) سے۔ فرمایا۔ اُس نے کیا کہا۔ عرض کرنے لگا۔ مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ من کے خلاف کیا کرو (یعنی نفس کی بات نہ ماننا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس ہدایت پر تم کاربند ہو۔ بولا ضرور، اسی کا تو کرشمہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری سمجھ میں سارے جہاں کا خالق، مالک معبود اللہ تعالےٰ اور ہادی محمد رسول اللہ ہیں؟۔ اس نے کہا کہ یہ ایسی کھلی اور سچی بات ہے، جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور اس میں کوئی شک نہیں۔ تب آپ نے فرمایا۔ تمہارا نفس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟۔ بولا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تمہارا طریقہ ہے کہ نفس کے خلاف کرنا ضروری ہے اور اس کی بات نہیں ماننا تو کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ لاجواب ہو کر رہ گیا اور دل میں پچھتایا کہ یہ تو شامت آئی۔ اچھا علاج کرنے آئے کہ خود کلمہ پڑھنا پڑ گیا۔ پھر نفس و شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ آئندہ تو ایسے فقیروں کے پاس نہ جانا اور آج دکھاوے سے زبانی کلمہ پڑھ لو۔ دل سے نہ پڑھنا" یہ خطرۂ شیطانی دل میں جونہی آیا حضرت کے چہرے پر جلال آیا۔ اور فرمایا۔ دل میں کیا کہتے ہو کہ اوپر سے صرف زبانی کلمہ پڑھیں گے دل سے نہ پڑھیں گے، تم محمدی فقیروں سے نا آشنا ہو۔ زبان سے تم پڑھو، تمہارے دل اور باطن سے کلمہ پڑھانا انشاء اللہ تعالےٰ بارگاہِ مصطفویؐ کے فقیر نظام الدین کا کام ہے

اس کے باطنی خطرہ پر آپ کی اس اطلاع و کشف سے اس کی چالاکی اور مسمریزم پر رعشہ طاری ہو گیا، ناچار کلمہ پڑھا اور پھر آپ نے توجہ فرما کر کلمہ طیبہ کی حقیقت اس پر وارد فرمائی اور اسلام ہدیۂ بنا کر شرف بخشا اور اس کے لطائف اور ظاہر و باطن پر کلمہ شریف جاری ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ بیٹا جاؤ، آگے لوگوں

کے جسموں کی بیماری دُور کرتے تھے۔ اب دِلوں کی بیماری کے دُور کرنے کا کام کیا کرو۔ وہ صاحبِ تصرف بزرگ ہوگیا۔ اس کی صحبت سے لوگوں کو فیض ہوتا اور برکت ہدایت ملتی۔ جب وہ حضرت محبوب الٰہی کے دربار سے باہر آیا تو دروازے پر ہندو مرد عورتیں بار لئے موجود ہیں۔ مگر یہ کلمہ شریف پڑھتا آرہا ہے۔ پہلے صورت بدنما تھی۔ اب چہرہ پر رونق اور اسلام کی برکت اس قدر ہے کہ بعض کہتے ہمارا سادھو ہے۔ بعض کہتے یہ کوئی اور ہے۔ وہ کالا تھا۔ آخر پہچان کر بولے۔ یہ کیا تم تو کلمہ پڑھ رہے ہو۔ مریض کا علاج کرنے گئے تھے یا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے ؟

وہ بولا۔ ہاں جب تمہاری طرح میری بھی مت کٹی تھی۔ تو میں بھی یہی سمجھا تھا کہ میں معالج ہوں اور وہ بیمار ہیں۔ مگر جانے پر معلوم ہوا کہ وہ حکیم ہیں اور بیمار تھا۔ بڑے درد اور سوز سے کلمہ طیبہ پڑھتا اور جسے تلقین کرتا وہ فوراً مسلمان ہوجاتا۔ اس کی مزار بھی دہلی میں ہے۔

معلوم ہوا کہ یہی باطنی جہاد (تصوف) ظاہری جہاد کی اصل اور بنیاد ہے۔ نفس و شیطان اندرونی دشمن ہیں۔ ان پر فتح پاکر ظاہری دشمن کفار، مشرکین، دشمنانِ حق پر فتح حاصل کرنا قطعی اور یقینی ہے۔ حدیث شریف میں اسی لئے اصلاحِ نفس (تصوف) کو جہادِ اکبر فرمایا گیا ہے اور یہ ادب و عشقِ مصطفٰے اسے نصیب ہوتا ہے۔ ملت و ملک و قوم کی خیر اسی میں ہے۔ کہ ہمارا ہر فرد ادب و عشقِ حق سے بھرپور ہو۔ ؎

ہر کہ عشقِ مصطفٰے ساماںِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

—— ★ ——

مجاہدۂ نفس کرنے والوں کی شانِ اخلاص

ابن الفارض کا جب وصال ہونے لگا۔ آٹھوں جنتیں منکشف ہوئیں وہ بارگاہ رب العزت میں عرض کرنے لگے بس ؎ اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ

مَا قَدْ رَأَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد ؎ تا نہ بینم رخ تو روح دمیدن ندہم

یعنی اگر میری محبت کی یہی قدر قیمت پڑی تو میری عمر بھر کی محنت تو یونہی گئی۔ پھر جنتیں مستور ہوگئیں اور مطلوب کی تجلی ہوئی۔ اس کے بعد روح پرواز کرگئی ؎

مجاہدین اسلام کفار پر اللہ کی تلوار اور آپس میں دلدار ہوتے ہیں!

(فتح ۲۶/۱۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ الآیۃ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو آپ کے ساتھ والے (اہلِ بیت و اصحاب) ہیں۔ وہ کفار پر تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ؎

راہِ خدا میں ظاہری، باطنی جہاد

کرنے والوں کی ماؤں پر اللہ رسولؐ نے جن کو سیادت بخشی ان کی شان

صواعق محرقہ میں ابی ایوب سے مروی ہے۔ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب روزِ قیامت ہوگا۔ عرش کے اندر سے ایک منادی پکارے گا۔ "اے اہلِ محشر! جھکاؤ اپنے اپنے سروں کو اور بند کرلو آنکھیں اپنی تاکہ گزر جاویں پل صراط سے فاطمہ بنت محمد رسول اللہ تو آپ ستر ہزار حورعین کے ساتھ بجلی کی طرح گزر جائیں گی ؎

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز ؎ از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نورِ چشمِ رحمۃٌ للعالمین ؎ آں امامِ اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ھَلْ اَتیٰ ؎ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق ؎ مادرِ آں کارواں سالارِ عشق
سیرتِ فرزندہا از امہات ؎ جوہرِ صدق و صفا از امہات
آں ادب پروردۂ صبر و رضا ؎ آسیا گرداں و لب قرآں سرا
رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست ؎ پاسِ فرمانِ جنابِ مصطفےٰ است

ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہا بر خاکِ او پاشیدمے

(اقبال)

مجاہدین اسلام کی جنگلی درندوں پر حکومت

شمال مغربی افریقہ میں جب تبلیغ اسلام کیلئے عقبہ بن نافع رضی قریباً تین مجاہدین کے ساتھ گئے۔ نصرانی سلطنت سے کچھ فاصلے پر وحشی درندوں کے ہیبت ناک جنگل میں بوقت عصر پہنچے اور اسی جنگل میں اسلامی فوج کی چھاؤنی قائم کرنا طے پایا۔ جاسوس نے یہ معلوم کر کے بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ مع اراکین سلطنت ان کے ملاحظہ کو آیا تو دیکھا کہ تمام مجاہدین اپنے امیر عقبہ بن نافع کے پیچھے نماز عصر ادا کر رہے ہیں۔ بعد نماز ذکرِ الٰہی کی ولولہ انگیز فلک بوس صدا سے فضا گونج اٹھی۔ بعد دعا امیرِ مجاہدین نے جنگل کی سمت رُخ کر کے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر جنگلی درندوں سے یوں خطاب کیا:۔

"اے جنگل کے وحشی جانورو! سن لو، ہم محبوبِ خدا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام اور اسلام کے جانباز مجاہد ہیں۔ تبلیغ اسلام کیلئے ہمارا سفر ہے ہم نے طے کیا ہے کہ یہاں اسلامی فوجی قیام گاہ ہوگی۔ لہٰذا میں بحیثیت اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ کا غلام امتی ہونے کے تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ شام سے قبل تمام جنگل خالی کر دو ورنہ اللہ رسول کے حضور میں تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔"

بادشاہ نے اس خطاب کا خلاصہ مطلب معلوم کر کے قہقہہ لگایا کہ اول تو مسافر بے ہتھیار اور گویا مٹھی بھر تعداد اور دماغی توازن کا یہ عالم کہ وحشی درندوں سے خطاب کر کے انہیں اپنے ٹھکانے

جنگل سے نکل جانے کا الٹی میٹم دے رہے ہیں اور وہ بھی عربی زبان میں کہ اس سرزمین کے انسان بھی اسے نہ جانیں۔ جنگل کے درندے بھلا یہ وعظ کیا سمجھیں گے۔

ادھر عقبہؓ بن نافع کا خطاب ختم ہوا اور ادھر قہقہے ذرا تھمے تو دیکھتے کیا ہیں۔ کہ جنگل کے چاروں طرف سے وحشی درندے اپنے بچوں کو لئے بھاگے چلے جا رہے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگل درندوں سے خالی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ اس قدر مرعوب ہوا کہ اپنے وزیروں مشیروں سے کہنے لگا۔ کہ یہ قوم دنیا کی قوموں کی طرح نہیں۔ اس قوم کی تعداد اور اسلحہ کو نہ دیکھا جائے اس کے ارادے اور مقاصد تو کسی غیبی لاجواب طاقت کی تائید اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس قوم سے مقابلہ کر کے کوئی کامیاب نہ ہو سکے گا بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لی جائے۔ امراء و وزراء نے بھی بیک زبان کہا کہ بجا ہے یہ لوگ فرشتے نہیں تو ہماری طرح انسان بھی نہیں۔ اس پر بادشاہ عقبہؓ سے ملنے کو بڑھا اور میلے کپڑوں والے مسافر مجاہدوں کے سردار سے قلبی ادب و تاثر کے ساتھ ملا اور بغیر کسی حیل و حجت کے ان کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے اور بلا توقف مسلمان ہو گیا۔

بادشاہ نے عقبہؓ بن نافع سے پوچھا۔ کہ "پہلے تو ہم تمہارے خطاب سے ہی تعجب کر کے ہنس رہے تھے کہ جنگلی درندوں سے مخاطب ہیں۔ مگر جب اس خطاب کا اثر دیکھا تو حیرت کی حد نہ رہی کہ جن کے حکم کو درندے بھی قبول کرتے ہیں۔ وہ کوئی معمولی لوگ نہیں۔ اب مجھے اس راز سے تو خبردار کریں۔ کیا یہ کوئی جادو تھا اگر یہ نہیں تو آخر اس قدر اثر کس چیز کا تھا" فرمایا۔ "محض اللہ رسولؐ کی سچی محبت و اطاعت ایمان و دین کا اثر ہے" بادشاہ نے کہا "اس میں کوئی شک نہیں" (تواریخ اقلت)

گو مسافر ہے نوا ہوں پر ہوں خطہ کا غلام ؎ اس علاقہ سے تہ فرمان ہیں میرے خاص و عام

فتح حمص

واقدی نے فتوح الشام میں ذکر کیا اور دیگر مورخین نے بھی لکھا ہے کہ حمص پر جب تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مجاہدین کو کفار کا مقابلہ کرنا پڑا تو ظاہری اسباب کی رُو سے فتح تو کیا، جان بچانا بھی دشوار تھا۔ اسی پریشانی کا عالم تھا۔ مجاہدین نے والیِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے دعائیں مانگی اور استمداد کی ذکر عبادت اور دعا و توسل کی برکت یہ ہوئی کہ ہرقل کا بڑا معتمد قتیس (بڑا عالم) تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ ہونا اس کا ظاہر ہی ہے۔ اہل اسلام کی بدحالی بے سامانی کا عجیب عالم تھا کہ رات کو خواب میں اُسے حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس سے قتیس اس کے دل میں دینِ اسلام کی سچائی اور رغبت پیدا ہو چکی تھی۔ دیدار ہوتے ہی اُس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور یہی فتح حمص کا موجب و باعث بن گیا۔

فتح بصریٰ

فتوح الشام اور ناسخ التواریخ میں ہے کہ بصریٰ کا بادشاہ روماس نامی عیسائی تھا۔ انتہا درجہ تنگی سامان و اسباب میں مجاہدینِ اسلام عظیم حوصلہ سے جہاد میں سرگرم تھے۔ اس بے سروسامانی میں ذکر عبادتِ الٰہی و دعا سے بھی غافل نہ تھے اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو کہ مجسمۂ نور و نصرتِ حق ہیں برائے امداد یاد کرتے اللھم بحق محمدِ النبی الامی انصرنا۔ اے اللہ! نبی امی آخری مبعوث صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل فتح دے۔ عین میدانِ جنگ میں روماس نے خالد رضی بن ولید سے چند سوال دین اسلام کے متعلق دریافت کیے اور ان کے خاطر خواہ جواب پاکر اپنے طور پر مسلمان ہو گیا اور اپنے لشکروں کو بھی اسلام قبول کر لینے کی ترغیب دی مگر وہ نہ مانے۔ بلکہ

اس کی جگہ دیرجان کو مقرر کردیا اور کئی روز جنگ ہوتی رہی۔ ایک روز روماس نے کسی تدبیر سے مسلمانوں کو قلعہ میں پہنچا دیا اور وہاں پر خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ دیرجان مارا گیا اور بصریٰ اہلِ اسلام مجاہدین کے قبضہ میں آگیا۔

بصریٰ فتح ہوجانے کے بعد شاہ روماس کی بیگم خالدؓ بن ولید کے پاس پہنچ کر کہنے لگی۔ "اے عفت و پاکیزگی و بلند حوصلگی و استقلال کے مثالی کردار والی فوج کے سپہ سالار! میں نے رات کو خواب دیکھا ہے۔ جو بہت عجیب ہے۔ کوئی بزرگ عظیم المرتبت نہایت ہی پاکیزہ صورت نور و برکت کے مجسمے تشریف فرما ہیں اور وہ فرما رہے ہیں۔" شام و عراق مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوگئے" میں نے پوچھا "حضرت آپ کون ہیں؟" ارشاد فرمایا "میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔" پھر مجھے اسلام لانے کو فرمایا اور ادھر میرا دل تو ان کی زیارتِ پاک کے ساتھ ہی ان کی تصدیق سے بھرپور ہو چکا تھا اور دل سے میں اسلام کو مان گئی تھی۔ یہ فرمانا تھا کہ میں ظاہری طور پر بھی مشرف بہ اسلام ہوئی۔ ماس پر حضورؐ نے مجھے دو سورتیں قرآن کریم کی سکھلائیں۔

خالدؓ یہ سن کر والیٔ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اور شوق میں زار زار رونے لگے اور پھر فرمایا "وہ دونوں سورتیں تم پڑھ سکتی ہو۔" وہ بولی "بے شک سن لیجئے۔" پھر اس نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص شریف عمدہ صحیح سنائیں۔ چونکہ روماس کی بیگم کو ابھی روماس کے مسلمان ہوجانے کا علم نہ تھا۔ اس نے خالدؓ سے کہا "اب یا تو روماس مسلمان ہوجائیں یا پھر مجھے فارغ کر دیں تاکہ میں اپنی زندگی مسلمانوں میں بسر کرسکوں۔" خالدؓ نے مسکرا کر بتلایا کہ "الحمد للہ، وہ تم سے بھی پہلے مسلمان ہو چکے ہیں۔" یہ سن کر بیگم روماس کو نہایت خوشی ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے

حضور سجدۂ شکر بجالائی۔ سبحان اللہ۔ (صحیفۂ تحقیقات)

جن کو یَا النصرَ اللہِ اَنْزِلْ ٭ کہہ کے صحابہؓ بلاتے، یہ ہیں
حیات و فات کے آگے پیچھے ٭ سنتے، مدد فرماتے یہ ہیں
ابنِ ضمرہ، کعبؓ کی سُن کر ٭ فتحِ حلب فرماتے یہ ہیں
خواب میں یوقنّا کو آکر ٭ مومن عرب بناتے یہ ہیں
یاس میں آکر اذنِ خدا سے ٭ مشکل حل فرماتے یہ ہیں
معرکہ ہائے شدید میں اس کو ٭ نعم البدل بناتے یہ ہیں
یونہی قیسِ ہرقل کے ٭ خواب میں بخت جگاتے یہ ہیں
فتحِ حمص کا خادم کی خاطر ٭ یوں سامان بناتے یہ ہیں
یونہی فتحِ بصریٰ میں بھی ٭ ناصر بن کر آتے یہ ہیں
شاہِ روماس مسلمان کر کے ٭ بیگم ساتھ مِلاتے یہ ہیں
شام، عراق کی غیبی خبریں ٭ شاہدِ کل بتلاتے یہ ہیں
اس پر اس کو مومنہ کر کے ٭ فاتحہ، قل پڑھاتے یہ ہیں
دین دُنی کی ہر ہر نعمت ٭ دیتا رب، دلاتے یہ ہیں
یہ اللہ کے نائبِ اعظمؐ ٭ اور حبیبؐ کہاتے یہ ہیں
عالم ان کا دست نگر ہے ٭ سب پہ کرم کماتے یہ ہیں
بہتر رفت سے محمودؔ آمد ٭ حق کی نعت میں آتے یہ ہیں

مولا اوّلی شاہد، ناصر ۔ اوّل آخر، باطن ظاہر

یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں
صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں پر حملہ آور کفار سے جہاد کا حکم

(البقرہ ۲) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ "اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔"

حاصل یہ کہ دین اسلام مجاہدینِ اسلام کو متنبہ فرماتا ہے کہ باطل کی طاقت حق کے مقابل ناقابلِ برداشت ہے۔ کہ تبلیغ حق کے لئے مانع ہے لہذا اہلِ جہاد غازیانِ اسلام کے سامنے یہ منصوبہ ہے کہ یا تو باطل حق کو سمجھ کر قبول کرلے ورنہ اس کے سامنے ہتھیار رکھ دے۔ یہ بھی نہ ہو تو باطل کی طاقت ختم کرکے رکھ دینا ہی مناسب ہے۔ تاکہ حق کی شان پر کبھی آنچ نہ آنے پائے اس سے وہ افراد مستثنٰے ہیں جن سے جنگی ضرورتوں میں باطل کو مدد نہ مل سکتی ہو۔ مثلاً ضعیف بوڑھے بچے لنگڑے، اندھے، ناکارہ بیمار، نکمی عورتیں وغیرہ انہیں قتل نہ کیا جاوے گا۔ اس احتیاط کے ساتھ کہ وہ جاسوسی (وائرلیس وغیرہ) کے طور پر مدد نہ کریں۔

حد سے نہ بڑھنا یہ ہے کہ شرع شریف کی ہدایت سے تجاوز یا اس میں کوتاہی نہ کرو۔ طریقہ

جہاد یہ ہے کہ پہلے کفار کو دعوتِ اسلام دی جائے تبلیغ باضابطہ کی جائے اگر انکار کریں تو جنریہ طلب کیا جائے اس سے بھی انکار کریں تو جہاد کے شکنجے میں رکھے جاویں اور اس وقت تک جہاد جاری رہے کہ کفار اہلِ باطل کا فتنہ نہ رہے۔ اور اللہ کا دین ہی ہو۔!

کافروں کے ظلم و تعدی کا بدلہ پورا پورا لینا ضروری ہے

(بقرہ ۲) اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ٥ ماہِ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے جو تم پر زیادتی کرے اُس پر زیادتی کرو مثل اس کے جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔"

جو ہمارے دین کی رعایت نہ کریں وہ کسی رعایت کے حقدار نہیں۔ کفار کو زیادتی کا موقع دینا صحیح نہیں جیسا کسی پر بے جا ظلم روا نہیں۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے باعثِ ہلاکت امور کے تدارک و احسان کا حکم

(بقرہ ۲) وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى

التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔"

(۱) اس سے تمام دینی ایمانی خیر و برکت کے اور رضائے حق و طاعت کیلئے خرچ کرنا مراد ہے۔ خواہ جہاد میں یا دوسری خیرات وحسنات کے سلسلے میں۔ لیکن جہاد میں خرچ بہت ہی اہم و اعلیٰ ہے (۲) "اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو" اس سے ہلاکت کی تمام صورتوں سے بچاؤ کرنا فرض و لازم ہوا خواہ وہ ہلاکت ظاہری دنیاوی ہو یا باطنی روحانی کہ مومن کا ظاہر و باطن سب کچھ دین و ایمان سے ہی متعلق ہے (۳) راہ خدا میں خرچ کا ترک کر دینا بھی ہلاکت اور بیجا خرچ کرنا بھی ہلاکت ہے۔ باوجود امکان بے ہتھیار جنگ میں جانا، زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کر لینا۔ جہاد سے بھاگنا۔ جہاں طاعون ہو وہاں جان بوجھ کر بلا ضرورت شرعی چلا جانا۔ اگرچہ جہاں ہو وہاں کے لوگوں کو بھاگنا بھی منع ہے۔ (۴) بھلائی والوں میں ہونے کا ارشاد ہے۔ جس سے ہر خیر اور ہر بھلائی والا ہونے کو یہ ارشاد شامل ہے اور ہر شر و برائی سے پرہیز اسی سے ثابت ہوا کہ امر کسی چیز کا اس کی ضد سے ممانعت بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر بدی سے بچنا لازم ہے (۵) قسطنطنیہ میں رومیوں کی جنگ میں ایک بھاری صفِ کفار پر ایک مسلمان نے تنہا حملہ کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کی صف میں گھس گیا۔ تو مسلمان چلائے کہ سبحان اللہ۔ یہ تو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ رہا ہے۔ تو ابو ایوبؓ انصاری نے اٹھ کر اُن کو جواب دیا کہ تم اس آیت کا مطلب یہ سمجھ رہے ہو۔ یہ

آیت ہم انصار میں نازل ہوئی۔ جب اسلام کو غالب کر دیا اللہ نے اور اس کے حمایتی بکثرت ہو گئے۔ ہم میں سے کسی نے در پردہ کہا کہ ہمارے مال ضائع ہو رہے ہیں۔ اللہ نے اسلام کو عزت دی اس کے امدادی کثرت سے ہو گئے ہیں۔ اب اگر ہم اپنے مال اسباب پر قائم رہ کر ان کی دیکھ بھال کرتے تو وہ نقصان نہ ہوتے تب اللہ نے یہ آیت اپنے نبی پر نازل فرمائی۔ ہمارے اور فقراء کے خیال کی تردید ہوئی کہ مال اسباب امور دنیاوی میں لگ کر جہاد سے فارغ ہو کر بیٹھنا تہلکہ ہے۔ چنانچہ وہ خود آخر دم تک مجاہد فی سبیل اللہ رہے اور قسطنطنیہ میں فوت ہوئے ان کا مزار شریف بھی وہیں ہے۔ وہاں کے لوگ قحط باراں میں ان کے مزار شریف سے توسل کر کے اللہ سے بارش طلب کیا کرتے ہیں۔ (زواجر ۲ ۱۴۳ مصر) (۶) مسلم وغیرہ میں ہے۔ جو اس حال میں مرے کہ نہ اس نے غزا کیا نہ اس کا شوق ہی اس کے جی میں پیدا ہوا۔ تو وہ ایک قسم کے نفاق پر مرا (۷) ابوداؤد ابن ماجہ میں ہے جس نے نہ جہاد کیا نہ مجاہد غازی کیلئے کوئی بندوبست کیا نہ کسی غازی کے پیچھے اس کی امداد کی اس کے گھر والوں کی امداد بھلائی کر کے" اُسے کوئی تباہ کن حادثہ اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے پہنچائے گا (۸) ترمذی، ابن ماجہ میں ہے۔ جو اللہ سے ملے اس حال میں کہ اس پر جہاد کا کوئی ثبوت نہ ہو تو اس میں رخنہ ہو گا (۹) جو لوگ جہاد ترک کر دیتے ہیں اللہ انہیں ضرور کسی عام عذاب اور بلا میں مبتلا فرما دیتا ہے (طبرانی) (۱۰) بخاری میں نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدوں پر قائم رہنے اور ان میں پڑنے والے کی مثال ایسی ہے جیسی ایک جہاز میں قرعہ اندازی سے کچھ لوگ اوپر اور کچھ نیچے درجے میں پہنچے۔ نیچے والوں کو جب

کوئی ضرورت پڑی تو اوپر والوں پر سے گزر کر پانی لینے گئے تو آپس میں کہا کہ ہم اپنے نیچے والے حصے میں سوراخ بنا کر پانی حاصل کر لیتے تو بہتر تھا۔ ان اوپر والوں پر سے گزر کر ہم ان کو یہ تکلیف تو نہ پہنچاتے۔ اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو اس ارادے کو پورا کرنے کو چھوڑ دیا تو سب اوپر نیچے والے ہلاک ہوئے اور اگر انہیں اپنے اس ارادے سے باز رکھا تو آپ بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچا لیا (فائدہ کلی) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کا ترک کر دینا مسلم قوم کیلئے ہرگز روا نہیں بلکہ عالمگیر تباہی کا موجب ہے۔ اور اہلِ حق و ہدایت کا جہاد جاری رکھنا ہی ظاہر و باطن کی خیر و سلامت اور امن و خوشحالی کا موجب ہے۔

(تفریح المجاہدین بانفاس العارفین)

ہادیٔ عالم آخر المبعوثین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(۱) فرمایا۔ دلوگو!) بے شک میں تمہارے بندوبست کو آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بخدا میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں اور میں بعد کو خدا کی قسم تمہارے مشرک ہو جانے کا اندیشہ نہیں رکھتا لیکن مجھے خوف ہے کہ تم دنیاداری میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی رغبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ (بخاری)

(۲) فرمایا۔ دینِ اسلام کی بنیادی چیزیں پانچ ہیں (۱) یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود خدا نہیں اور یہ گواہی کہ محمد اللہ کے سچے آخری پیغمبر ہیں (۲) نماز پنجگانہ قائم

رکھنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا (بخاری)

(۳) فرمایا۔ تم میں کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

(۴) فرمایا۔ بیشک تم سب سے زیادہ تقویٰ اور علم والا اللہ کے ساتھ میں ہوں (بخاری و مسلم)

(۵) فرمایا۔ بیشک میرا علم بعد وفات بھی مثلِ حیات کے ہے۔ (ابن عساکر۔ ابن عدی)

(۶) تمہارا ہر کوئی حاکم اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۷) فرمایا مومن ایک سوراخ سے دوبار ڈسا نہیں جاتا۔ (صحاح)

(۸) کچھ لوگ خیر کے کاموں کی کنجیاں ہوتے ہیں اور شر کیلئے بندش اور کچھ شر کی کنجیاں اور خیر سے مانع ہوتے ہیں۔ مبارک ہو اُسے جس کے ہاتھ میں خیر کی چابیاں رکھی گئیں۔ (ابن ماجہ)

(۹) میری زندگی اور وفات تمہارے لئے بہتر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو جو اُن میں اچھے ہوں ان پر اللہ کی حمد کرتا ہوں ہوں اور جو بُرے ہیں ان کے متعلق تمہارے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ (بزار بسند جید)

(۱۰) اللہ نے زمین پر پیغمبر کے جسم کو حرام فرما دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی ع زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ نسائی، احمد)

(۱۱) مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی بہتر ہے۔ (طبرانی، بیہقی)

ابوبکر صدیق رض

(۱) آپ نے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ارشادِ الٰہی کے متعلق فرمایا۔

بر خشکی زبان ہے اور بحر تری دِل ہے۔ جب زبان میں فساد آئے تو اس پر انسانی نفوس ماتم کرتے ہیں اور جب دل میں فساد آجائے تو اس پر فرشتے ماتم کرتے ہیں۔ (تفاسیر۔ سیر)

(۲) آپ فرض کی امامت کرتے بھی حضورؐ کے آنے پر پیچھے ہٹ کر آجاتے (بخاری)

(۳) حضورؐ کا مراقبہ کیا کرو (لحاظ رکھو) آپکی اہلبیت کے لوگوں کے معاملہ میں (بخاری)

(۴) جہاد میں خرچ کیلئے جب ارشاد ہوا تو حضرت عمرؓ لاکھوں روپے لائے جو اُن کے کل مال کا نصف تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ ایک کمبل میں گھر کا سب کچھ باندھ کر اُٹھا لائے۔ دریافت ہوا گھر کیلئے کچھ رکھا۔ عرض کیا۔ ان کیلئے اللہ اور رسولؐ کو رکھا ہے۔ (سیر)

عمر فاروقؓ

(۱) دنیا کی عزت مال سے اور آخرت کی نیک اعمال سے ہوتی ہے (سیر، مشبہات)

(۲) ماتحت حاکموں نے آپ کو شہروں کی ویرانی پر مرمت و آبادکاری کیلئے درخواست کی تو جواب میں فرمایا تقویٰ اور حدود شرع کے قائم رکھنے میں اپنی ذات اور متعلقات پر کڑی نگرانی کرو۔ تعمیر مملکت، عدل و انصاف سے ہوتی ہے گارے اور سیمنٹ ہی سے نہیں ہوتی۔

(۳) صلح حدیبیہ میں جب یہ شرط آئی کہ جو قریش کا آدمی مسلمانوں نے گرفتار کیا واپس کر دینگے جو قریش نے مسلمانوں کا پکڑا وہ واپس نہ دیں گے حضرت عمرؓ کو یہ کچھ ناگوار گزرا۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور خود حضورؐ سے اس کے متعلق تعجب اور پریشانی سے دریافت کیا۔ کہ جب ہم حق پر ہیں تو پھر اتنا دب کر آخر صلح کیوں کی جائے؟ متعدد سوالوں پر حضورؐ نے فرمایا تھا "عمرؓ! تم دیکھتے ہو کہ میں اس پر رضامند ہو گیا ہوں مگر تم کو ابھی اصرار ہے" خیر بعد کو ثابت ہو گیا کہ یہ شرط مسلمانوں کے حق میں ایسی مفید رہی کہ کفار نے خود اُسے چھوڑ دیا۔ اس طرح تبلیغ دین کا موقع بن گیا تھا۔ جو بہت مفید رہا۔

اس سے زیادہ حضورؐ نے کوئی تنبیہہ یا ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔ مگر حضرت عمرؓ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے۔ لوگو! اپنی رائے کی درستی پر خواہ مخواہ زور نہ دیا کرو، مجھ سے صلح حدیبیہ کے دن ایسا ہوا پھر آج تک اس قصور وخطا کی معافی کیلئے لگاتار نفل روزے رکھے ہیں، صدقے وخیرات کا سلسلہ جاری کیا، نفل پڑھے۔ توبہ کی۔ بہت کچھ کیا۔ مگر ڈر ہے کہ کہیں اس کی گرفت میں نہ آجاؤں" یہ کہہ کر زار زار روتے اور آپ کی حالت دیکھ کر حاضرین بھی رونے لگتے۔

سبحان اللہ! کتنے جلیل القدر مقبول بزرگ صحابی۔ مگر اللہ رسولؐ کا ادب کس قدر ان کے دل ودماغ پر چھایا ہوا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ ادب ہی تو دین ہے — !

عثمانؓ

ایک بار جہاد کیلئے مجاہدین کے بھاری لشکر کا سامان کرنا تھا حضورؐ نے راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی۔ حضرت عثمانؓ نے سو اونٹ مع تمام مال اسباب دینے کا وعدہ کیا۔ پھر دوبارہ فرمایا تو دو سو اونٹ اسی طرح پھر فرمایا تو تین سو اونٹ مع سامان واسباب دینے کا عرض کیا۔ ارشاد ہوا۔ اب اس کے بعد عثمانؓ پر کوئی حرج نہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ غزوہ تبوک میں عثمانؓ نے ساڑھے نو سو اونٹ پیش کئے اور پچاس گھوڑوں سے ہزار کا عدد پورا کیا۔ (مشکوٰۃ)

(۲) یونہی مسجد نبویؐ کیلئے جگہ کھلی کرنے میں اور وادیٔ عقیق میں کنواں خرید کر وقف کیا جس پر بہشت کی بشارت پائی — !

(۳) آپ نے فرمایا۔ میں نے جب سے دہنے ہاتھ سے حضورؐ کی بیعت کی اس ہاتھ کو مقام ستر سے نہ چھوا یا۔ سبحان اللہ۔ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کے دل میں کس قدر ادب واحترام ہے؟

علی کرم اللہ وجہہ

(۱) ارشاد فرمایا۔ یا مَنْ عَدَا ثُمَّ اعْتَدٰی
ثُمَّ اقْتَرَفَ ثُمَّ ارْعَوٰی ثُمَّ انْتَہٰی
ثُمَّ اعْتَرَفَ (ترجمہ) اے وہ شخص کہ زیادتی کی تو نے پھر اس میں مبالغہ کیا۔ پھر ظلم کو کسب بنالیا۔ پھر رک گیا پھر اقرار کر لیا۔

اَبْشِرْ بِقَوْلِ اللّٰہِ فِی اٰیَاتِہٖ ٭ اِنْ یَّنْتَہُوْا یُغْفَرْ لَہُمْ مَّا قَدْ سَلَفْ

(ترجمہ) خوش ہو فرمانِ خداوندی کے ساتھ اس کی آیتوں میں سے اگر وہ باز آجائیں تو گزشتہ انہیں معاف کیا جائے گا۔ (دیوان سیدنا علیؓ)

(۲) گفتہ کو گفت در روئے مصطفےؐ ٭ علم را شہرم علیؓ بابہا

اِنَّمَا الدُّنْیَا کَظِلٍّ زَائِلٍ ٭ اَوْ کَضَیْفٍ بَاتَ لَیْلًا فَارْتَحَلْ
اَوْ کَنَوْمٍ قَدْ یَرَاہُ نَائِمٌ ٭ اَوْ کَبَرْقٍ لَاحَ فِیْ اُفُقِ الْاَمَلْ

(ترجمہ) یہ دنیا تو ڈھلتے سائے کی طرح ہے یا جیسا مہمان رات آیا صبح چلدیا۔ یا جیسا خواب جسے سونے والا دیکھے۔ یا جیسے بجلی امید کے آسمان کے کنارے چمکی اور ختم۔ (کلام حضرت علیؓ)

(۳) مردانِ خدا کے نزدیک آخرت کی دنیا پر ترجیح، حرص، بزدلی اور بخل کی تقبیح میں فرمایا۔ فَاِنْ تَکُنِ الدُّنْیَا تُعَدُّ نَفِیْسَۃً ٭ فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ

اگر کسی خوش فہم کے نزدیک دنیا بھلی شمار ہو تو (آخرت) اللہ کے اجر کا محل یقیناً اعلیٰ اور افضل ہے

وَاِنْ تَکُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُّقَدَّرًا ٭ فَقِلَّۃُ حِرْصِ الْمَرْءِ فِی الْکَسْبِ اَجْمَلُ

اور جب رزق مقسوم اور مقدور (مقرر) ہے تو آدمی کی کسب معاش میں کمی حرص خوب ہی ہے۔

وَاِنْ تَکُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ ؎ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّیْفِ فِی اللّٰہِ اَفْضَلُ

اور اگر بدن موت کیلئے ہی پیدا کیئے گئے ہیں تو یقیناً آدمی کا راہِ خدا میں شہید ہونا ہی بہتر ہے۔

وَاِنْ تَکُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْکِ جَمْعُھَا ؎ فَمَا حَالُ مَتْرُوْکٍ بِہٖ الْمَرْءُ یَبْخَلُ

اور اگر اموال کا جمع کرنا چھوڑ جانے کیلئے ٹھہرتا ہے تو کیا حال ہے چھوٹ جانے والے مال کا کہ آدمی اس کے ساتھ بخل سے کام لے۔ (دیوان سیدنا علیؓ)

(۴) توفیق اور موقع کو غنیمت جان کر نیکی کر۔ نہ معلوم یہ حال پھر رہے یا نہ رہے۔

اِذَا ھَبَّتْ رِیَاحُکَ فَاغْتَنِمْھَا ؎ فَعُقْبٰی کُلِّ خَافِقَۃٍ سُکُوْنٌ

جب تیرے اقبال کی ہوائیں چلتی ہوں تو غنیمت جان اور غافل نہ رہ کہ ہر حرکت کا انجام سکون ہوا کرتا ہے

فَلَا تَغْفُلْ عَنِ الْاِحْسَانِ فِیْھَا ؎ فَلَا تَدْرِیْ السُّکُوْنُ مَتٰی یَکُوْنُ

پس کارِ خیر و احسان سے اقبال و توفیق کے دور میں غفلت نہ کر کیا معلوم یہ دور کب ختم ہو جائے گا۔

(۵) اَرَی الْاِحْسَانَ عِنْدَ الْحُرِّ دَیْنًا ؎ وَعِنْدَ الْقِنِّ مَنْقَصَۃً وَّ ذَمًّا

میں دیکھتا ہوں کہ شریف آدمی سے احسان و حسنِ سلوک قرض ہے اور کمینہ فطرت سے احسان عیب و برائی ہے۔

کَقَطْرٍ صَارَ فِی الْاَصْدَافِ دُرًّا ؎ وَفِیْ شِدْقِ الْاَفَاعِیْ صَارَ سَمًّا

جیسا کہ قطرۂ بارانِ رحمت سیپ میں تو موتی ہو جاتا ہے اور سانپ کے منہ میں جاکر وہی زہر قاتل بن جاتا ہے

اربابِ اقتدار کی سیرت کا ملک پر اثر!!

خوارزم شاہی میں شاہِ خوارزم کا واقعہ مرقوم ہے کہ ایک دن بادشاہ شکار کو خادم

کے ساتھ گیا۔ واپسی پر پیاس لگی ایک انار کے باغ میں گئے۔ باغبان ایک بوڑھا صالح شخص تھا اُس نے بادشاہ کو نہ پہچانا اور مخلصانہ طور پر خدمت کیلئے درخواست کی کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟۔ انہوں نے کہا، ہمیں شدت کی پیاس لگی ہے پانی پلا دو۔ باغبان نے دو گلاس دھو کر رکھے اور ایک دانہ انار کے درخت سے اُتار کر شق کیا۔ ایک انار کے نصف کو نچوڑا تو گلاس رس سے بھر گیا۔ بادشاہ حیران رہ گیا اور دل میں آیا کہ اس قسم کے باغ پر ہم لگان زیادہ کریں گے۔ باغبان نے گلاس بادشاہ کو پیش کیا۔ جو بہت ہی لذیذ پایا۔ پھر باغبان نے دوسرے نصف حصہ کو نچوڑ کر خادم کو دینا چاہا تو اُس سے نصف گلاس رس نکلا۔ بادشاہ نے باغبان سے پوچھا۔ "بابا! ایک نصف سے تو گلاس بھر رس نکلا۔ دوسرے نصف سے آدھا گلاس، یہ کیا ماجرا ہے ؟" بوڑھا باغبان بولا "معلوم ہوتا ہے کہ والیٔ ملک کی نیت میں فرق آگیا ہے"۔ بادشاہ بوڑھے باغبان کی اس گفتگو سے بجد متحیر ہوا کہ ادھر نیت و خیال میں جونہی آیا کہ لگان بڑھانا چاہیئے۔ ادھر بوڑھے کا یہ بیان عجیب تماشا ہے۔

پھر باغبان نے وہ نصف انار کا نچوڑ خادم کو پلا دیا کہ یہ پی لیجئے میں اور دانہ انار اُتار کر رس نچوڑ تا ہوں وہ پلاؤں گا۔ اُدھر بادشاہ نے پشیمان ہو کر نیت بدل لی کہ باغ کی پیداوار میں رس تو مالک حقیقی کی طرف سے ہے ہمیں لگان زیادہ کرنا ایک قسم کی ناشکری ہے بلکہ لگان میں تخفیف کرنا چاہیئے۔ اُدھر باغبان نے دوسرا دانہ درخت سے توڑ کر رس جو نچوڑا تو پھر آدھے ہی دانے کے رس سے گلاس پہلے کی طرح بھر گیا وہ خادم کو پلایا۔ بادشاہ نے باغبان سے پھر سوال کیا۔ "بابا صاحب! اس انار سے پھر اتنا رس نکلا کہ نصف انار سے ہی گلاس بھر گیا۔ باغبان نے

جواب دیا معلوم ہوتا ہے۔ والیٔ ملک کی نیت بخیر ہو گئی ہے۔"

خیر یہ اس سے رخصت ہوئے اور اگلے روز اُسے شاہی دربار میں بلایا۔ تسلی دے کر دریافت کیا۔ کل تمہارے پاس جو دو مسافر آئے۔ تمہارے ان کے درمیان جو واقعہ گزرا، بلاکم و کاست بتاؤ۔ باغبان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ خود بادشاہ اور اس کا خادم ہی تھا۔ اس نے سب صحیح کہہ سنایا۔ بادشاہ نے باغبان سے دریافت کیا کہ والیٔ ملک کی نیت کے متعلق تم نے ہر دو مرتبہ جو بیان کیا۔ اس کی کیا سند ہے۔ اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت میری عمر صدی کے قریب ہے ہمیشہ جب بادشاہ کی نیت نیک ہو تو ملک کی ہر چیز میں برکت اور خیر نمایاں ہوتی ہے اور بادشاہ کی نیت میں فرق ہو تو سارے ملک کی ہر شے اور لوگوں کے ہر طبقے میں ویسا ہی اثر ظاہر ہوتا ہے۔"

بادشاہ یہ سن کر رو پڑا اور آئندہ کیلئے عہد کیا کہ وہ ہمیشہ نیک نیتی اور پاک سیرت و کردار پر کاربند رہے گا۔ کہ والی کی سیرت و کردار کا ملک میں اثر اس طرح ہوتا ہے پھر باغبان کو انعام دیا اور باغ کا لگان معاف کر دیا اور کہا بابا! آپ نے ہمارے لئے اچھی رہنمائی کی اور بہت بڑی حکمت کی بات بتائی۔

عادل نیک والی کا وجود ملک کیلئے اللہ کی رحمت ہے

بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں جب والیٔ ملک بنائے گئے تو آپ نے سابقہ زندگی کے ہر معمول کو مجاہدانہ زندگی کے معمول میں بدل دیا۔ آپ کی پاک سیرت کا ملک بھر میں ہمیشاں برکت و خیر کا اثر ظاہر ہوا حتیٰ کہ آپ کے برسرِ اقتدار آتے ہی خلافتِ اسلامیہ کا

اعلان فرمادیا اور آپ کا زمانہ خلافت راشدہ کے مقدس زمانے سے جا ملا۔

بعض صالحین نے بیان کیا ہے کہ آپؓ کی خلافت دو سال تک رہی۔ اس میں بکریوں کے گلے جنگل میں تنہا چرتے پھرتے۔ کبھی کسی درندے نے ریوڑ کا نقصان نہ کیا۔ دو سال بعد ایک شخص کو اس کے ریوڑ کی بابت اطلاع ملی کہ تمہارے ریوڑ سے آج بھیڑیئے نے ایک بکری مارلی ہے۔ وہ فوراً بولا کہ معلوم ہوتا ہے خلیفہ اسلام نے انتقال کیا ہے۔ ورنہ صالح خلیفہ اسلام کی نیک نفسی اور پاک سیرت کی یہ برکت برابر دیکھی گئی کہ بغیر چرواہوں کے ریوڑ محفوظ واپس آتے رہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسی شب حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے انتقال کیا تھا۔

آں مسلماناں کہ میری کردندہ اند ؎ درشہنشاہی فقیری کردہ اند

ملت و قوم و ملک کی سلامتی اور ترقی کیلئے ہر طبقہ کے افراد کو صالح اور نیک بن کر ایمانداری و دیانتداری سے کام کرنا چاہیئے۔ اور سب کی نیکی اور ہدایت اور کامیابی کیلئے مخلصانہ دعا، تدبیر اور خدمت کا فرض بجالانا ضروری ہے۔ ایمان، اتحاد اور جہاد میں اعلیٰ درجہ پر رہنا اشد ضروری ہے۔

سفرِ جہاد کے چند مسئلے

(۱) مسئلہ جب کفار مسلمانوں پر ظلم کرنے لگیں مسلمان کے جان و مال اور آبرو پر دست درازی کریں تو حتی المقدور جہاد فرض ہو جاتا ہے اور جہاد عظیم عبادت ہے۔ جہاد میں مومن جو خرچ کرے۔ وہ خدا کے نزدیک سات سو گنا زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

(۲) جہاد میں ایک ساعت ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

(۳) مجاہد کو یاد رہے کہ میرے گناہوں کے دفتر بند کر دیئے گئے ہیں۔ لہذا مجھے بھی ظاہری باطنی قوت و طاقت سے اللہ رسولؐ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ کفر یا گناہ کی حمایت میرا کام نہیں۔ کافر فوجی اور مسلمان مجاہد میں فرق ضروری ہے۔

(۴) جہادی ذمہ داریوں کو بخوبی پورا کرنا میرا فرض ہے۔ نماز اور اللہ کا ذکر میری روح ہے۔ نماز و ذکر اور فریضہ جہاد میں غفلت، کوتاہی، لاپرواہی، سستی، بددیانتی اور بزدلی مسلمان سے نہیں ہو سکتی۔

(۵) ایمان، تقویٰ اور جہاد کی بناء پر اللہ رسول کی امداد کے خفیہ بیڑے میری امداد و حمایت کیلئے ہیں۔ پس نفس، شیطان اور کفار کی اطاعت، حمایت اور طرفداری مسلمان کا کام نہیں ہے۔

(۶) مسئلہ۔ اپنے مقام کی آبادی سے تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے نکلے (کہ اگر پیدل، درمیانہ سفری رفتار سے جاتا تو اسے طے کر سکتا) چاہے بری، بحری، فضائی کسی سواری یا آلہ کے ذریعے جائے۔ مسافر ہے۔

(۷) مسافر پر روزہ نماز کیلئے کچھ حکم شرعی خاص ہو جاتے ہیں اگر روزہ رکھنے سے قوی اندیشہ ہو کہ شدید بیمار ہو جائے گا، یا جان کا خطرہ کا موجب بن جائے گا یا جہاد کے قابل کمزوری کی وجہ سے نہ رہے گا۔ تو ایسی حالت میں روزہ رکھنا شروع نہ کرے۔ جتنے دن یہ حالت ہو یہی حکم ہے۔ پھر بعد کو یہ روزے رکھنا فرض ہے اور اگر روزہ رکھ سکے۔ مرض یا جان کا خطرہ

نہ ہو تو رکھنا ہی بہتر ہے بلا وجہ و عذر اس عظیم طاعت سے محروم نہ رہے۔

(۸) نماز پنجگانہ میں چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے گا یعنی ظہر، عصر اور عشاء کے فرض دو دو پڑھنا ہے مغرب اور فجر کے پورے پڑھنا ہے اور اگر کسی مقیم امام کے پیچھے پڑھے جو مسافر نہ ہو تو اُسے بھی چار ہی پڑھنا ہوگا۔ خود امام ہو یا اکیلا پڑھے تو چار رکعت دو ہی ادا کرے گا۔ باقی وتر، سنتیں پوری ادا کرے اس میں کمی (قصر) نہیں۔ زائد نوافل کی بجائے اگر کفار سے مقابلہ کی صورت ہو تو مقابلہ کرنا لازم ہے۔

(۹) واپس اپنی بستی میں آجانے یا کسی جگہ پندرہ دن تک قیام کا ارادہ کر لینے تک مسافر ہی رہے گا اور مسافر کے احکام ہی اس پر ہوں گے۔ لشکری یا ماتحت ملازم ہے تو افسر اعلیٰ یا سردار نے پندرہ روز تک قیام کا ارادہ کیا تو مقیم ہوگا ورنہ نہیں۔ ارادہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا تھا مگر اتفاقیہ ضرورتاً مہینے یا سالوں تک ٹھہرا رہے مسافر رہے گا۔ مالک، افسر یا سردار کو خطرہ نہ ہو تو ارادہ بتلانا ہے اور سفر میں نماز میں یہ جو قصر (یعنی چار کی دو پڑھنا) اللہ تعالیٰ کا تحفہ و صدقہ ہے اُسے قبول نہ کرنا اور چار پڑھنا ناشکری اور گناہ ہے۔

(۱۰) دشمن قریب ہو۔ حالت خوف و خطرہ ہو تو بھی نماز و ذکر نہ چھوڑے مگر نماز خوف باجماعت ادا کرنا جائز ہے اور اس کا طریقہ کسی صحیح العقیدہ عالم دین سے دریافت کرے ورنہ دو جماعت سے پڑھیں۔ ایک باجماعت نماز ادا کرے، دوسرا دشمن کے مقابلے پر رہے۔ پھر وہ بعد نماز مقابلہ کو آجائے اور یہ جا کر نماز ادا کرے یا کم تعداد ہو تو اکیلے باری باری پڑھ لیں۔ مجبوری کی حالت میں سوار، پیدل اور منہ جس طرف ہو پڑھے حتیٰ کہ اشارہ سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

نماز ذکر نفس و شیطان سے جہاد اور مقابلہ ہے اور کفار مشرکین سے لڑنا ان کے ساتھ جہاد ہے کسی جہاد سے غفلت جائز نہیں۔ جہاد سے کوتاہی، غفلت، بے رغبتی، بد دیانتی زبردست گناہ ہے اور گناہگار انعام فتح اور حمایتِ ملائکہ و رحمت کا حقدار نہیں رہتا بلکہ سزا اور عذاب و ذلت اور رسوائی کا مستحق بن جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

مسافر مجاہد کی دعائیں

مسافر اور مجاہد کی صحیح دعا قبول ہوتی ہے۔ والیٔ ملک، افسر اور اپنی فوج اور ملک کی نیکی، بھلائی اور فتح و سلامتی کی دعا مانگنا چاہیئے اس کا بڑا ثواب اور برکت والا انجام ہے مجاہد اللہ کے ذکر اور دعا میں بکثرت مشغول رہے اور کفار کے مغلوب اور تباہ ہونے کی دعا بھی کرتے رہیں سارے جہان کے آخری پیغمبر ہادیٔ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

(۱) "دعا عبادت کا مغز ہے" طاعت کا حاصل اور نتیجہ۔ (ترمذی)

(۲) فرمایا۔ کوئی چیز دعا سے زیادہ اللہ کو پیاری نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۳) فرمایا۔ زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا غائب کی غائب شخص کیلئے ہے (ترمذی و ابوداؤد)

(۵) فرمایا۔ تین شخص ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار کی بوقت افطار۔ بادشاہ (افسر، حاکم) انصاف والا، مظلوم کی دعا۔ اللہ اُسے بادلوں سے اوپر اُٹھا لے جاتا ہے اس کیلئے آسمانوں کے در کشادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے قسم اپنی عزت کی ضرور تیری مدد کروں گا چاہے کچھ بعد ہی ہو۔ (ترمذی)

(۶) فرمایا۔ بے شک تین دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ والد کی دعا۔ مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۷) حضور وسیلۃ الخلائق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا ہر کوئی اپنے رب تعالےٰ سے دعا کرے۔ اپنی جملہ حاجات میں حتیٰ کہ پاپوش کا تسمہ بھی اسی سے طلب کرے جب ٹوٹ جاوے۔ (ترمذی) یعنی پاپوش کے تسمہ سے لے کر مملکت و خلافتِ اسلامیہ اور آزادیٔ ملک سب اللہ سے مانگئے، اُسے ملے گا۔

(۸) فرمایا۔ پانچ دعائیں قبول ہوتی ہیں مظلوم کی جب تک کہ بدلہ نہ لے۔ حاجی کی واپسی تک۔ مجاہد غازیٔ اسلام کی جب تک کہ جہاد سے بیٹھ نہ رہے۔ مریض کی تندرستی تک بھائی کی بھائی کیلئے پس پشت اور ان میں سے جلد قبول ہونے والی بھائی کی بھائی کیلئے غائبانہ دعا ہے (بیہقی)

(۹) فرمایا۔ جو صبح شام تین بار یہ کہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اچانک کوئی بلا اللہ تعالےٰ اُسے نہ پہنچنے دیں گے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن حبان)

(۱۰) ۲۷ بار روزانہ یوں کہا کرے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۝ اس کی برکت سے ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کے صدقے دعائیں سُنی جاتی ہیں اور اہلِ زمین کو رزق ملتا ہے۔ (طبرانی وغیرہ)

(۱۱) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ کا ورد بکثرت رکھے۔

(۱۲) ہر نماز کے بعد کلمہ طیبہ دس بار درود شریف دس بار پڑھا کریں۔

(۱۳) ۱۷۰ بار استغفار کرنا بڑی برکت اور صحت کا موجب ہو گا۔

(۱۴) خاص حاجت و مشکل میں تین یا۔ فاتحہ شریف پڑھ کر ۱۱ بار یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ وَ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ٥ اللہ تعالےٰ فضل فرما دے گا۔ مجرب ہے۔ (۱۵) مشکل میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

حرفِ آخر

کمترین خادم خادمانِ مصطفوی سید محمود، مجاہدینِ اسلام و ناظرینِ کتاب سے التماس کرتا ہے کہ خانگی علالت اور گوناگوں مصروفیتوں میں محض اللہ و رسول کی رضا اور ملت و قوم کی خدمت و حمایت کے تحت لکھا ہے سمجھ کر پڑھیں اور اگر اللہ توفیق دے تو اس عاجز کو بھی دعائے مغفرت سے یاد رکھیں۔ جہاد کرنے والے اللہ، رسول کے پیارے بن جاتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ظاہری باطنی جہاد عظیم عبادت ہے۔ جو اس نعمت سے نوازے جاتے ہیں وہ مقبولِ بارگاہ ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھنوی کا واقعہ ہے نواب صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ ادھر حسبِ وعدہ ایک داشتہ گویا عورت اسی تاریخ کو وہاں پہنچی۔ نواب صاحب نے اس سے معذرت کی کہ ہمارے حضرت آئے ہوئے ہیں تم چلی جاؤ۔ وہ نہ مانی۔ آخر کہا حضرت کا دیدار کرا دو تب جاؤں گی نواب صاحب تو پس و پیش میں تھے کہ حضرت نے نورِ باطن سے معلوم کر کے فرمایا۔ اُسے آنے دو۔ جب

اُس نے نفس سے مجاہدہ کرنے والے ولی اللہ کو ایک نظر دیکھا تو حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا۔

درکوئے نیک نامی مارا گزر ندادند ؎ گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

یعنی تقویٰ و طہارت تو میری قسمت نہ ہوئی آپ کو پسند نہیں تو تقدیر بدل دیجئے۔ حضرتؒ کو

عارف شیراز کے کلام نے مست کر دیا۔ توجہ فرما کر جواب میں فرمایا۔ ؎

درکوئے نیک نامی تو را گذر نہ دادند ؎ من ایں نمی پسندم بدلے دہم قضارا

یہ فرما کر نگاہِ کرم سے اس کا دِل پاک فرمایا۔ وہ تائب ہو کر صالحہ بن گئی۔ وصلی اللہ تعالےٰ

علےٰ حبیبہٖ محمدٍ و آلہٖ و صحبہٖ وسلّم۔ ننگ دو دیشاں محبوب آبادی عفی عنہ

مجاہد کا تعارف

نائبِ حق مومن از عشق و ادب ؎

از جہادِ او فاتحِ شرق و غرب ؎

در جہاں کُن غلامِ مصطفےٰ است ؎ نائبِ مولا علیؓ مشکل کشا ست

پیکرِ ایمان و دین، صِدق و یقین ؎ ضربتے باطل شکن از صادقین

خالدؓ و کرارؓ را آئینہ ؎ ہمت و کردار را گنجینہ

تیغِ حق بر کفر محمودؔ الصفات

غلغلہ از نام او اندر جہات

(★)

زندگی کا تعارف

بندۂ مومن کی ہے کیا زندگی ٭ بندگیٔ حق میں اک پائندگی
ہے ملائک سے کہیں بہتر حیاتِ آدمی ٭ آدمی کی آدمیت سے نجاتِ آدمی
طاعتِ حق میں ہے تو ہے زندگی ٭ ورنہ باطل پر تو ہے شرمندگی
حق کی خاطر زندگی ہے زندگی ٭ اور باطل کے لئے درندگی
کفر سے امن اور ایماں کیلئے ہے زندگی ٭ موجزن دریا میں طوفاں کیلئے ہے زندگی

٭

جہاد کا تعارف

ظلمتِ باطل سے گویا نورِ حق کی جنگ ہے
نور کی آمد پہ جانے سے اندھیرا تنگ ہے

ہزیمت کفر کی ظلمت کو ہو گی اس اُجالے سے ٭ محبت آشنا ہو جا مجاہد کملی والے سے
مجاہد قطرہ قطرہ، یم بہ یم باطل دبانے کو ٭ مسلماں معرکہ آرا ہے زورِ حق دکھانے کو
مجاہد کا نکلنا کس قدر اللہ کو پیارا ہے ٭ فرشتے بھیج دیتا ہے کہ اپنا چاند تارا ہے

سرِ باطل کچل دے بڑھ کے تو میداں میں غازی
کہ صدیوں بعد پھر محمود حق و باطل کی ہے بازی

حصہ دوم

تحفۂ جہاد

قوتِ باطل سے ٹکرا کر ہو مومن سُرخ رُو
تو جہاں میں تیغِ حق ہے اور حکم جَاہِدُوا

(مائدہ پ۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

"اے ایمان والو! اللہ کے تقوی پر رہو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ"

۱۹ محرم ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ۱۲ مئی جمعہ کے خطاب میں معرکہ رن کچھ پر تقریب یوم جہاد جامعہ حنفیہ خانقاہِ محبوب آباد یہ ترانہ پڑھا گیا۔

اُٹھو لے کر خدا کا نام، پھر دورِ جہاد آیا
جہاد آیا جہاد آیا، جہاد آیا جہاد آیا
نہیں کیا خالدؓ و کرارؓ اب مومن کی فوجوں میں
نہیں کیا وہ تلاطم بحرِ ایمانی کی موجوں میں
پجاری بت کا رن میں آج پھر بہرِ فساد آیا
اُٹھو لے کر خدا کا نام، پھر دورِ جہاد آیا

خدا و مصطفےٰ کا عہد پھر مومن کو یاد آیا
رباب زندگی بجتا ہے پھر وہ نغمہ یاد آیا
صنم خانہ کو مدت بعد پھر محمود یاد آیا
اُٹھو لے کر خدا کا نام پھر دورِ جہاد آیا

(۳) ۹ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ۶ ستمبر صدر مملکت کی ملاقات و مشائخ کانفرنس میں شمولیت کے بعد کفار ہند کے جارحانہ حملوں اور تشدد پسندی وظلم پر مجاہدین ملت و قوم کو جہاد پر آمادہ کرتے ہوئے مورخہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ۱۰ ستمبر جمعہ کے خطاب میں بمقام جامعہ حنفیہ خانقاہ محبوب آباد جولیاں ہزارہ اس دعائیہ ترانہ سے مخاطب بنایا گیا پھر مجاہدین کے ہر قافلہ کو اسٹیشن پر روانگی سے قبل فرضیت جہاد کے بیان کے ساتھ سنایا جاتا رہا اور قلمی نقلیں بھی مجاہدین ہمراہ لے جاتے رہے اور بہت پسند کیا گیا۔ ہدیہ ناظرین ہے۔ (خادم آستانہ)

اے ملک و ملت کے پاسبانو ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے
خدا تمہارا نگہبان ہے

بدلتے ایام ہیں جہاں کے ؎ ہیں جانے والے سب ہی یہاں کے
جو کرنا ہے کر چلو، جوانو! ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے
ستم ہے دشت و جبل میں پھیلا ؎ ستمگروں پہ پھر ایک ہلا
اے پاک کشتی کے بادبانو! ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے

جہاں کو دکھلا دو شانِ مومن ؎ بدستِ حق ہے کمانِ مومن
اے بیکسوں کے نگہبانو! ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے
ہو تم خدا کے، جہاں تمہارا ؎ رکے نہ سیلِ رواں تمہارا
اے امرِ حق کے چلّہ کمانو! ؎ خدا تمہارا نگہباں ہے
جہاں میں ظلم و ستم رواں ہے ؎ اُٹھو تمہارا یہ امتحاں ہے
قرآن بن کر، قرآن خوانو! ؎ خدا تمہارا نگہباں ہے
ستمگروں کا جہاں غلط ہے ؎ صنم کدہ کا گماں غلط ہے
اے غزنوی کے حسیں نشانو! ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے
بڑھے چلو فتح ہے تمہاری ؎ لگا دو باطل پہ ضرب کاری
اے پاک بیڑے کے نوجوانو! ؎ خدا تمہارا نگہبان ہے
مٹا دو نقشے ہی کافری کے ؎ بٹھا دو سکّے بہادری کے
مجاہدو! غازیو! جوانو! ؎ خدا تمہارا نگہباں ہے
بتوں پہ کفار کا سہارا ؎ ہے حیّ و قیّوم رب تمہارا
حرم کے محمودؔ پاسبانو! ؎ خدا تمہارا نگہباں ہے

اے ملک و ملت کے پاسبانو!
خدا تمہارا نگہبان ہے

* * * * *

۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد حنفیہ خانقاہ محبوب آباد شریف میں جہاد پر ایک مثالی تقریر کے بعد یہ ترانہ پڑھا جس نے مجمع میں جہاد کا عجیب جوش و خروش پیدا کر دیا۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور نعرۂ رسالت یا رسول اللہ اور نعرۂ مجاہدین اسلام زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی اور جہاد کی اہمیت پر اور ثواب دیگر ضروری ہدایات پر زبردست بیان ہوا اور پھر مجاہدین کے قافلوں کو بوقت روانگی سنایا گیا جو بیحد پسند کیا گیا اور قلمی نقلیں مجاہدین ہمراہ لے گئے۔

اسلام کے جانباز سے محدث ہزاروی کا خطاب۔

روشن ہے ترا نام ☆ مشہور تیرا کام ☆ جانبازی اسلام
ہاں تیز تگ و تاز ☆ اسلام کے جانباز

اے دست و یا فولاد ☆ ہر دم خدا کی یاد ☆ تجھ سے جہاں آباد
بگڑے نہ ترا ساز ☆ اسلام کے جانباز

باطل میں پیچ و خم ☆ ہاں تیز تر قدم ☆ ہے زد میں زیر و بم
باطل شکن آواز ☆ اسلام کے جانباز

اے خالد رضؓ و کرار رضؓ ☆ اعداء پہ برق بار ☆ ہر دم ہے تیار
ہر بڑے کی پرواز ☆ اسلام کے جانباز

فرشتہ صفت جواں ☆ ملت کے نگہباں ☆ غازی، قرآں خواں
یا فاتح سرباز ☆ اسلام کے جانباز

تیرا سر و ساماں ☆ سرمایۂ ایماں ☆ یہ سنت و قرآن
محمود جہاں باز ☆ اسلام کے جانباز

(۴) مجاہدینِ پاکستان وکشمیر کے لئے

۲۴ر ستمبر، ۲۷ر جمادی الاول ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء محدث ہزاروی نے تمام مسلمانوں کو متحد ہو جانے اور کفر کے مقابلے میں جہاد کی تیاری کرنے اور مجاہدینِ اسلام کی ہر قسم کی امداد اور جہاد کی فرضیت پر کتاب و سنت کی روشنی میں تاریخِ اسلام کے معجز نما واقعات یاد دلاتے ہوئے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی جس سے مسلمانوں میں عظیم حوصلہ اور جوش پیدا ہوا۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ ترانہ بھی پیش فرمایا جو بہت مقبول ہوا پھر جانے والے قافلوں کو سنایا جاتا رہا اور وہ اسکی نقلیں بھی ہمراہ لیجاتے رہے۔ خادم ذہار علیہ

بڑھے چلو بڑھے چلو، اے غازیو، مجاہدو! ؎ ستم کا انتقام لو، اُٹھو خدا کا نام لو!

مجاہدوں کے بحر و بر، مجاہدوں کے خشک و تر! ؎ ستم ہے چیونٹیوں کے پر، بملکِ پاک کا شہر!

بڑھے چلو بڑھے چلو، اے غازیو، مجاہدو! ؎ ستم کا انتقام لو، اٹھو خدا کا نام لو!

اُٹھو ہے بدر کا سماں، پھر احنین کا زماں ؎ بدل دو کفر کا جہاں، غلط ہے کفر کا گماں

صنم کدہ یہ تو یہ تو، بڑھے چلو، بڑھے چلو ؎ ستم کا انتقام لو، اُٹھو خدا کا نام لو!

گئی شبِ گراں اُٹھو، سحر کا ہے سماں اٹھو ؎ حرم کے پاسباں اُٹھو، چلو رواں دواں اُٹھو

بڑھے چلو بڑھے چلو، اے غازیو، مجاہدو! ؎ ستم کا انتقام لو، اُٹھو خدا کا نام لو!

اذاں ہوئی جہاد کی، گھڑی ہے حق کی یاد کی ؎ ہے نہ جرم فساد کی، خبر لو بد نہاد کی!

بڑھے چلو بڑھے چلو اے غازیو، مجاہدو! ؎ ستم کا انتقام لو، اٹھو خدا کا نام لو

ہوا جہاد کا سماں، نہ ہے نصیب یہ زماں ؎ ہے زد میں کفر کا جہاں، محمودؐ کا سرورِ جاں

بڑھے چلو بڑھے چلو اے غازیو، مجاہدو! ؎ ستم کا انتقام لو، اٹھو خدا کا نام لو!

(۵) یکم اکتوبر ۵ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء خانقاہ محبوب آباد شریف میں عظیم مجمع سے جہاد میں شمولیت اور جہاد فنڈ میں امداد دینے کی ترغیب کے سلسلہ میں ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد نے زبردست جامع تقریر فرمائی اور اپنی تصنیف کردہ کتابیں جہاد فنڈ کے لئے دے دیں اور حاضرین و عقیدتمندان کو جہاد فنڈ کی مالی خدمت پر آمادہ کیا اور اس کیلئے ۵ ہزار ۲ کو مبلغ پانچصد روپیہ مسلم کمرشل بنک حویلیاں میں جمع کرایا۔ اور اس تقریب پر یہ ترانہ بھی پیش فرمایا جو بہت مقبول ہوا اور محاذِ جنگ پر جانے والے قافلوں کو جہاد پر اُبھارنے والے خطاب کے بعد سنایا جاتا ہے۔ (کمترین خادمِ دربار)

اُٹھو بہار کا موسم آیا، دشت و جبل نے پلٹا کھایا ۶ جانبازانِ کشمیر، جانبازانِ کشمیر
رات چلی اب کالی کالی، چلنے لگا وہ جس نے بالی ۶ بدلی دنیا کی تصویر، جانبازانِ کشمیر
ختم ہوا ظلمت کا دور، ہاں تھوڑی سی ہمت اور ۶ اُلٹی کافر کی تقدیر، جانبازانِ کشمیر
چودھری جاون، لال جھکڑ، کفر اسلام کی ہے اب ٹکر ۶ بھاگ چلا ہے چور شریر، جانبازانِ کشمیر
سونے کی ہے ملی سزا، بے تنظیمی کی جزا ۶ ناحق اب تک تاخیر، جانبازانِ کشمیر
میرا وطن مظلوم ہے آج، آہ جنت میں کفر کا راج ۶ کس کے ہاتھوں کون اسیر، جانبازانِ کشمیر
محسن کش کے ستم سہہ سہہ کر، تختۂ ظلم و ستم رہ رہ کر ۶ جہاد آزادی کی تدبیر، جانبازانِ کشمیر
منزل وہ اب سامنے آئی، پہاڑ بھی ہمت کو بڑھائی ۶ جاگ اُٹھی ہے اب کشمیر، جانبازانِ کشمیر
بدلتے ہیں یونہی ایام، حق کی یاد سے ہو ہر گام ۶ ہمت، تھک گیا نخچیر، جانبازانِ کشمیر
جانبازانِ کشمیر، جانبازانِ کشمیر ۶ ٹوٹا کافر کا ہر تیر، جانبازانِ کشمیر

ایک اور نیک ہے بچہ بچہ، سب کا مقصد ایک او سچا ÷ مست عمل نعرہ تکبیر، جانبازانِ کشمیر
پاک مجاہد ناصر محسن، بھائی بھائی ہے ہر مومن ÷ فتح و ظفر کی یہ تفسیر، جانبازانِ کشمیر

بگڑی اپنی آپ بنائیں ظالم سے کشمیر چھڑائیں
اب مقصود نہیں تاخیر، جانبازانِ کشمیر

(۶) ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ ۸ر اکتوبر ۱۹۶۵ء جمعہ شریف کے عظیم اجتماع میں کتاب و سنت کی روشنی میں محدث ہزاروی نے مسلمانوں کو اعتقادی، ذہنی اور عملی طور پر متحد و منظم ہو جانے پر اپنے مخصوص انداز میں خطاب فرمایا اور تاریخی اور واقعاتی شہادت کی روشنی میں یہ ثابت اور واضح کر دیا کہ خدا، رسول اور بزرگانِ دین کے ساتھ بجا طور پر حسنِ عقیدت اور اتباع شرع میں ہی مسلمان کی کامیابی اور فلاح کا راز ہے، نیز اپنی تصنیفات مجاہدینِ کشمیر و مہاجرین کی امداد کے سلسلے میں عوام میں تقسیم کر کے ان مظلوم لوگوں کی مدد کرنے کو آمادہ کیا جن کو مسلسل جارحانہ کارروائیوں کے تحت کشمیر سے دھکیل باہر کیا گیا ہے اور دوبارہ جہاد میں شمولیت کے عزم کے ساتھ اپنا یہ ترانہ بھی پیش فرمایا۔ جو ۹ ستمبر کو مشائخ کانفرنس میں پیش کیا گیا اور بہت پسند کیا گیا تھا۔ (دیکھئے از خدام درگاہ)

اُٹھ نکل اے غازیٔ اسلام تیری بار ہے ÷ صبرِ ایوبی ہوا اب نوبتِ کرار ہے
متحد اقوام، مسلم سے دغا بازی پہ ہیں ÷ ایک ہی کفار جن کی آنکھ کا تو خار ہے
جنگ تو چھیڑ کا ہے تیری گود میں کفار نے ÷ دیکھتا کیا سامنے اب لشکرِ کفار ہے
باندھ کر سر سے کفن اعلان کر دے الجہاد ÷ جاھدوا کے حکم سے تیرا جہاں سرشار ہے
وہ مجاہد حسن نے حق کا بول بالا کر دیا ÷ رستم تھا کہ شیر اٹھا میدانِ کارزار ہے

گائے جو پوجے اُدھر، جو گائے کھا جائے اِدھر ؎ یہ تناسب واقعی دونوں میں بڑا اسرار ہے

مطمئن کوئی نہیں کفار کی تقسیم پر ؎ کفر نے کی پہل اب ٹھہرے ہماری بار ہے

اے شبِ ظلم و ستم! کشمیر سے اب تو نکل ؎ دینِ حق کے روزِ روشن! آ کہ تیری بار ہے

ایک ہیں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے ؎ نعرہ ایٹم بم ہے جن کا نام بھی تلوار ہے

دہر میں خطرہ نہیں مومن مجاہد کے لئے ؎ اس کا حامی ہے خدا اور سیدِ ابرار ہے

بُت پرستِ اقتدار سمجھے ہم نے للکارا کسے ؎ ہر مسلماں جانشینِ خالدؓ و کرارؓ ہے

بُتکدے کو ہے گماں غزنی میں اب کوئی نہیں

پھر دکھا دو غازیو! محمودؒ کی یلغار ہے

(۷) ۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک بمقام جامعہ حنفیہ خانقاہ محبوب آباد شریف سیدنا و مرشدنا خواجہ سید محمود شاہ صاحب مدظلہ، محدث ہزاروی زیبِ سجادہ قادریہ عالیہ نے "ننگِ انسانیت ستم شعار کفارِ ہند کے لاہور و سیالکوٹ پر ساٹھ ہزار فوج اور چھ سو ٹینکوں اور ہوائی بیڑے سے یک لخت حملہ کر کے بےخبر پُرامن شہریوں پر تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا اور اس کے جواب میں دو بٹالین پاکستانی فوج اور بے ہتھیار سول کے مجاہدینِ اسلام نے جس عزم و استقلال کا مظاہرہ کیا اور دشمن کے منصوبے کو ناکام بنا کر اُسے بھاری جانی و مالی نقصان اور سامان و اسلحہ کی تباہی کے ساتھ پسپا کر دیا" کا تذکرہ کر کے بتلایا۔ کہ یہ اس امر کا کھلا ثبوت ہے کہ جہاد اسلام کا، کافر کی کوئی طاقت و قوت مقابلہ نہیں کر سکتی اور ہر مجاہدِ اسلام حق کا علمبردار ہے وہ حق کی خاطر باطل کی ہر طاقت سے ٹکرا کر سر کٹا تو سکتا ہے، مگر

کبھی جھکا نہیں سکتا۔ باطل کی طاقت نے بارہا مجاہد اسلام کو آزمایا ہے، وقت آگیا ہے کہ دنیا بھر کا مسلمان پھر اُٹھ کھڑا ہو اور باطل کی مکاری کو کچل دے۔ آپ نے زبردست جوش کے ساتھ خطاب فرمایا اور بھرپور موثر انداز سے مسلمان کو جہاد کیلئے صلاحیت پیدا کرنے پر اُبھارا کہ ایمان، اتحاد اور تنظیم و حوصلہ سے مجاہد ہر میدان کا فاتح ہے۔ اس موقع پر آپ نے مجاہدین کے نام ایک پُرجوش ترانہ ارشاد فرمایا۔ جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ (خادم دربار)

اے شیر دل مجاہدو، زندہ تمہارا نام	تم ہو وطن کے پھول وطن کا تمہیں سلام
یلغار کافروں کی یہ مِلت پہ پے بہ پے	ظلم و ستم کا سلسلہ دشت و جبل میں ہے
اب غازیوں پہ فرض ہے مِلت کا احترام	اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام
بھوپال، جوناگڑھ میں، دکن میں، بہار میں	کشمیر میں ستم گری ہے، کہسار میں
یہ کافروں کا شہروں پہ بمبار منٹ عام	اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام
لے کر خدا کا نام تو اُٹھو، مجاہدو!	اک ضربِ حق سے بنیے کا حُلیہ بگاڑ دو
کم تول، ڈنڈی مار سے لینا ہے انتقام	اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام
تم بدر کے مجاہدوں کے جانشین ہو!	حق کی مدد کا، فتح کا، تم کو یقین ہو
شیرانِ حق کا دینا ہے کردار سرانجام	اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام
تاریخ سنہری لکھی جاتی ہے تمہاری	پھر خالدؓ و کرارؓ کے بچوں کی ہے باری
دکھلا دو زمانے کو ستمگر کا بھرا انجام	اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام
اے غازیو! مجاہدو! شیرو! بہادرو!	لے کر خدا کا نام ستمگر کو پھاڑ دو

اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام ؎ بڑھ کر مٹا دو صفحۂ ہستی سے اس کا نام
کون ان کا ہے، تمہارا خدا و نبیؐ، ولیؒ ؎ اُدھر بت پرست ہندو، اِدھر بت شکن علیؓ

محمود بڑھ کے کام کرو کفر کا تمام
اے شیر دل مجاہدو! زندہ تمہارا نام

(۸) ۲۲؍اکتوبر، ۲۶؍جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء بروز جمعہ سیدنا و مرشدنا ابو مسعود خواجہ سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی مدظلہٗ نے جامع مسجد حنفیہ خانقاہ محبوب آباد شریف میں ایک بھاری اجتماع سے جہادِ اسلام کے موضوع پر کتاب و سُنت اور تاریخ اسلام کی روشنی میں ایک جامع بیان سے خطاب فرمایا اور تمام قسم کے تفرقات و اختلافات کی تاریکیوں کو دین و ایمان کے نور سے مٹا دینے پر زور دیا۔ ایمان، اتحاد اور تنظیم میں اسلامی طاقت کا راز سربستہ ہے یہ انکشاف فرماتے ہوئے آپ نے ثابت فرمایا کہ دنیائے ہست و بود میں مسلمان کے ہر مسئلہ کا حل اور ہر پریشانی سے نجات جہاد ہی میں ہے۔ آخر میں آپ نے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کا دردناک انداز سے ذکر فرما کر ان کی مالی اور کپڑوں سے امداد پر توجہ دلائی اور سب سے اول خود نقد پیش کش فرما کر اپنی کتابیں بھی اس سلسلے میں دے دیں اور خود ہمراہ لے جا کر تقسیم کرنے کا عزم فرمایا اور اس موقعہ پر آپ نے "وادیٔ کشمیر سے اسرار و رموز" کے عنوان سے منظوم خطاب فرمایا۔ جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ (خادمِ درگاہ)

اے میرے گلزار! تیری نوبہاروں کو سلام ؎ وادیٔ کشمیر تیرے سبزہ زاروں کو سلام
پر نہ بھولا تجھ کو! تیری یادگاروں کو سلام ؎ کافروں کے ظلم سے مہجور میں تجھ سے رہا
جنتِ کشمیر تیرے شہریاروں کو سلام ؎ میری غفلت سے پڑے تجھ پر مصیبت کے پہاڑ

مسئلہ ہے آج تیری زندگی اور موت کا ؎ تیرے ہشیاروں کو تیرے مستواروں کو سلام

جاگ اٹھی سو کر بہت دن سے میری تقدیر آج ؎ اے ہوائے حریت! کہہ شاخساروں کو سلام

دہر میں بے دست و پا کو حریت ملتی نہیں ؎ تیرے دریاؤں کو تیرے کہساروں کو سلام

اپنی غفلت کی بدولت ہم نے دیکھے ہیں یہ دن ؎ وقتِ کارزار استادہ قطاروں کو سلام

اپنے مرنے کے سوا جنت نہیں ملتی کبھی ؎ جنتِ کشمیر! تیرے جاں نثاروں کو سلام

ہمت از بہرِ خدا یا شاہِ ہمداں! المدد ؎ کوہ و صحرا کے نگہباں حق کے پیاروں کو سلام

خانقاہِ اولیاء محمودؔ خاکِ کاشمر

تو سلامت اور تیرے جاں نثاروں کو سلام

(۹) ۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء بمقام جامع مسجد خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ، محدث ہزاروی مدظلہ نے جمعہ کے عظیم اجتماع میں جہاد کے مقدس موضوع پر قوم سے ایک مثالی خطاب فرمایا۔ آپ کا مقدس بیان شریعت طریقت کے اہم مسائل و مباحث پر مشتمل ہوتا ہے لہذا اس کی افادیت قوم کے ہر طبقہ کیلئے یکساں مفید اور لابدی مانی جاتی ہے۔ چنانچہ قرب و جوار تو کیا دوسرے اضلاع اور دور دراز سے ارباب علم و فہم آکر برکات حاصل کرتے ہیں اس روز آپ نے بہت پیارے اور اہم مسائل پر کلام فرمایا کہ جس طرح ہمارے دینِ اسلام کے صدر اول میں مجاہدینِ اسلام کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد غیبی طاقتوں سے ہوئی تھی اور یہ اسلام کا معجزہ ہو کر کفر والوں پر اثر انداز ہوتی رہی۔ ان ہی پاک لوگوں کے صدقہ و طفیل آج تیرہ سو برس بعد پھر ہمیں خالص کفر و باطل کے مقابل حمایتِ حق کیلئے جہاد کا سنہری موقعہ یاد آیا ہے۔ لہذا لاہور، سیالکوٹ

اور دوسرے محاذوں پر شب و روز ایسی خدائی امدادیں مل رہی ہیں جن کی متواتر اور مسلسل خبریں مسلم اور غیر مسلموں سے ہم پہنچ رہی ہیں۔ پھر آپ نے صحابہ کرام اور بعد کے مقدس مجاہدین اسلام کے جہادی معرکوں میں بہادری کے مخلصانہ کارناموں اور غیبی امدادوں کا حال بیان کر کے واضح فرمایا کہ موجودہ وقت اس جہاد میں بھی غیبی امداد کا یقیناً کافی ثبوت ہے۔ لہٰذا ہر مجاہد اسلام کو ایک نئے میدان مزدور، تاجر، سپاہی، عہدیدار، سردار، آفیسر، کمانڈنٹ سے وزراء اور امراء سے غریب، امیر، عالم پیر، فقیر، شہری، دیہاتی کو اپنی ذات سے لے کر اپنے تمام متعلقین و ملازمین و حلقہ اثر تک کے لوگوں کو دین و ایمان کے احکام و ہدایت کا پورا پابند اور مطیع بنا دینا لازم ہے تاکہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور رسول خدا کی سچی پیروی سے خداوند تعالےٰ کی غیبی امدادوں کے مستحق بن جائیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں اور تکبر و معصیت اور اللہ رسولؐ کی نافرمانی والی باتوں کو اپنے ملک و حلقہ اثر سے ختم کر کے پاک مجاہدین کی فضا پیدا کر لینا چاہیئے۔ اس پر عمل کرو اور دیکھو، دنیا کی ہر باطل طاقت آخر تمہارے قدم چومے گی اور ہر میدان فتح تمہارا ہی ہوگی اور اللہ تعالےٰ کی غیبی امدادی فوجوں کو اور پوشیدہ لشکروں کو تمہاری اعانت و حمایت کیلئے مامور فرمایا جائے گا۔ اس دینی، روحانی اور ملی درستی سے تمہاری ظاہری و دنیاوی ہر کمزوری و نقص کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور اسقدر دولت، مال اور اسباب کی فراوانی دیکھو گے کہ دنیا اور خود تم بھی حیران رہ جاؤ گے۔ آسمان اپنی برکات زمین اپنے خزانے تمہیں پیش کر کے تمہاری رعایت کا فرض ادا کریں گی۔ اور دنیا و آخرت میں تمہارا ذکر اور نام روشن رہے گا۔ بدعقیدگی، تکبر، حسد، بخل، حرص، شہوت، غصہ، آپس میں جھگڑا اور بزدلی، خوف، ہراس۔ باہم ناحق نکتہ چینی، عیب جوئی، بے بنیاد افواہیں اور جہاد اسلام سے

روگردانی، عبادت اور ذکرِ حق سے غفلت، جہاد میں جان، مال دینے سے تنگ دلی یا فکر، اندیشہ مسلمان مومن، پاک غازی، مجاہد کیلئے سخت ناروا ہیں۔ ایمان، اتحاد، تنظیم حق کی فتح کا یقین کامل دین کا دامن نہ چھوٹے۔ پھر ہر امر میں اور ہر میدان فتح تمہاری ہے۔ خیر القرون کے سچے اور پاک مجاہدوں کو نہ بھولو۔ ان کا مقدس نمونہ اپنے ظاہر و باطن میں پیدا کرو، خدا، رسولؐ کی برکتیں، حمایتیں برائی اور برائی والوں کیلئے نہیں نیکی اور نیکی والوں کے لئے ہیں۔"

پھر اس موقع پر آپ نے پنجابی زبان عام فہم ہونے کے خیال سے اسی میں ایک ترانہ جہاد پیش فرمایا۔ جو نہایت موثر رہا اور بہت مقبول۔ ہدیۂ ناظرین ہے۔ عنوان ہے "ترغیب الجہاد"

اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
ہویا فرض جہاد، مسلمانا ٭ کیتا اذن خداوند باری
جھوے رحمت والے جھلنے ٭ در فضل کرم دے کھلے دے
کھلیا آن نصیب غریباں دا ٭ چھاتی مہراں نے آ ماری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
دل مومن شوق غزا دائے ٭ ہر غازی مرد خدا دائے
فتح جنت تے رب رضا ٭ کہی پاک تجارت کاری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
ایہہ اللہ نال سوداگری ٭ پایا جنت وڈی بہادری
سچے رب دا سچا وعدہ ٭ نہیں مومن جو انکاری

اُٹھ چل مجاہد غازیا ٭ ہن آئی جہاد دی واری
شالا غازی تے رب راضی ٭ اج کفر اسلام دی باری
غازی مومن پاک پیارا ٭ ہارے اوڑک کافر ناری
اُٹھ چل مجاہد غازیا ٭ ہن آئی جہاد دی واری
لاہنے غازیاں سر خبیثاں دے ٭ جویں حکم قرآن حدیثاں دے
غازی غالب اللہ والا ٭ فتح، برکت تے سرداری
اُٹھ چل مجاہد غازیا ٭ ہن آئی جہاد دی واری
دم قدم خدا دی یاد ہووے ٭ غیبوں غازیاں دی امداد ہووے
بھیجے غیبی لشکر آپ خدا ٭ بانے خاص جھنڈے سرکاری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
پھیلے ظلم شیطان کفاراں دے ٭ تکو وچ میدان پہاڑاں دے
نعرہ مار کفار تے کر حملہ ٭ تینوں رب نبیؐ دی یاری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
سدا زندگی پاک شہید دی ئے ٭ ایہہ گل قرآن مجید دی ئے
روزی حوراں جنت فردوس سدا ٭ سدا بہار تے نہراں جاری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
کئی مومن کافراں مارے نے ٭ لٹ کٹ گراں کئی ساڑے نے

دنیا جانے ظلم کفاراندا ٭ حملے کیتے نے وارو واری
اُٹھ چل مجاہد غازیا ! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
ہوئیاں قوم تے ظلم زیاتیاں ٭ کفری حملے کالیاں راتیاں
اُٹھ لک بنھ لے چل غازیا ٭ کر جنت دل تیاری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
جوناگڑھ، بھوپال، دکن، کشمیر ٭ کیتے قتل تے قیدی تیرے ویر
غیور مجاہد رکھیں بدلہ ٭ ہمیاں پچھوں آئی آ واری
اُٹھ چل مجاہد غازیا ! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
جاپے بتخانہ غزنی خالی ئے ٭ اُٹھ ریت، بنج تیرا والی ہے
غازی غزنویاندی شان دکھا ٭ چھڑے چاون لال مداری
اُٹھ چل مجاہد غازیا ! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
تاریخ نویں کر غازیا ! ٭ اللہ والیا پاک نمازیا!
سیالکوٹ، لاہور دا معرکہ ٭ کہندی واہ وا دنیا ساری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری
تیری مومن فوج شہیداندی ! ٭ او کافر فوج یزیداندی !
نعرہ مار کفر دا پٹ تختہ ٭ گئی مت کفر دی ماری
اُٹھ چل مجاہد غازیا! ٭ ہن آئی جہاد دی واری

غازی لب توں سب کجھ وار دے نے ۔ اج حسینی نماز گزار دے نے
ایہہ دائم زندگی دا رستہ ۔ ہن اللہ تیری یاری
اٹھ چل مجاہد غازیا! ۔ ہن آئی جہاد دی واری
غازی نال خدا دا زور آیا ۔ مدت بعد غزا دا دور آیا!

محمودؔ جہاد دا ویلا
اک ہو گئی امت ساری

(۱۰) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء ۲۲ اکتوبر بمقام جامع مسجد حنفیہ، خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ جمعیۃ المبارک کے اجتماع میں محدث ہزاروی نے قوم سے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس کے اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں۔ دیکھے از عقیدتمندان درگاہ)

آپ نے حسب معمول قوم میں جذبۂ جہاد کے بقا و ارتقائے کے سلسلے میں کتاب و سنت و تاریخ اسلامی کے سنہری واقعات کی روشنی میں اپنے مخصوص موثر انداز سے حاضرین کو آگاہ فرمایا کہ پچھلے مہینے میں کفار ہند کے جارحانہ حملوں کی مدافعت میں ملک و قوم پر جو بابرکت انقلاب آیا۔ بلا مبالغہ وہ دورِ حاضرہ کی کرامت کہا جا سکتا ہے۔ دشمن نے اپنی بار بار کی بربریت اور ہماری خاموشی سے گمان کر لیا تھا۔ کہ مسلم قوم کی پہلی تاریخ کے مسلمانوں میں سے آج دنیا میں کوئی باقی نہیں رہ گیا اور نہ وہ عزم و استقلال اس قوم کو نصیب ہے۔ لہٰذا اس نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء / ۹ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ دوشنبہ کے روز بغیر کسی اعلانِ جنگ کے اپنی تعداد کی کثرت اور سامان کی بہتات پر بھروسہ کر کے ہمارے ملک پر حملہ کر دیا۔ اسے خیال تھا۔ کہ ہم پر وہ

کوئی بڑی تباہی اور مصیبت لا رہا ہے۔ مگر محض اللہ کے فضل اور رسولؐ خدا اور اللہ کے سچے دین کی برکت سے وہ بلا خود اسی پر اُلٹ گئی اور وہ شر و فساد ہمارے لئے ایک عظیم خیر ثابت ہوا۔ جہاد کی وہ عظیم نعمت و طاقت جس سے اور دنیا تو کیا خود عام مسلمان بھی واقف نہیں ہمیں نصیب ہوئی۔ جہاد ہی کی برکت سے اللہ نے اس شر کو خیر بنا دیا۔ اتنی سی جھپٹ سے ملک و قوم کی رگ و ریشہ میں دین و ایمان کی لہر دوڑ گئی اور جو کام صدیوں کے مبلغ نہ کر سکتے۔ وہ تھوڑے دنوں کے جہاد نے کر دکھایا۔ ہر طبقہ میں دینی و ایمانی روح پیدا ہو گئی۔ سچے مومن مجاہدوں کی بہادریاں اور ان پر اللہ کی غیبی امدادیں جو کتابوں میں لکھی ہوئی پڑھ کر تعجب ہوتا تھا۔ آج وہ دنیا نے اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔ فوج کا یہ حال کہ پلٹنوں نے بریگیڈوں کو جہنم رسید کر دیا۔ بریگیڈوں نے ڈویژنوں کے منہ پھیر کر رکھ دیئے۔ نہتوں نے دنیا کی مانی ہوئی جنگی قوت اور ہتھیاروں سے لیس فوج کو دَل کر رکھ دیا۔ پیدل انسانوں نے فولادی ٹینکوں کو پاش پاش کر کے اڑا ڈالا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھنے والوں نے بر و بحر و فضا میں شیطان کی بے پناہ قوتوں کو تباہ کر دیا۔ حتیٰ کہ ساری دنیا کی زبان سے مرحبا، آفرین کی آواز آنے لگی اور ہر محاذ پر کثرت کو قلت نے ایسی چپت رسید کی کہ وہ اپنا منہ لے کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی۔ دنیا نے آج پھر دیکھا کہ قرآن کریم کا یہ اعلان حقیقت ہے کہ "اگر تم میں ہیں ۲۰ صبر والے ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور تمہارے سو ۱۰۰ ہزار کفار پر بھاری ہوں گے"۔ یہ جہاد ہی کا کرشمہ ہے کہ اللہ کی رسی مل کر تھامنے اور متفرق نہ ہونے، نیکی پر تعاون کا ارشادِ خداوندی فوج اور سول نے ایسا پورا کیا۔ جس کی مثال نہیں، یہ جہاد ہی کی برکت ہے۔ کہ دنیا کی کوئی حکومت عوام کا یہ عالمگیر تعاون کسی طرح حاصل نہیں

کرسکتی۔ جو جہاد میں ہمارے عوام نے دکھایا، عورتوں، بچوں نے شہری، دیہاتی، تاجر اور محنت و
مزدوری کرنے والوں، زمینداروں، درویشوں نے جس جذبہ اور ایثار کا ثبوت دیا ہے وہ حیران کن
ہے۔ وہ الفاظ میں نہیں آتا۔ دشمن کی بمباری سے تباہ شدہ علاقے کے لوگوں میں نہ ہراس
ہے نہ مایوسی۔ بلکہ امدادی رقمیں جہاد فنڈ میں واپس کر رہے ہیں۔ شہروں بازاروں سے نہ چیزیں
غائب ہوئیں نہ گراں۔ فوجیوں، مجاہدوں سے جس والہانہ محبت کا اظہار ہوا۔ وہ تعجب خیز ہے۔

بعض مجاہد نوجوانوں کو منگنی کے متعلق لکھا گیا کہ رخصت مل سکے تو آ کر شادی کر جاؤ۔
انہوں نے جواب دیا۔ رشتہ والوں سے مؤدبانہ عرض کر دو کہ جہاں مناسب سمجھو اپنا رشتہ اٹھا
دو۔ رہا شادیوں کا سوال ہے تو ایسی لاکھ شادیاں جہادِ اسلام پر قربان ہیں کیونکہ ہمارے
سامنے صرف ایک بات ہے "فتح یا شہادت" یونہی ہر محکمہ نے اخلاص کی مثال قائم کر دی
ہے۔ آخر میں ہمیں یہ یاد رہے کہ ہم پر جو ظلم جہاں جہاں کافر نے کئے ہیں۔ اس کا بدلہ لینا ضروری
ہے۔ یہ سب برکات جو دیکھے جا رہے ہیں۔ جہاد کی بدولت ہمیں نصیب ہوئے ہیں لہذا جہاد کو
ہمیشہ جاری رکھنا ہے اور برائی کے محکموں کو ختم کر کے نیکی کے محکمے جاری کرنا ہے۔ اللہ
رسولؐ پر کمال ادب و محبت کے ساتھ ایمان رکھنا اسلام کا احترام و اتباع کرنا، کفر و معصیت
سے نفرت کرنا، جہاد سے پیار ہماری فطرت بن جائے۔ جہاد کی امداد کا سلسلہ جاری رہے
بدی اور بدی کے رغبتوں کو ختم کر دو۔ جہادی مہارت ہر انسان کیلئے لازمی ہے۔
(وا اسلام، جہادِ اسلام زندہ باد) پھر ۵ ستمبر کانفرنس میں لکھا ایک جہادی ترانہ آپ نے
پیش فرمایا۔ جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ (خادم آستانہ)

اللہ اللہ اسلام کے غازی ! ۶ سچے خدا کے نام کے غازی

زخمی شیر اُٹھا رہ رہ کر ۶ سالہا سال ستم سہہ سہہ کر

روشن کر تاریخ اب غازی ۶ اللہ اللہ، اسلام کے غازی

ملّت قوم پہ ظلم ہوا ہے ۶ ہند کشمیر میں ظلم بپا ہے

ظلم و ستم میں حال اور ماضی

ہند کا مسلم زیر مظالم ۶ منڈلائے کشمیر پہ ظالم

ظلم کا بدلہ لے اب غازی

کفر نے پھر حق کو للکارا ۶ ساتھ ہمارے رب ہمارا

اب بھی ہیں غزنی کے غازی

حفظِ حرم ہے کام ہمارا ۶ کفر پہ بھاری نام ہمارا

عابد، ذاکر، پاک نمازی

جانے دنیا نام ہمارا ۶ کفر مٹانا کام ہمارا

کرنا ہے یوں رب کو راضی

پاک نبی سردار ہمارے ۶ لشکر ہیں جرّار ہمارے

خالدؓ ہیں کرارؓ ہیں غازی

غوث الاعظم پیر ہمارے ۶ تیرِ قضا ہیں تیر ہمارے

محمودؒ حق باطل کی بازی ۶ اللہ اللہ، اسلام کے غازی

٭ ٭ ٭

ایک گذارش

اہل اسلام کو لازم ہے کہ اللہ رسول ﷺ کے کمال ادب اور عشق سے بھرپور رہ کر اور اولیاء اللہ کا ساتھ لے کر بد اعتقادی، بد اعمالی اور غفلت سے بچ کر عبادت اور ذکرِ حق پر مضبوطی سے راہِ خدا کے جہاد کو جاری رکھیں اور جذبۂ جہاد کو کبھی ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ ظاہری، باطنی برکات اسی کا صدقہ ہے۔ ؎

کرے خانہ بدوشوں کی خدا خود خانہ سامانی ؎ نیا منظر، نئی منزل، نیا دانہ، نیا پانی

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

رازِ جہاد

مجاہد تجھ میں ہے قدرت کا طوفان ؎ جو حق و باطل کی ٹکر تک ہے پنہاں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ادب و عشق سے زندہ رہنے والے مسلمان تیری پہچان میدانِ جہاد حق و باطل کی ٹکر ہی میں ہو سکتی ہے۔ ادب و عشقِ حق اور معیتِ صادقین میں دنیا جہاں کی جب حق کی دشمن باطل طاقت سے بھی ٹکر لے، تیری امداد کو اللہ و رسول ﷺ کے وہ خفیہ بڑے بڑے ریزرو (تیار) ہیں جو مشرق و مغرب، شمال و جنوب، خشکی و سمندر، پہاڑ و میدان، زمین و آسمان، ظاہر و باطن تمام جہاں پر محیط و غالب ہیں۔ نہ انہیں گولہ بارود کی حاجت، نہ راشن وردی کی۔ نہ وہ فضائی طیاروں اور بحری جہازوں کے منتظر ہیں۔ نہ بکتر بند گاڑیوں کی انہیں ضرورت۔ نہ فولادی ٹینکوں کی اور نہ سکھلائی کی حاجت۔

نہ اُن کی پرواز محدود، نہ اُن کو کوئی روکنے والا۔ یہ گروہ کمک میدانِ جہاد ہی میں ملتی ہے۔ ؎ میتوانی کہ دہی اشکِ مرا حُسنِ قبول

اے کہ دُر ساختہ قطرہ بارانی را

مجاہدِ اسلام زندہ باد

ابو مسعود سیّد محمود شاہ محدث ہزاروی

سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں۔ ہزارہ